بہا پیرای چمن حسن عشق کی تحقیق ستی رنگین بنا گلشن ہند یعنی

گلدستۂ عشق

معروف بہ

دیوان رند

گلشن مطبع حق منبع منشی نولکشور میں تازگی بخش طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا / سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

شان ارفع ہے تری مرتبہ اعلیٰ تیرا / تو ہے یکتا کوئی ثانی نہیں ہمتا تیرا

عقل کیا دخل کرے کنہ حقیقت میں تری / حوصلہ پست ہے مرا مرتبہ اعلیٰ تیرا

راہ میں اسکی عبث ثابت قدمی ہے جو سہی / سجدہ گہ جانِ ملک نقش کف پا تیرا

جستجو میں جو نہ دوڑیں تھکے ٹوٹیں وہ پاؤں / سر وہ کٹ جائے نہ ہو جسمیں کہ سودا تیرا

دوش پر ایکو میں جانوں نہ کنارا ہا د / پرورش یافتہ ہوں میں اس صحرا تیرا

تو ہی تو اسکو بنایا ہے یہ قدرت سے / تو ہی جا ہے گا تو بگڑیگا یہ پتلا تیرا

دید لیلیٰ کے لیے دیدۂ مجنوں ہے ضرور / میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا

ایک عالم کو ترے نام کا ہے ورد ابد / میں ہی کچھ نہ کہ نہیں کرتا ہوں تمنا تیرا

میں بھی دیکھونگا دکھا مجکو تجلا ہے جمال / میں بھی شیدا تو ہوں صورت کی ہوس تیرا

کسکی آنکھوں سے ہو دیکھو کبھی جیسی کا / کس طرح شیدا ہیں ہوا نرگس شہلا تیرا

مرا یا قریب ہے دنیا نرگا بار کہ میں / تجکو احسن ہے ... تیرا

قصد کرکے نہیں کھینچا قلم قدرت نے / خود بخود بن گیا ساختہ نقشا تیرا

وہ گلگون مین افیون کا اثر ہو جائیگا
...ری نالی کا ترے دلمین اثر ہو جائیگا
...ی سے باہر جو مشتاق سفر ہو جائیگا
...چہ مین بھی یوسف مری ہی معجز ختم النبی
...ک چشم سفینہ پریشان ہی یہ طوفان لائیگا
...نگی گردش مین تجکو بھی مری آوارگی
...ر کا عالم بنا دیگا اسے حسن شباب
...ب عالم ہی تہ و بالا فلک کی ہاتھ سی
...یون نہین شیر گر و شمس ہمیشہ مہر و ماہ
...شکل معنی راہ مانگونگا اگر دریا سے مین
وہ شجر مین ہی جو قطع ہوگی سر سبزی مری
خاکساری میر سیاہ شیوہ کریگا تو اگر
سیر کو آیا تھا ہستی مین عدم سی مین غریب
ہی عبث نازان تو حسن کم بقا پر عندلیب
حسن کی دولت [illegible]
مے گسانی کرنی ہوگی وہم [illegible]
یا در ہی طالع کرین تو کیمیا کیا مال ہی
یار رخصت ہوئیگا [illegible] دیگا جہان
یارین گر اہل شب سی ہی شدت [illegible]

دور مے یارین دوران سر ہو جائیگا
کارگر یہ تیر بے پیکان جگر ہو جائیگا
گرم رفتاری مین ہمسنگ شرر ہو جائیگا
گر اٹھی انگشت تو شق القمر ہو جائیگا
قطرۂ نیسان نہین کچھ جو گہر ہو جائیگا
گر بگو مین ہان تو بھی دربدر ہو جائیگا
چاند سا چہرہ ترا رشک قمر ہو جائیگا
یہ منڈوا بھی کبھی زیر و زبر ہو جائیگا
[illegible] شمس و قمر ہو جائیگا
خشک ہونیکا نہین تو تاکمر ہو جائیگا
شاخ سی جو برگ ٹوٹیگا تبر ہو جائیگا
دیدۂ اہل نظر مین تیرا گھر ہو جائیگا
کیا سمجھا تھا یہ زندان تیرا گھر ہو جائیگا
دم مین رنگ روی گل نوع دگر ہو جائیگا
جب تلک تو ہوگا اک عالم [illegible] جائیگا
بال سا باریک [illegible] ہو جائیگا
سنگ ریزہ ہاتھ مین [illegible] جائیگا
ظلمت شب [illegible] نور سحر ہو جائیگا
[illegible] آخر اسے [illegible] جگر ہو جائیگا

۲۸

آسمان سے [illegible] کفن تجھ کو [illegible] زادہ کا
خاک کو [illegible] کرتی ہین یاد
[illegible] کرتی ہین پریان دل آدم زادہ کا
آرزو [illegible] ذوق اسیری کا دام تنگ [illegible]
[illegible] قسمت مین مری [illegible]

آشیاں میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا
پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا

سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی گردن پر پڑا
سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا

مملکت میں حسن کی ہے حکم قتل داد خواہ
جان پر کھیلوں ارادہ ہے جو میں فریاد کا

عید کا دن ہے گلے سے میرے لگجا تو بھی آج
ملتے ہیں آپس میں سب تحفہ ہے مبارکباد کا

جوہر حسن آئینہ رو پہ کھلتے کس طرح
گر سکندر سے نہ بنتا آئینہ فولاد کا

رند شکوہ کیجیے کس کا بقول استاد کے
آب و دانہ نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

زباں سے بھی جب نام تیرا جان جاں نکلا
لگی کیا آگ تلووں سے کہ بس سے سر دھواں نکلا

تباہی گو چمن کی دیکھتا کیونکر ان آنکھوں سے
ترے ہاتھوں سے گلچیں چھوڑ کر میں آشیاں نکلا

زمیں میں گڑ گیا خجلت سے تیرا سر اے قمری
خراماں باغ میں جس دم مرا سرو رواں نکلا

فلک کے ہاتھ سے جس دم زمیں پر بھاگ کر پہنچا
یہاں بھی زمیں پائی یہی آسماں نکلا

دل سوزاں کو میرے گر گاڑا لحد میں بھی
تو یارو دیکھ لینا قبر سے میری دھواں نکلا

نہ دیکھی سر زمیں ایسی نہ ہوگا آسماں جیسا
مگر طبقہ زمین شعر کا یہ آسماں نکلا

میں گیسو کی طرف سے کھینچ کر تجھکو نکالونگا
کبھی تجھ سے جو راز عشق باہر [illegible] نکلا

نہ دکھلایا کسی دن منہ پھر پانی پینے کو
ترا چاہ ذقن ایسا بجا اندھا کنواں نکلا

دلا کس دشت پر آفت میں تنہا بھیجا تجھکو
کبھی اس راہ سے ہو کر سلامت کارواں نکلا

مرا تھا عشق کاکل میں پس از مردن بھی
نشان عشق پیچ و پیچ استخواں نکلا

برابر تیرے بیاں کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا
کیا تحقیق تو اس بت کا سنگ آستاں نکلا

ترے عشاق کو پروا نہ دیکھی ہفت والوں کی
مقام جبہ سایاں جہت لا مکاں نکلا

۴

ماحب کہاں کھتی ہیں اک سیر کا خورش — چٹکی اوٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا
جیرت سے تچھوا نگی گیا لیکے خط شوق — مجھہ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا
ارے گئین ہوئی ہین تن زار میں نمود — ناطاقتی نے جسم کو مسطر بنا دیا

گردن میں طوق پاؤن میں زنجیر ڈالی زند
سوداے نیکو اسے یہ زیور بنا دیا

خلعت عریانی تری شہرا جھینا ہو گیا — ایکدن کو کہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا
خوار کیا ہی جو انسر دونکو نشہ بخر نیہ — سن تیغ کہ کیا مجھی کمینا ہو گیا
وقت فکر شعر آیا ناوٹ کا خیال — گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا
لب محیط شہم میں وہ اجسکا تربناہی ہوا — ہر حباب اوسکو لیے گویا سفینا ہو گیا
اس مہینے میں بھی ہے وہ سیر یا پہلو تہی — عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہو گیا
گھر ہوا ہی عشق کا اوس نے سند کر لیا — آسمان بھی ٹھی کا جسکی ایک زینا ہو گیا
دوسرا جسا نہو گا کوئی گریشتہ نصیب — کی محبت میں لہجس سے اوسکو کمینا ہو گیا
اب کہاں وہ انیٹھنا ستونکا وہ ہوچکی کہان — ساقیا موقوف جسے کا پینا ہو گیا

اب نہیں ہیں کدورت زنہار حاصل ہے صفا
جیسے اشرافیکا سینہ میرا سینا ہو گیا

ہی مصر میں شہرہ تری شیرین سخنی کا — دم بند لبوں سے ہے محقق یمنی کا
تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا — ہے پاس برابر مجھی محتاج و غنی کا
ہوں الست حسنت سے غنی روز ازل سے — محتاج نتھا روز لدہ کفنی کا
تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے — لیکا نہ سپاہی کو تری راہزنی کا

۵

[illegible]

دلمین نجہا ایکی چلا ہون جہان سے — تو وہ لگے گا گور پہ گرد ملال کا

قالین کی احتیاج نہین کچہ قصیر کو — بستر نمد کو فرش سی بستر ہی کہال کا

گلشن مین یاد آئی جو چشم سیاہ یار — سوسن کا پہول بنگیا دیدہ غزال کا

دانہ ہوا اوس یکو شکم پر جو خال ہے — عالم ہوا اوسکی جالی کی کرتی پہ جال کا

کشتہ کیا ہوا اک بت وحشی مزاج نے — ہو شامیانہ گور پہ آہو کی کہال کا

آغاز سی سرام کا انجام خوب ہو — انسان کو خیال رہی کر مآل کا

کس مہروش کے در کی گدائی کی ہے ہوس — خورشید ہی فلک پہ جو کاسہ سوال کا

چشمک نہ کرین کہین رند سب جوان
پیری مین عشق خوب نہین خرد سال کا

٦

عارض اوس شوخ حسین کا گل رعنا سمجہا — سرمگین چشم کو مین نرگس شہلا سمجہا

کثرت خلق کو اوس در کی میلا سمجہا — گردش ہفت فلک کو مین ہنڈولا سمجہا

لکنت اوس طفل کی مین لکنت مستی سمجہا — جو مہندی لگا ہی ہاتھ اوسکے ید بیضا سمجہا

ورنخچو تی چمن کی جو موزون دیکہا — سرو گلشن کو قد یار کا سایہ سمجہا

مہروش یار وہ افشان جو جبین پر تھی — رخ خورشید پہ مین عقد ثریا سمجہا

گل سوسن پہ ہوا دیدہ آہو کا گمان — تجہ بن اے شوخ مین گلزار کو صحرا سمجہا

چشم جو اہل ہوس ہی نہ دیکہا کبھی لیک کی طرف — مین یہ مردار خدائی سگ دنیا سمجہا

بہاگ کر مردم دنیا سے چہپا یان آکر — اون کی جا میری دیوانی کو عنقا سمجہا

کعبہ رو کو مری سجدہ کیا ہر گام — جادۂ راہ کو تیری مین مصلا سمجہا

لالہ و گل پہ گمان اوس رخ رنگین کا ہوا — سنبل باغ کو مین لف چلیپا سمجہا

[illegible]

کسی الفت میں تیری خالی نہیں پایا
ترا جو چاہتا تھا محفل میں تیرا ہی پیا تھا

پڑھایا گیوں نے جو اپنا کیا کیا فونا اوسکو
او نے آنکھوں سے تجھے چیا ر آنکھیں کیا اڑایا تھا

ازل سے لغت ہے عشق حسینوں کی شب تا گیں ہے
مزاج اپنا لڑکپن میں بھی تیہا شتہ تھا

پھرایا رند نے آسمان نے اوسکا در ورنہ
یہی سر تھا ہمارا اور اوسکا آستانا تھا

ہوشیاری نے ستمگر تیری بیہوش کیا
تیری گفتار نے ظالم مجھے خاموش کیا

سر شوریدہ کیا تن سے جدا قاتل نے
بار جہان مری سر سے کہ سبکدوش کیا

بعد مردن بھی گئی روح بھی دیوانی سی
تیری سودائے محبت نے اگر جوش کیا

آہ کو ساتھ فنا ہو گیا میں خستہ جان
شمع سان باد اک جھوکے نے خاموش کیا

مژدہ ای قیس کہ لیلی رہی اب صحرا میں
شہر کی راہ کو ناقے نے فراموش کیا

نہ غرض دین سے نہ دنیا سے سروکار مجھے
یاد میں تیری دو عالم کو فراموش کیا

میں وہ دیوانہ تھا جسکے لیے پریاں روئیں
میری ماتم نے حسینوں کو سیہ پوش کیا

گور کی مردہ پسندی نے ظاہر مجھکو
مردے کی طرح نہ زندوں کو ہم آغوش کیا

جام کو منہ سے لگانے کی نہ نوبت پہنچی
چشم مخمور نے ساقی کی یہ بیہوش کیا

واہ ای عشق نہ تیری کشش مجنوں کو
شاید جو سے تہ خاک ہم آغوش کیا

میں وہ محروم محبت ہوں لڑکپن میں بھی
واکسی نے مری واسطے آغوش کیا

دیکھنے کو تری اور سننے کو تیری گفتار
چشم نرگس کو کیا گل کو صنم گوش کیا

پوچھے رند سے کیا ہو سبب بیہوشی
چشم مخمور نے اک مست کی بیہوش کیا

آمد خط سے دگر گون نکہت ہی یار ہے	چاہ تھا وہ جو زنخدان لب ... کا
سبزہ خط سے ہوا کی ... ہری	عیش گرد ... سے ... کا
ساتھ ... سبز رنگین کی ہوئی	پنجہ مرجان میں دستہ خنجر یا بلور کا

خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے رند کو
بعد مردن خاک سے اوٹھیگا بگا نور کا

سادہ رو ایک بت غنچہ دہن مجکو دیا	میرے اللہ نے بخیا چمن مجکو دیا
کی پس مرگ فلک نے مری مٹی بھی خراب	گور ہی دی مجھے اسنے نہ کفن مجکو دیا
بوستاں میری لڑکا ہی ہے تعمیر	خواب میں جو نے ہی مشک ختن مجکو دیا
مالک سلطنت ملک کیا اوروں کو	بدلے خلعت کے فلک تو نے کفن مجکو دیا
شکر کس منہ سے ادا ہو ترا ای رب کریم	لاکھ احسان کیے جو عضو بدن مجکو دیا
اور اللہ سے کیا دولت دنیا مانگوں	یہ عطا کم ہے بت سیم بدن مجکو دیا
گور سے ٹیچے نہیں گنج کی سب سمجھیں	بعد مردن جو عزیزوں نے کفن مجکو دیا
سر پہ رکھا اوسے میں پھول سے بہتر سمجھا	گر کبھی دوست نے اک خار وطن مجکو دیا
نونہال چمن حسن جسے سب کہتے	ایسا اک یار نہ ای چرخ کہن مجکو دیا

رند کی ہے یہ تمنا کہ اثر بھی دے تو
رند یا تو نے اگر ذوق سخن مجکو دیا

مقابل آئینے میں عکس جو اوسکا نمایاں تھا	مثال آئینہ وہ آئینہ رو خود بھی حیران تھا
صبا کی طرح دیکھ میں جسکا میں جویاں تھا	برنگ بوئے گل رکھا تو وہ مجھ میں ہی پنہاں تھا
جنوں ... کا رنگ فقط یاروں کا سامان تھا	مثال صبح چاک اپنا ازل ہی سے گریبان تھا

سدۂ بستہ بھی اب کھل نہیں سکتی مجھسے
باندہ لاتے تھے کبھی شہر بیابان جیتا

گرد کلفت میں جو باجاتا ہی میرا تن زار
گاڑ دیگی مجھ کو کیا گردش دوران جیتا

بندگی کرتا غلاموں کی طرح سے تیری
آ چکے دن نہوا یوسف کنعان جیتا

جسکی وحدت کی زمانہ میں دیا زہر اوسے
اسکے گھر سے نہ پھرا ایک بھی مہمان جیتا

پیس ڈالیگی یہ ایک ایک کو چکی کیطرح
کوئی رکھنے کی نہیں گردش دوران جیتا

مرگ خواہان ہجر میں مری دلچکی نہ زیست ہجر
تیری امید پہ ہوں جیسے مہ دوران جیتا

آپ دانستہ کوئی کھوتا ہی نعمت اپنی
پھینک دیتا ہی کوئی توڑ کے دندان جیتا

سخت حیران تھا جو رہا زندہ چمن سے چھٹکر
میں تو دم بھر بھی امی مرغ گلستان جیتا

چلئے اب عرض کرو حضرت آتش سے رند
معرکہ آپ کا یہ طفل دبستان جیتا

۹

پیدا ہو جس سے رشک کسی شہسوار کا
آنکھوں کو انتظار رہا اوس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا

کیونکر وہاں پہ جائے تشبیہ دہن اوسے
غنچے کو اوسکے سامنے رتبہ ہی خار کا

اوٹھنا پڑیگا سینے ہی میں پھر بعد خواب مرگ
سوتوں کی موت چونکنا ہی بار بار کا

یہ جانتا ہوں میرے گنہ بیشمار ہیں
اندیشہ دل میں کیا کروں روز شمار کا

بعد وصال ہجر میں میں مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ خمار کا

شہرہ ہی مری فریفتہ عالم ہوا ترا
باعث ہی میرا عشق تری اشتہار کا

نسبت ہمکو سیہ چشم بتوں سے اوٹھگیا
آنکھوں نے میری رنگ نہ دیکھا خمار کا

یوسف لباس پیرہن اپنا یقین ہے
اوگلا کبھی جو عطر ترے پاس ہار کا

گلی میں اوسکی ہوای بہشت چلتی ہے / وہ زندہ ہوگیا مردہ جو زیر بام آیا

کبھی سنا نہو ای چرخ دیکھنا کیسا / دکھاونگا میں اگر وہ مہ تمام آیا

خم و سبو بہرے ہمور فیض ساقی ہے / شراب مین پچھے اب دور دور جام آیا

جیا نہ خانۂ صیاد مین کوئی بلبل / پھڑک پھڑک کے موا جو اسیر دام آیا

تری ہی ذات کریم و رحیم ہے ایدوست / سوا ترے کوئی مشکل مین کسکی کام آیا

دکھایا آنکھون نے گردون نے روی صبح امید / شبون کا جاگنا آخر ہمارے کام آیا

چلون بچا کے مزار شہید الفت کو / خیال اتنا نہ تمکو دم خرام آیا

قصور کیا ترا ساقی فلک نہ دیکھ سکا / گرایا ہاتھ سے لب تک جو میرے جام آیا

کہو یہ مسجد کنعان سے نہ لیوین راہ مین ہم / کہ دور بہا ہے اور دن قریب شام آیا

یہی ہے قول مری غیرت زلیخا کا / خرید دونگا کوئی یوسف سا جو غلام آیا

نہیں ہے ابلق لیل و نہار جا بہ مین / ہماری ران تلے اسپ بے لگام آیا

زنور شوق سے ای رند ضبط ہو نہ سکا / زبان پکار اوٹھی جب دل مین اوسکا نام آیا

محتسب ڈالکو نرد دون کی بہلتے دیکھا / دور ساغر نہ تری دور مین چلتے دیکھا

حق بجانب ہے جو غش آگیا قاتل کو مرے / دم کسیکا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا

ٹھوکرین کھانی لگی بہولگئی اپنی چال / کبک و طاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا

ہوگئی بند ہیں چشم قفل سے منہ خاموشی / حرف مطلب نہ کبھی منہ سے نکلتے دیکھا

کشت انجم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار / کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا

آسمان کو نہیں منظور ہے تم دونکا فروغ / شمع کو شیر کی چربی سے نہ جلتے دیکھا

۱۰

۱۳

صحرا سے گلستان کی بدلت لائی ہے وحشت
دل یاں سے بھی گھبرایا ہے اب خفقان کا

قاصر ہو جہاں مدرکہ عقل نخستین
کیا ذہن رسائی کرے اس بھید نہان کا

یارب کبھی نکلا نہ کبھی یا صنم اس سے
کچھ بھید نتیجہ نہ کھلا میری زبان کا

کیا کیا نہ جوان سے ہے کچھ پیر چلاکے
ٹیڑھا نہوا اوس سے کسیدن کی بانکا

تربت بھی پس از مرگ ہو ہموار زمین سے
تا نام بھی باقی نہ رہے میرے نشان کا

ہو جائے اسی کا فروزیج اسکی اک راہ
کھل جائے اگر بھید ترے راز نہان کا

ہوویگا وہی جو کہ ہے تقدیر الہی
قائل نہ شگون کا ہون نہ میں فال زبان کا

اوڑھوائی پس از مرگ مجھے اشک کی چادر
چشموں نے کفن مجکو دیا آب روان کا

میخوار کی تکلیف ہے کیا روزہ نہیں باقی
شوال میں ہو جائیگا بدلا رمضان کا

ایسا ہی ملاقات تھی خاموشی ہماری
گونگے نے اشارے سے لیا کام زبان کا

جب آئی ہے مستی میں تو تھی یاد عدم کی
وان جائینگے تو دھیان ہیگا ہمین یان کا

تسکین نہوئی سینہ فگن سے بھی شب وصل
اب مرگ مداوا ہے ہمارے خفقان کا

لب یار کے مجھے باغ میں تھا اسکا گمان ہے
شک غنچہ سوسن پہ ہے آہو کی زبان کا

بوسہ لب شیرین کا لیا وصل کی شب میں
افطار کیا خرمے سے روزہ رمضان کا

کیا جانیے کیا بات نکل جائے دہن سے
اب گنگ ہی ہونا ہے بھلا میری زبان کا

دیکھا نہ کبھی ہم نے یہاں کوئی گھڑی کو
ٹکسال سے باہر ہے چلن اہل جہان کا

ممنون کیا میت کو مری ریگ روان نے
بے گور و کفن تھا میں مری لاش کو ڈھانکا

دن عید کو تب پلا کے گئی ساغر
ساقی نے دیا فطریہ ماہ رمضان کا

ہنگام ہے نے روح کرے پیکر خاکی
عز و شرف و رتبہ مکین سے ہے مکان کا

11

ہنگامہ گرم آہ شرربار نے کیا / رسوا مجھے خاص عام میں دل زار نے کیا

سوداگران ہجوم خریدار نے کیا / دل سرد مہر آگ میں بازار نے کیا

آغاز سبزۂ خط رخسار نے کیا / سینے کو اور آئینہ تیار زنگار نے کیا

ستھرا قتیغ ابروے خمدار نے کیا / میدان صاف یار کی تلوار نے کیا

دکان دہر میں تھا متاع گراں بہا / ارزاں مجھے کسادی بازار نے کیا

جن نے لٹیا سر پہ اوترا کسطرح / دیوانہ تیرے سایہ دیوار نے کیا

وہ جنس نا قبول ہوں بازار دہر میں / نرخ اسطرف کبھی نہ خریدار نے کیا

عفو قصور ہو مرا اگر آپ جو رہیں / پر اب تو ترک عشق گنہگار نے کیا

مطلب تھا بندگی تری تھا وہ بیا حرم / سجدہ تجھی کو کافر دیندار نے کیا

پھانسی گلے میں آنکو دی یار زلف نے / دیوانے شہر ہوش کو ہشیار نے کیا

دیکر متاع عقل لیا ہی جنون عشق / کیسا معاوضہ یہ دل زار نے کیا

بدنام اوسکو کرتا میں سودا نہ آپکو / سارا فسانہ یار کی تکرار نے کیا

تصویر کی طرح حرکت لب بھی نہیں / خاموش کسکی حسرت گفتار نے کیا

مانند خضر چشمۂ حیوان پہ پایا غل / اعجاز سبزہ لب دلدار نے کیا

سیلہا کروں گا گیسو خمدار کی قسم / جس قدر عمل کبھی اغیار نے کیا

ای پادشاہ حسن ہوا تجھپہ وہ فقیر / ترک لباس تیری طلبگار نے کیا

وہ دن گئے شکل اوسکی جدا ہو گئی / کیا حلقہ مشغول غم دلدار نے کیا

ثابت ہوا جو عشق تھا ناگہاں ہنگام / ملزم مجھی کو کافر و دیندار نے کیا

وہ گران بہا ہی وہ ترے کے واسطے / بیعانہ نقد جان کو خریدار نے کیا

١٢

١٣

نہیں معلوم تجھے کس سے خصوصیت ہے
اہل ایمان تجھے اپنا کہیں ہندو اپنا

آئینہ دیکھکے سکتا سا ہوا ہے اوسکو
محو آئینۂ رخ آپ ہے مہ رو اپنا

بوئے گل سے مجھے دھوکا نہ ہو اوسکی بو کا
جو چلا رہنے دے باد سحری تو اپنا

دعوی حسن کیا کرتا ہے اوس سے شاید
دیکھا یوسف نے نہیں آئینے میں رو اپنا

رام کسطرح کرے گا کوئی صیاد اوسے
اینٹھ سا ئے سے بھی رم کرتا ہے آہو اپنا

کیا ہوا ہے بت کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا

جان جان جب سے ہے تجھ سے مرا خالی آغوش
گور بھی مجھ سے تہی کرتی ہے پہلو اپنا

وای قسمت کیا حضر آنسے پر رونے لگا
شانے سے لے کر لیا اوس نے قیا تو اپنا

قصد نخچیر تو کر تیغ تو تو کھینچ اے ترک
آپ کاٹے گا گلا آ کے نکلے آہو اپنا

یاد کر کے لب پانخوردہ کی تیری سرخی
خون دل آج پیا ہے کئی چلو اپنا

کسکو ہم ملے کہ حسن میں وہ طفل شریر
سمجھے یوسف کو جو پاسنگ ترازو اپنا

ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کا تیرے
پاؤن میدان سے سر کو جو سر ہو اپنا

مشترک شب سے ہوا ہوں جگر اشکوں میں
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا

اک نظر آئینہ گر آنکھ سے میری دیکھے
ابھی اے بت کلمہ پڑھنے لگے تو اپنا

لوٹا کرتا ہوں شب ہجر میں انگاروں پر
جلنے لگتا ہے جدھر رکھتا ہوں پہلو اپنا

کہدو ساقی سے کہ حاضر ہو لیے کشتی مے
بادہ خوار نے کیا ارادہ ہے لب جو اپنا

پاک دامانی کا دعوی ہے مگر اس رخ سے
ہنسے گریبان میں اگر ڈالے کبھی تو اپنا

تا سحر ہجر کی شب درد کیا کرتا ہے
دل کبھی سینہ کبھی اور کبھی پہلو اپنا

داغ کہاں کہاں مرے عشق میں گلرو ہونگے
حشر کے روز کفن ہوئے گا خوشبو اپنا

[illegible]

یارب بہار گلشن ہستی سدا رہی
بلبل ہزار رنگ کا آکر چہک گیا

جس جسطرح سی چاہا مرا امتحان کیا
اتبہ یقین ہوا تجہی کیون ایسی ٹہنک گیا

پہلو مین انکہین ہی وہ پہوڑیکی ہی ٹیک
خون ہوکی دل ہی اشک کی شامل ٹپک گیا

اسی جو آدمی ہون دو دن کی ٹالک جواب
چپ ہی رہی تھی میرا کلیجا تو پک گیا

صیاد تیری دام سی آسان تہا چہوٹنا
مشکل یہی کہ تجہی مرا دل اٹک گیا

مجہو تہا ساقیا مجہی لینا زیادہ تہا
تقصیر ہو معاف اگر مین بہک گیا

برباد کرکے خاک مین مجکو ملا چکا
اتبو غبار دل سی ترے اے فلک گیا

لرزا یہ اضطراب سی میری مرا قرار
جو سنگ لوح اپنی جگہہ سی سرک گیا

بیمار دونون اک مرض عشق کی ہوی
وان مضمحل ہی یار ادہر مین ہٹک گیا

سرکا دوپٹہ شکوہ جو گردن کی پاس سی
جگنو کی طرح یار کا جگنو چمک گیا

نماالب ہی غضب دلکو کیا اوسنی ناپسند
لاکر جو مشتری میری سر سی ٹپک گیا

انگڑائیان جو لین سی ادستنگ پوش نی
چولی انکل نکل گئی شانا مسک گیا

سوچا جو رند دلمین تا گل شگفتہ لے
رویا مین غنچہ باغ مین جسدم چٹک گیا

گرمی سی اسکی رخکی گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو دانہ شبنم چٹک گیا

کاکل مین تیری پیچ دل اب ہو چکا اسیر
ہوتا نہین جو دام سی طائر پہڑک گیا

ثابت کی ہستی کہر یار ناخن سی
آیا یقین ہم کا مر و دل سی ٹہنک گیا

دل چاہتا ہی آپ گلا ہر گردن بارہ
قاتل کو دیکہ تیغ بکف دم پہڑک گیا

آباد رکہی حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کونسا آکر بہک گیا

[illegible]

[illegible]

اوس مرگ شہسوار کو ہے جیسے ذوق صید
خالی شکار بند نہ نخچیر سے ہوا

لکھتا تیا وصل ہجر کی جا سرنوشت مین
اتنا نہ سہو کاتب تقدیر سے ہوا

قابو ہوا نہ ایک سر زلف پر کبھی
لو ایتھقا و دل مرا تسخیر سے ہوا

سنرا سے کیطرح سے کیا ہے مین قبا
دیوانہ اوس پری کی مین تحریر سے ہوا

ہوا سلسلہ جدا کیا سرتن سے شمع کا
جلاد کا ہے کام جو گلگیر سے ہوا

چلا تری کمان کا کہچا کس سے ابروان
ہم پلہ کسکا تیر تری تیر سے ہوا

تو ہی دکہا دے اے کریم اپنا کچہ اثر
دل سرد آہ سرد کی تاثیر سے ہوا

پابند ہون کیا مجھکو کب باغ تہا
سودای زلف شامت تقدیر سے ہوا

رکہتی ہی دیکہو جان مرقع مین ہر کہی
اعجاز عیسوی تری تصویر سے ہوا

سر پہ جو بار عشق حسین جوان لیا
قامت خمیدہ تر فلک پیر سے ہوا

جوہر وہ خاکساری نے پیدا کیا مری
حاصل ہوسون کو جو اکسیر سے ہوا

نزد سخنوران مین پایا کبھی فروغ
روشن بیان جا نہین مین تقریر سے ہوا

برباد ہو گی خاک مین جب تک ملا نہین
غافل نہ آسمان مری تدبیر سے ہوا

جانی دیانہ دشت کو اوبہار کہا تجہے
تنگ ایکجنون مین پاؤنکی زنجیر سے ہوا

کہا فرہون مین جو اپنی نوشتی کو بہ کہون
تحریر ہی یہ خامہ تقدیر سے ہوا

جلد آتو وہ تو کیون مین گلا اپنا کاٹتا
خون تجیہ میرا مرگ کی تاخیر سے ہوا

پہونچا تو سلام اسیرونکا ای صبا
گل تک اگر گذر کسی نخچیر سے ہوا

رزاق نے کیا تجہے پیدا جبا نہین لعبد
موجود پہلے رزق ترا شیر سے ہوا

دشنام تہا جواب مجرض ہر سوال کا
جب لاجواب وہ مری تقریر سے ہوا

15

دیوان نجم مین سے رزق آیا جاتا
ہے آج صاحب علم و عمل کی وہ سے
ہے اپنی نام کی نوبت ہرایک بجا جاتا
نہین کبھی جو سعادت مری مقدر مین
بجا کسا یکو سر پر ہمی کہا جاتا
اری مقام کا یہ دوست گر نشان ملتا
ہوا ہمی سے گرہ شوقین ورا جاتا
وہ کرو ونکا برا بنا

اثر ہے تاثیرِ دل جو شتا گرمی ہم — اسے اضطراب کہ بدلی تپش آ ہی جاتا
جو ترک عشق نکرتا بھلا تو کیا کرتا — میں اپنی جان سے جاتا تمہارا کیا جاتا
جنون اگر یہ سبب ہوتا جو دامن صحرا — نکالتے میں کدھر دل کا حوصلہ جاتا
نہ سنتا کوئی کبھی نالہ رسا ہونے کا گلا — جو لیکے یار تلک طالع رسا جاتا
گھٹتا ہے گریبان جنون سے ہی صحرا — کبھی کبھی ہوں اگر آپ میں بھی آ جاتا
نہیں ہے کوئی پس از مرگ اٹھانے والا — میں بندہ خاک مذلت میں جس گرا جاتا
قریب آگئی کیا ہی جنون بہار دن — جو خود بخود ہی گریبان مرا پھٹا جاتا
نکل تو گھر میاں ابر و شمع محفل جیسا — میں اپنی آگ میں ہوں آپ ہی جلا جاتا
ہما کی کیا غیرے ہمیں صرف عداوت تھی — سگ حبیب اگر ہڈیاں چبا جاتا
اگر نکرتی وہ زلف دراز کوتاہی — جنون عشق کا کاہیکو سلسلہ جاتا
زبان گوش ہوئی گنگ کہ جب آئے تم — جو سب ہی آتی تو کچھ کہا سنا جاتا
نہیں ہے طاقت اظہار قصہ جانکاہ — بیان نکرتا اگر حال دل کہا جاتا
جو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب — غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا
ہنسی ہے کھیل ہے دستان کی ہی اے محبت — ہے اپنی جان سے اک بندہ فدا جاتا
نہیں ہے بس میں ہمارے قلم اختیار میں ناصد — زبانی کہیو تو خط تو نہیں لکھا جاتا
ہمارے آپ کے بس آ ہی بیسی ہی متوقف — ذرا سی بات میں غصہ تمہیں آ جاتا
رہا ہوتا اگر ہمیں ہاتھ جانسے دھو کر — تری گلی تک کہاں یہ شکستہ پا جاتا
سپرادی غنچہ مثہ تخوار کہ سر اٹھا تل — گلو میں تیری تسمہ لگا رہا جاتا
اکیلے منزل ہستی میں کیا کرو گے رند — چلو عدم کو ہے یاروں کا قافلہ جاتا

۱۶

اشارے سے یہی سمجھا وہ سمی کاکل کی لٹ کا
وہ رو رہ سا وہ دل سا نقش پر وہ سحر شاید
امارت کا مزہ پایا نہر کی مدت سے حاصل ہے
بلا سے پیری سودائی ہوگئی یا پریشان ہر
ہوا ہے مثل برگ گل پھرا صحرا میں وحشی
لٹے پایا اگر سو دیکھیں اوس کاکل کو جاتا ہوں
سمجھ کے پاؤں کہنا خضر صحرائے محبت میں
جنون نے بے خبر کر رکھے نہیں کچھ کام میں وحشی
کبھی میں راہی آگے سے پیچان ترس ہو گا
چلا تھا دیر کو کبھی میں آ نکلا میں جنت میں
تمام ضبط و خاموشی ہے مثل بار دار کی
مثال تیر سیدھے منزل مقصود کو پہنچا
پلنگ و دن لحد میں جا سوئے پاؤں پھیلا کر
لگا یار راہ میں ہر طرح اوسکو شہسوار ان نے
چمن بے بو ہوا یار آنکھ سے نہیں چھپتا وہ تکنی میں قتل تھا
خیال گیسو پیچ و خم جب آگیا دل میں
خبر تک بھی نہیں اپنی چھپی جو راہ غفلت
ابھی آجائیگا غماز کوئی جلد بوسہ دو
زبردستی لیا بوسہ اوسکا وصل کی شب میں

کوئی کرامات سیدھی ہے کبھو الٹا اودی لٹکا
اثر کرتا نہیں ہرگز کوئی جادو کوئی ٹوٹکا
اٹھایا پیر لیے پہن پہن لونگ جہیٹ کا
نیا کرسی کا کل شفق سے شانہ وہ تر لٹکا
کسی دن ایک کا شانہ بھی پہلو میں کہ کھٹکا
ڈراتا ہے بلا اینکر مجھے مردہ بھی مرگھٹ کا
خبر تحقیق ہے یہ شبہ ہے آئینہ میں کھٹکا
جدا ہو جائیگی آنکھ کی حباب کو جھٹکا
مثال شانہ مقصد کو ملے لگا تیری لٹ کا
کہاں جانا تھا مجھکو کس طرف آیا بہت بھٹکا
کبھی اسپند کا دانہ مجمر میں یہاں چٹکا
نہ کھایا وصل حکم سے بھی ہنر دامن جھٹکا
ملا آرام فرش خاک پر مجھکو جھپٹ کا
اگرچہ ابلق ایام کیا کیا باگ پر جھٹکا
لگی بندوق کی گولی کسی غنچہ اگر چٹکا
پڑی پیاسی ہے دم لگی آنکھ اٹکا
ہماری جان جائے گی گویا سا ٹکا اوسکی گھونگٹ کا
ہے تکرار کا جھگڑا ہم پا ترچھی چوٹ کھٹکا
بہت جھگڑا بہت تکرار بہت ہو گا ستم کھٹکا

ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا
زلف آشفتہ کا یار کی جو پریشان ہوتا
بے چشمہ ... کا ... جو میں حیران ہوتا
... یار ... کی ... گریبان ہوتا
... نہ ... گلستان ہوتا

[illegible]

عقل نے کر دیا پابند تعلق ورنہ
جیب کی فکر نہ اندیشۂ داماں ہوتا

ہوں وہ بیکس جو مجھے قتل وہ قاتل کرتا
دیدۂ جوہر شمشیر بھی گریاں ہوتا

صحبت اہل صفا سے ہے تنفر بد کو
آئینہ دیکھ کے زنگی ہے پشیماں ہوتا

عکس اگر چہرۂ پرنور کا تیرے پڑتا
جام مے مطلع خورشید درخشاں ہوتا

اے بت دل کا دکھانا جو نہ آتا تم کو
بخدا دیر میں ناقوس نہ نالاں ہوتا

وہ پری کیا شنوا ہو مرے حال دل کا
بات انسان کی سنتا اگر انساں ہوتا

اے جنوں یہ بھی مری طرح سے عریاں تن ہے
ڈہونڈہتا مجھکو جو دامان بیاباں ہوتا

گر یہی باد بہاریکا ہے عالم خندے
گل نظر آتا ہے بلبل مجھے عریاں ہوتا

جان ہی تھی کہ جانی نہ دینا تھا تمہارے
دل میں رہ کر ہوں اللہ پشیماں ہوتا

مجھکو جانا ہے تو جا جلد تو سویرے ورنہ
کام میرا ہے تمام اے شب ہجراں ہوتا

پہلے ہی الجھی نہ تری دامن جیب
اب ہے کیوں مجھ سے جنوں دو گریباں ہوتا

تونے عریاں ہی رکھا مجھکو فلک خوب کیا
میں بھی پھیلاتا ترے آگے جو داماں ہوتا

آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مر جاتے رند
سر پہ کیوں خنجر جلاد کا احساں ہوتا

اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا

آج پھر اوس شوخ نے وعدہ کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا

خون ناحق اک مسلماں کا کیا
کیا غضب اوس شوخ بے پروا کیا

دل کو مائل شعلہ رویوں کا کیا
دین زردشتی کو پھر احیا کیا

ابر اکثر اس برس برسا کیا
کیا تتبع دیدۂ تر کا کیا

[illegible]

[illegible]

اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
عشق افشان جبین یار میں

پانون سے بے آہ کی نالا کیا
خاک چھلنی کیطرح چھانا کیا

تھا مناسب ترک عشق یار رند
آپ نے انسب کیا اوسکے کیا

آزردہ کیون ہے جو میں آیا تو کیا ہوا
کچھ درد دل جو تجکو سنایا تو کیا ہوا

چھوڑینگے ہم نہ دامن الفت کو مثل اشک
تونے نظر سے ہمکو گرایا تو کیا ہوا

احوال تیری آنکہ کے کس سے کہینگے کی
بیمار نے یہ حال اپنا بنایا تو کیا ہوا

ہمکو اسی جنون سے جو تھا سلسلہ رہے
منت کا طوق اونسے پڑایا تو کیا ہوا

اللہ دل کے داغ کو روشن رکھے صبا
تونے چراغ گور بجھایا تو کیا ہوا

یکسان ہے دم کی آمد و شد ہجر یار میں
آیا تو کیا ہوا جو نہ آیا تو کیا ہوا

اے رند سنگدل ہے نہیں صنم یار کو
لو آج تمنے زہر بھی کھایا تو کیا ہوا

اک جہان بیگانہ اوس لب و فتا کا ہو گیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا

آنکو کہدیا اگر جو یا خدا کا ہو گیا
راز جب منکشف نقش دفا کا ہو گیا

خال ہمکو عشق مین مرقوم ہے عاشق سیکڑون
سنکہیا کا عالم اس جبین صفا کا ہو گیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو ہی جائیگا کبھی
عرض کرلینگے جو موقع التجا کا ہو گیا

حائل نظارہ دیدار کیا ہوگی نقاب
در پردہ جس گھڑی شرم حیا کا ہو گیا

مرقد مین بیمار لذت سے تسلی ہے یا ہیچ
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا

اوس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسم چھوڑ دیا
مین نہ جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا

۱۹

عالم بالا مین کہ پہونچا ہوتا
گریبان پھاڑ لیں آہ شرربار تری
ایک دن یار کو ہمسایہ کا بھیجا ہوتا
نکلیں مرغ کی طرح ہڈیان کیونکر جلیں
دونون آتش فرقت نے کلیجا پھونکا
تھوڑی سی ہوئی حاصل جو تری آرزو بھی
ابھی بیمار یہ کیا پڑہ کے مسیحا ہوتا
بعد مردن بھی جلا لے سے نہ تم یار آئے
صورت میت ہندو مرا مردا پھونکا

[illegible]

یعقوب وار روتا ہوں میں تیرے ہجر میں ... یوسف مرا خدای تعالیٰ نکل گیا
فرقت میں اسکی شدت گریہ کہاں تلک ... برسا برس کہ ابر کا جھالا نکل گیا
روکا کیے بلا کہ ہفت آسمان ٹھٹکے ... ساتون فلک کو توڑ کے نالا نکل گیا
سوتے نہ ساکنان محلہ سحر تلک ... بیساختہ جو رات کو نالا نکل گیا
کیونکہ نہ ڈھونڈیے دل گم گشتہ کے لیے ... ناز و نعم سے تھا جسے پالا نکل گیا
پیر مغان فقیر کو سمجھے شراب خوار ... جس میکدے میں لیکے پیالا نکل گیا
جاتا نہ گھر سے آپکی ضد سے رقیب کی ... لیکن بپاس خاطر والا نکل گیا
جھٹکا جو اوس نے زلف کو جھنجھلا کے یار نے ... بالوں سے چھیلی کان سے بالا نکل گیا
کس شکل گل کی ٹکروں میں آئینہ شکست ... باہر جو اپنے جامے سے لالا نکل گیا
دانہ سمجھا کیا حرام کا رزق حلال میں ... شعر سے جو اوسکے بہیم نوالا نکل گیا
بوٹا کہوں نہ قامت دلبر کو شاعرو ... اب سرو سے بھی وہ قد بالا نکل گیا
روندا کیا میں خار بیابان کو اے جنوں ... ہر اک سجا کے پاؤں کا چھالا نکل گیا
کمل میں اپنے گرم رہا میں نصیب سے ... کیا کیا نہ دور وار دوشالا نکل گیا
پھر چل ملا نہ گورچہ گیسو کا قصد کر ... سیر آج راہ کاٹ کے کالا نکل گیا
او کہا گیا تنگ ہوا کیا کرو غریب ... آخر تمہارا چاہنے والا نکل گیا

مہمان ہو فقیر ہے سن لیں جو گئے آپ رشد
مرشد کا اپنے کر کے پیالا نکل گیا

لالہ رویوں سے کب فراغ رہا ... اک نہ اک گل کا دل پہ داغ رہا
نازنیں جا او ٹھا سے کس کے ... اب نہ وہ دل نہ وہ دماغ رہا

۲۰

٢١

دیکھے دم آج باتون باتون مین
اسنے گھر تک اوسے لگا لایا

کب سے آپ مجسے مین عید کا
تم جو روٹھے تو مین منا لایا

شکل جب پھر رہی تہی آنکھون مین
تیکدے مین سے بھی خدا لایا

حیف بازار دہر مین ای رند
کیا مین لینے گیا تہا کیا لایا

خنجر قاتل پہ رکھدونگا گلا
جی چلا جہونکا مہین منچلا

ایک دو ساغر کرینگے نشہ کیا
خم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا

خیر مقدم حضرت عشق آیئے
پیشوا ہادی ہمارے مقتدا

المدد اے رہبر وا ماندگان
منزلون آگے گیا ہے قافلا

کشتگان عشق سب گر دادیے
اے جزاک اللہ قاتل مرحبا

آن پہونچا وعدۂ دیدار یار
مژدہ باد اے عاشقان باوفا

کشتۂ فرقت کیا تقدیر نے
یون قضا آئی رضینا بالقضا

صورت آباد جہان کی دید کو
آن نکلے شوق تہا دیدار کا

بار الفت بہی اوٹھا کر دیکہ لون
رہ نجاوے دلمین دل کا حوصلا

عشق بازی مین کیا نقصان دل
مفت کہو بیٹھے یہ لعل بے بہا

مار ڈالا بے ثباتی نے تری
ہستی فانی بڑا دہوکا دیا

چشم بد دور آج دیکہا آنکہ سے
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا

شوق کامل پھر ہوا اوس ترک کو
ملک دل پر پھر ہوئی نازل بلا

کہولدی زنجیر مجھ دیوانے کی
ای پری تجبیر ہی شاید چڑہ لا

کور ہو جاؤں جو دیکھا ہو نگاہ بد سے
مرغ دل طعمۂ چشم سیہ یار ہوا
ہوں وہ محروم محبت کہ طفولیت میں
حیف صد حیف چلا حسرت پیغام لیے
جذب الفت سے آؤ گھر تک بھی نہ جانے دیگا
چاہا تیرا و فلک نے تو بہت سا لیکن
بیشتر آمد و رفت اسکی رہا کرتی تھی
آپ نے منہ نہ لگایا مجھے شیشی کیطرح
کب نہ منظور ہوئی یار کو پامالی گل
ظلم و جور و ستم یار و جفا پیشہ سے
رکھ نہ منظور نظر میری پریشاں حالی
ایڑیاں گھس گئے ہم جان پہ بن جاویگی
صورت قطب عطا کر مجھے ثابت قدمی
سامنے جنت فرخ ہوں کہیں ہیچ ہی جیسے
پاؤں تک ہاتھ سے گردش ہی ہی مجھکو مدام
منتظر کب سے میں بیٹھا تھا جواب خط کا
ای فلک نسبت نہیں ہے دکھانے میں
ایڑیاں عرق تھا دشمن میں رگڑ
خط گرایا میرا یا راہ ادھر کی بھولا

میل آنکھوں میں ہی تیر کی سنگر نہ پھرا
سب کی تنہا میں سحر آخر یہ کبوتر نہ پھرا
دست شفقت سے بھی پدر کا مرے سر پہ پھیرا
چلبسا ان سے گئیں پہ قاصد دلبر نہ پھرا
راہ ہو یا پہر بتکا جو مقدر نہ پھرا
صورت مہرۂ شطرنج میں گھر گھر نہ پھرا
ابکی ایسا گیا پھر آنکی دلبر نہ پھرا
کونسے بزم میں ہر صورت ساغر نہ پھرا
کونسی میں روش باغ پہ جا کر نہ پھرا
سے نے جانا تھا کہ پھر جائیگا دلبر نہ پھرا
مثل سودا زدگان لعنۂ منبر نہ پھرا
دم نکل جائیگا گھر اسکے جو دلبر نہ پھرا
مثل سیارہ تو سے گردش اختر نہ پھرا
مجھکو عریاں میاں صف محشر نہ پھرا
چاک کیطرح سے کس روز میرا سر نہ پھرا
اشک کو ہوتی ہی جبکہ کبوتر نہ پھرا
مثل دریوزہ گران مجھکو تو در در نہ پھرا
آرزو رہ گئی حلقوم پہ خنجر نہ پھرا
نامہ بر لیکے پھری قاصد دلبر نہ پھرا

ربط او نہیں بھی ہی عدو سے ابھی تھا	نازیاں نفس کے عوض ٹکڑوں توڑ ناسا لگا

دشمن جانی کو اسنے دی نہ ایذا رند نے
دانت بھی توڑا نہ جبالا اسنے ہوڑا سانپ کا

مشہور رند خاص سے تا عام ہو چکا
تقدیر میں جو لکھا تھا وہ نام ہو چکا

توبہ کا پاس نہیں آشام ہو چکا
بس ہو چکا تقدس اسلام ہو چکا

شمع حریم شاہد گاہ کو دیر کا چراغ
میں رہین کفر و رونق اسلام ہو چکا

اب عشق و عاشقی کا زمانہ نہیں رہا
جاتا رہا وہ وقت وہ ہنگام ہو چکا

جو دم ہے مغتنم ہے مرا اعتبار کیا
میں صبح ہو چکا کہ سر شام ہو چکا

صیاد تو نے لی نہ خبر اپنے صید کی
آخر تڑپ تڑپ کے تہ دام ہو چکا

قاصد کو باندھ باندھ کے دن گذر گیا
نامہ ہوا تمام نہ پیغام ہو چکا

کوٹھے پہ چلیے لطف شب ماہ دیکھیے
شب چاندنی کا فرش لب بام ہو چکا

اب پھر رہی ہے کس لیے آسیائے چرخ
میں سرمہ سا تو گردش ایام ہو چکا

آیا نہ تو تو وعدہ کیا اور انتظار میں
لو آ چکا بھی عہد شکن شام ہو چکا

دیندار برہمن کو کافر بنا کے شیخ
دونوں طرف سے مورد الزام ہو چکا

کیا رنگ کیا ہو اہل بصیرت سے تو نہان
پردہ اٹھا کہ حسن ترا عام ہو چکا

دل بجھ گیا ہمارا شروع شباب میں
یاں روغن چراغ سر شام ہو چکا

رکھ دو اٹھا کے ساغر و مینا کو طاق پر
دور تمام ساقی گلفام ہو چکا

اکثر مشاعرے میں ہوا بزم کا ثبات
کیا کیا مری کلام پہ کہرام ہو چکا

قرآن اٹھاتی ہیں صلح زر کے واسطے
دیندار اگر یہی ہیں تو اسلام ہو چکا

۲۳

[illegible]

کیا بجز رنج و غم ہجر ترے ہاتھ آیا
عشقبازی کا ثمرا معلی شیدا دیکھا

طور پر وادی ایمن میں جو دیکھا تو وہی
سینے ہر نور [illegible] جلوا دیکھا

ہو گیا اب سینے میں مجھے تجلی کا یقین
اوس کو بالوں میں [illegible] دیکھا

قصۂ آدم و ابلیس جو قرآن میں پڑھا
سجدہ کیا جو خاک کا پتلا دیکھا

پھر گیا سارا جہان جب تو آزردہ ہوا
تیرا [illegible] فتنہ دیکھا

ہے سیہ خانہ مرا فیض قدم سے روشن
نقش پا میں [illegible] دیکھا

آ گئی یاد تری پھولسی رخسار کی
باغ میں جا کے جو کبھی گل رعنا دیکھا

داغ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی
اس چمن میں کبھی پھولتی لالا دیکھا

ایک سا حال رہا تا نفس باز پسین
ساتھ جاتی ہے سر کے ترا سودا دیکھا

خط بھی لکھتے ہیں [illegible] جی ڈرتا ہے
پھر ہو قاصد کو ادھر [illegible] دیکھا

آ گئیں یاد نغز نوا انیان اپنی اے رند
کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

طور اخلاص کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہوں تجھ کو [illegible] کیا دیکھا

یوں تو جاتا کبھی سر سال ہمیشہ لیکن
آگئی نوچندی ہے اک چاند سا ٹکڑا دیکھا

عمر بھر کی ہمیں تمنا تھی سو وہ بر آئی
[illegible] دیدار تمہارا دیکھا

کبھی بالوں کو سنوارا کبھی [illegible]
آئینہ [illegible] دیکھا

[illegible]
[illegible] دیکھا

جان لب پہ ہو گیا [illegible] ق
اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا

[illegible]
چارہ جان آج [illegible] اچھا دیکھا

۲۴

[illegible]

[illegible]

مثال طور ہے سینے میں دل بھی جل کے سیاہ
جلے ہوئے کو وہ شعلہ جلائیگا پھر کیا

کبھی نہ دیر کو مسمار جو کرے بت کے لیے
وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا

رہی نہ آس پہ میں باقی جو ایک ساغر میں
بھلا وہ میری طرح خم چڑھائیگا پھر کیا

ضرور حشر کے دن عاصیوں کی ہو گی تلاش
نہ ہونگے ہم تو جہنم جلائیگا پھر کیا

خیال زاد سفر رکھ عدم کو جاتا ہے
جو لے نہ جائیگا یا لے تو پائیگا پھر کیا

عبث ہے دام لیے فکر میں مری صیاد
بہشت پر کے سوا ہاتھ آئیگا پھر کیا

یہ دل لگی نہیں اچھی چلی گئی پہ نہ آ
ہنسی ہنسی میں تو مجکو رلائیگا پھر کیا

مرے نصیب میں فنا ہے صورت شبنم
برنگ گل جو فلک تو ہنسائیگا پھر کیا

خیال بوسہ لب پھر ہوا ہے اور سنو
میں بلکتا ہوں یہ لب ہنسی کی کھائیگا پھر کیا

نظر پڑے جو طپش دل کی آج طور سے
الٰہی خیر جگر منہ کو آئیگا پھر کیا

ذرا سی بات میں رو دے جو حال ہو جس کا
وہ کھلتیوں میں کسی کو اڑائیگا پھر کیا

وہ بیوفا ہے نہ چھوڑیگا غیر کا ملنا
جو رند کو وقت میں تو مر ہی جائیگا پھر کیا

راتوں کو بھی وہ آ کے کبھی بار رہ گیا
ارمان اب بھی کوئی دل زار رہ گیا

تو شب کو آئی جو ابر بار رہ گیا
کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہ گیا

چندے لیے ہیں جو ہجر کا آزار رہ گیا
حسن لینگے آپ مر کے یہ بیمار رہ گیا

یوسف زمانہ کوئی خریدار رہ گیا
افسانہ سحر گرمی بازار رہ گیا

کرتا ہوں اس طرح سے بسر کوئی یار میں
در سے اٹھا دیا پس دیوار رہ گیا

جاگ کے ایک رات بھی ہمراہ یار کے
خوابیدہ بخت دیدہ بیدار رہ گیا

چھپا گئی کہ ہوئی نا ... بار رہ گیا
کس نے وصف بہ غیرت یوسف اگر گیا
تو تختہ بند مصر کا بازار رہ گیا
[illegible]

[illegible]

کوئی سرو کہتا تو شباہت ہی کی
تری قد کو مین نے صنوبر بنایا
کیا سینے جلاد دی سینے مین
تجھی سنگ سے ستمگر بنایا

تیری گلی جنت ہی بلوہ بیرک شب
کیا آمد خزان ہی صبا کیا ہوا چلی
چمکا جو اوسکا عقدہ حسن بام پہ
شیشی کی شکل ٹوٹ گئی تو یہ شراب غبار

کیا فرق تجھ مین حور مین ای یار رہگیا
کیون زمزمہ سنج بلبل گلزار رہگیا
ہوکر بہچک مین بہشت بدلوار رہگیا
چندے جدا اور اسیر گہر بار رہگیا

کہتے ہین جان رند نو دی کوسے یار مین
دار الشفا مین مرکے یہ بیمار رہگیا

ہر دم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا
افسوس ہی تو رشک مسیحا نہین جاتا
باقی ہی لیس انہر کی بھی عشق خط و گیسو
اللہ ری علو کفر مین مجھ رند کا ای شیخ
ویران ہی بیابان جنون جب گیا قیس
غش کرتی ہو چمکائی یہ جو سنگ مر جان
اوس لب کی تسخیر مین عاجز ہین پیکر
جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لیلو
صحت ہوئی ان کو جو آتے ہی نہین صدقے
کیا پہنچی خبر حال پریشانی کی ہماری
ہی تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا
ہو رنگ وہ روپ مگر باقی ہی نشان
ہر گام پہ گرتا ہی قدم راہ وفا مین

کیون رند شرر سیر یہ سودا نہین جاتا
حال اب تری بیمار کا دیکھا نہین جاتا
سر کٹ گیا پر سر یہ سودا نہین جاتا
کعبے کی طرف ہوکر کلیسا نہین جاتا
مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا
شوق آپ ہی ہو باف زلیخا نہین جاتا
کالا کسی نشتر سے یہ کیلا نہین جاتا
ہر بار تو قرآن اوٹھایا نہین جاتا
چرا ہی یہ اب ماش کا پتلا نہین جاتا
اوس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا
یہ ذکر یہ مذکور یہ چرچا نہین جاتا
سب اڑ گیا پر غمزہ بیجا نہین جاتا
کھائی ہی جو چوٹ ایسی سنبھلا نہین جاتا

[illegible]

ساقیا بلوا شگوفونکو چلو پھر شراب
مین ان دریا نوش کیا دیتا ہے اک ساغر شراب

فصل گل ہو کیونکر نہ رہی آجکل گھر گھر شراب
بادہ کش مستیان کرتے ہین پی پی کر شراب

ہی دوعاسترنگی یار بشکل ماہ و آفتاب
جام گردشمین ہی کہایا کری چکر شراب

بزم مین جب ترک آیا میکشی کو ساقیا
خوبتر ہی خوبتر بہتر سی ہو بہتر شراب

ہوئی میکش محتسب بہین ان میہلی حکم دل
دودھ کو بدلی پلا دی طفل کو مادر شراب

پھر بہار آئی آلہی پھر شگفتہ ہوئین گل
تاک کو ساقی مین انڈیت پھر سکی پھر شراب

گر صفائی قلب چاہی میکشی کر اختیار
وسطی آئینہ دل کرتی ہی روشنگر شراب

الفت چشمان سگیان جیو دمی کیونکر نہ لائی
آدمی کو آپ سی کر دیتی ہی باہر شراب

شوق سی دامادی پیر مغان کیجی قبول
خوبصورت سی اگر ہی کوئی دختر شراب

بوسۂ لبہای میگون ہو اگر مجکو نصیب
گو پر ساقی کو سمجہون گری پھر بہتر شراب

گر دیا ہمین جنبوری افراط می کی ساقیا
چاہی ہوتی پھری چہانی کے باہر شراب

میکشی سے گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہی
دیکھتا ہی سیر پرپندونکو پلوا کر شراب

غم غلط ہوتا ہی غمگین کا سرور بادہ سے
خون دل پیتا ہی جیکو ہو میسر شراب

دور دور جام وہ مینا دور گردون تک ہی
بادہ کش پیتی رہا ساقی کو پی پی کر شراب

کہل ہی جاتی ہی بنیاد آدمی کی نشہ مین
صاف کہلا دیتی ہی انسان کا جوہر شراب

دیکھتا کیفیت روی زمین آئینے مین
جام مین جمشید کا پیتا جو اسکندر شراب

جیتا ہو قبل کر پیر مغان تو کی قول
ہو گئی ہی دور مین انکی تو آب زر شراب

مغتنم ہی وقت فرصت ایک دن رالا دے ہی
ہوا ہی جنتی مین ابھی ساقی کی ساغر شراب

حشر کو من کا لبتا بستیان مجھ رشک کی
گو ہمی کہتا ہوا ساقی کوثر شراب

[illegible]

ابر گلشن مین بندہی باد کہوا رخ لبیب
باغمین آ کر لگا چاکر مین ہی گیا کیطرح
خندہ ہائی گل سنون یا ہائی ہای گلبد لبیب
کس شکل ماہتاب کا جیسا ہو آفتاب
جاکر مین ہی طرح ہی ہو رہتا ہو آفتاب
گرمی ہی اس کی حسن کی دہلا ہو آفتاب
[illegible]
[illegible]

جان مشتاق ہوں [illegible]
کچھ [illegible] جاؤ کہ
دل لگتا نہیں مجھ سے [illegible]
آپ سے [illegible]
سایہ ساں [illegible] قرآن
[illegible] ایسا ہوں جو جلائیے آپ
میں کہا دن جو جفا کا ہو صفت
شان بیدردی کی دکھلائیے آپ
ٹکڑے ٹکڑے میں گریبان کسکے کر دوں
پرزے پرزے [illegible]
شمع و گل کو [illegible] جلائیے آپ
جان صدقے کروں کیا ال [illegible]
کاٹ دوں سر کو جو فرمائیے آپ
منہ پہ منہ رکھا تو بوسے کی جگہ
پھیر کے منہ اپنا تو جھنجھلائیے آپ
[illegible] بندہ جائیے آپ

۱۴۸

رند فراق آ کے سپہری بھی بہہ گیا
معذور ہے کہ گر [illegible] سے مقابلہ
[illegible] شعلیاں [illegible]
[illegible] وہ اپنی [illegible]
[illegible] آتش فراق
[illegible] کہا
[illegible] بابل میں اکیدن
حاضر [illegible] غائب ہے آنکھ
[illegible] کسی [illegible] کو
[illegible] ہو کم نہیں
[illegible] یار ہو جدہر

[illegible] چال کون سی چلتا ہے آفتاب
آنکھیں [illegible] چھپ [illegible] آفتاب
[illegible] نور کا پتلا ہے آفتاب
[illegible] ضیا ہے حسن [illegible] آفتاب
جلتا ہے [illegible] طرح جلتا ہے آفتاب
دیکھا ہے تو نے شب کو نکلتا ہے آفتاب
زہرا جبین پہ [illegible] آفتاب
غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہے آفتاب
رومال [illegible] رکھتا ہے آفتاب
شیشے میں جن کی طرح اوتارا ہے آفتاب
سورج مکھی کا پھول [illegible] آفتاب

[illegible] تیری نظر میں رند
شبنم کی گو نگاہ میں رعنا ہے آفتاب

آج انکار نہ فرمائیے آپ
جائیے گھر کو نہ گھبرائیے آپ
[illegible] بند انگیا کے
[illegible] ہو میں جاؤں گا
ڈھونڈھتی پھرتی ہے اگر لیکے چراغ
عمر بھر تو نہ [illegible] کیا

شب کی شب گھر ہی رہ جائیے آپ
ہم نہ مر جائینگے بس جائیے آپ
لیٹ کر ساتھ نہ شرمائیے آپ
میں بھی آپکا نہیں جائیے آپ
مجھسا عاشق جو کہیں پائیے آپ
ق آئیے اب تو نہ ترسائیے آپ

[illegible]

[illegible]

محتاج عرض حال نہیں یار کی جناب
پہچان لیگا حال ما فی الضمیر آپ

لڑوا رہے ہیں شیخ و برہمن کو بے سبب
در پردہ کر رہے ہیں یہ سارے فتور آپ

آتش فشان ہے یہ برق تجلی قدیم سے
معلوم ہو رہا ہے جھلکتی ہین کوہ طور آپ

تکلیف اب نہ کیجیے گا مہربان من
تھم جائیگا تڑپ کر دل ناصبور آپ

کھینچ گا شوق کوچۂ دلدار کی طرف
لیجائیگا بہشت مین سوئے حور آپ

گلشن مین گل ہے کر رہی ہے شوخ چشمیاں
نرگس کو جھلکی آنکھ دکھا ئین ضرور آپ

گذرا کرم ہے مورد بیداد ہی سہی
ثابت کرونگا یار پر اپنا قصور آپ

انسان خوبرو ہین یہ ثابت ہوا مجھے
رہتے نہ کیون بہشت مین ہوتے جو حور آپ

معشوق کی کمی نہین عاشق مزاج کو
بس بس زیادتی نہ کریں اب حضور آپ

رخسان نہین ہے روئے منور ہے مثل ماہ
انصاف تو یہ ہے کہ سراپا ہین نور آپ

واقف نہین ہین بیخبر ہیچ بہجر مین
ساتھ اسکے لیگئے مرے دلکا سرور آپ

عاشق ہون مین تو جذبۂ دل کھینچ لائیگا
دیکھون تو کبتلک پہ رہینگے دور دور آپ

نازان ہون [illegible] وصل کی گھڑی کی شان پہ
ہوتے ہین شوق عفو مین مجھسے قصور آپ

تربا جیسا تھا اگر گل رخسار کا روپ
چل ذرا دیکھیں کبھی طرحدار کا روپ

کون کہتا ہے کہ بگڑا مرے دلدار کا روپ
اب تلک تو وہی جوبن ہے وہی یار کا روپ

ہونگے حیران صفا دیکھکے ہم رالون کی
دیکھو دیکھنگے نہ کوئی کمر یار کا روپ

عالم جنبش ابرو بھی دکھا دو اکدن
دیکھیں جلوے ہین بھی قاتل تری تلوار کا روپ

چاندنی رات مین جو رشک قمر آیا ہے
آج کیا دیکھ لیا ہم نے در و دیوار کا روپ

٢٩

[illegible]
ہر گل تر نظر آتا ہے [illegible] کا روپ
چشم بلبل سے اگر دیکھ محبوب حسین
دیکھ گلزار کا روپ
[illegible] تصویر ہی میلا ہو جائے
کیا بیان ہو صفائے گل رخسار کا روپ
رنگ پوشاکی [illegible] نکلا روپ
ایک ترکی [illegible]
عالم زلف [illegible]
[illegible]

[illegible]

دلکا سینہ مین ہی حال ہوا نو رفتہ یا — ہجر قفس مین ہو کسی مرغ گرفتار کا رو

شوق دیدار مین ہو ایک لعینہ ای رشک
چشم تصویر کا اور دیدۂ بیدار کا روپ

کہتی ہین جسکو عرش برین ہی وہ بام دوست — اعلی ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست
کٹتی ہین سیکڑون کے گلو گام گام پر — چلتی ہی تیغ کو نہین کچھ کم خرام دوست
چاٹا ہی جیبنی حمن شہیدان عشق کو — کسکا لہو ہی نکلی ٹپکتی ہی بارہ حسام دوست
صحبت مین جنکو شک ہی وہ ہین غلط نہ ہو — ہم وہی جاتی ہین سراسر کلام دوست
انیرعت بانکپن ہی زیادہ فراخ مین — عرش برین مین جھلکتی ہی اجسام دوست
ہی جبین کوہ طور پہ اک روز جا سکی — مثل کلیم ہو جیسے وان ہمکلام دوست
سکہ بٹھایا اپنی محبت کا یار نی — کندہ ہی مثل نقش نگین دل پہ نام دوست
عاشق جلو مین ٹوٹتی دوڑتی مرگی — ہرگز قدم لگا نہ کہین جز خرام دوست
وہ بی نشان ہی یہی اوسکا نشان ہی — کہتی ہین اسم پاک جسی ہی وہ نام دوست
پیغامبر کو دخل نہین اس مقام مین — بی واسطہ پہونچتا ہی مجھکو پیام دوست
آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بیشتر — لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست
مارے خوشی کی منہ سی نکلتی نہین ہی بات — شاید زبانی لایا ہی قاصد پیام دوست
وان گذار ہرکس و ناکس محال ہی — پر چلتی ہین پاک کی جہان ہی مقام دوست
رہتا ہی وہ خرابی مین پنہان مثال گنج — جو دل شکستہ ہو وہی دل ہی مقام دوست
بٹھا کر وہ شوخ جو کوٹھی پر آنکر — میلا سا روز رہنے لگا زیر بام دوست
او رند مشک بو کی گیا اوسکو چھپا — رکھتی ہی بو ہی زلف معطر مشام دوست

[illegible]

نزول اجلال

۳۰

[illegible]

نالہ ہوویگا افلاک کے پار آ جکی رات
ضبط مجھسے نہوا آخر کار آ جکی رات

شب فرقت کی مصیبت کو گوارا کر لے
کاٹ دے نالے سے کر کر دل زار آ جکی رات

حل آتا ہے سیاہی سے شب فرقت کی
گور تاریک سے ہے تیرہ و تار آ جکی رات

تا دم صبح تری یاد میں ہے اشک مسیح
شل بیمار کرا ہا دل زار آ جکی رات

کل جگا لیجو شب وصل میں اوس ماہ کو ساتھ
سو لو دیدہ اور دل بیصبر و قرار آ جکی رات

شب آئندہ پہ موقوف رہا وعدۂ وصل
دیکھیے کٹتی ہے کیونکر دل زار آ جکی رات

سہ گیا دل تو لہو ہوکے شب ہجر میں کل
تو بھی جا جلد کہیں اے جان نزار آ جکی رات

شب تاریک جدائی ہے فقط اور ہم ہیں
کوئی مونس ہے نہ غمخوار نہ یار آ جکی رات

خواب غفلت میں بھی اے یار رہا تیرا خیال
نیند میں تجھکو پکارا کئے یار آ جکی رات

منعم جان اگر خیر سے گذری شب ہجر
تجھ پہ بھاری ہے بہت لیل و نہار آ جکی رات

یار وہ ہن کو چھڑا ہاتھ سے گھر اپنے گیا
میں بھی کھونگا گریبان میں تار آ جکی رات

روز و دم ناک میں کرتی ہے بلا ئے شب ہجر
کھینچتا ہے مجھے گرد اپنے حصار آ جکی رات

اے جنون مشغلۂ عالم تنہائی سے ہے
گر نہ جاری ہو گریبان کو تار آ جکی رات

جو بھی تارے رونیکا تو اے چشم سنا
ہاتھ سے جائیگا سر رشتہ کار آ جکی رات

دل جگر آتش فرقت نے جلا سلے اے رند
ساتھ ہر نالے کے اڑتے ہیں شرار آ جکی رات

کیا کہیں کاٹی ہجر میں کیونکر تمام رات
گذری جو کچھ گذر گئی مجھ پر تمام رات

نیند آئی تم بغیر نہ دم بھر تمام رات
تاریک کیا ہوں میں دلبر تمام رات

اندھیر تھا نظر میں جہان تار و تیرہ تھا
سمجھا رہا تو ماہ منور تمام رات

دیکھیں چھپا ہے کہ روشن تمام رات
سونا کہاں کا ہے تصور میں اے پری
آتش کا شور پڑتا ہوں اگر تمام رات
ایماء چارہ ہے گریزان ہیں سے خوب
سیلا کیا ہتا کیسے ہو گر تمام رات
مشتاق کل ہی وصل سے محروم رہ گیا
خاطر ہے کہاں تو ستمگر تمام رات
شب باش آج تو مرے گھر ہو کرم کرو

گشتنی سیکڑوں نہ انکو سزاوار ہے بہت
عشقبازی جو خطا ہے تو گنہگار ہے بہت

دیکھکر تابش خورشید قیامت ایماہ
یاد آئیگا ترا سایۂ دیوار بہت

کر دیا انجمن زار کو سو بار یک
نکہ دہ کہتی ہو فکر کر یار بہت

آج ہیگا ہے آنا ترا اے ہجر بیل
جان لینے کو ہے فرقت کی شب تار بہت

نہ لگی صبح تلک اوسکی زبان تالو سے
کل سے ہی آج کراہا دل بیمار بہت

نہیں ہے تاج رنگین کا نظارہ ہی سہی
دل لگی کر لیجے گل سیکڑوں گلزار بہت

جا بملنا کیا کسی عاشق کا ہوا مد نظر
آنکہ پھرتے ہیں کچھ روز سے بیدار بہت

نظر آئے مرض عشق کے آثار برے
طول کھینچیگا مسیحا مرا آزار بہت

کفنی تو نہ پہنوائی کہیں شنگرفی
خوش تو آئی تری رنگینی گفتار بہت

ناتوانی نے بنایا ہے زبس زار و نحیف
میرے دب مرنیکو ہے سایۂ دیوار بہت

مژدۂ وصل کسی روز نہ کہلا بھیجو
پی چکا خون جگر ہجر میں ایمار بہت

مہوش مجھ سے ہی پہلو سے سرک کر بیٹھو
غلبہ شوق کا ہوتا ہے مجھے یار بہت

پرورش مد نظر اوسکی رہی کس کس کی
ہم سے پھرتے ہیں مصیبت کے گرفتار بہت

ہو نہیں بازار جہاں نہیں ہے متاع
سستی کرتی ہے ویسی خریدار بہت

مختصر یہ ہے دلا درگذر اب جانے دے ہی
طول سے ہوئیگا کیوں کرتا ہے تکرار بہت

سربازار کوئی آئی تو وہ یوسف وش
باندہے پھرتے ہیں نقد خریدار بہت

ق
سیکڑوں یار ملیں گے جو دغا دیں ہم ہم
ہاں اچھا ہے ہمارا تو خریدار بہت

عشق کچھ آپ پہ موقوف نہیں ہے شہیم
ایک سے ایک زمانے میں طرحدار بہت

طرف مجھ سے پھیر و رخ ابرو کو ادھر
ایک جانب کو کسا تو نہیں تلوار بہت

[illegible]

جاتا ہی ہر قدم دم قیس حزین لیٹ اوٹ — پردہ شتاب لیلی محمل نشین اوٹ لیٹ

یون یک بیک نقاب کہ رخ سی ہین لیٹ اوٹ — دہشت یہ ہی نگاہ مرا دم کہین اوٹ لیٹ

در پہ ہو آکے سیرا مسیحا جو پہر گیا — آنکھین لگین کہین دم نفس واپسین اوٹ لیٹ

ماہ چہاردہ شب یلدا مین ہی عیان — بالو نکو اپنی چہرہ پہ سودای مہ جبین اوٹ

اقرار وصل کر کی اب انکار ہی عبث — منکر نہو زبان پہ ہی بار نہین لیٹ

اب سیاہ زلف سو ادل پناہ مانگ — سیلاب تیکو وش کی نہ جای کہین اوٹ لیٹ

مانند لالہ داغ نہ لگ جای اے نسیم — یاقوت کی سطح برگ گل یاسمین اوٹ لیٹ

تیغ نگاہ ناز جدا سے عاشق چلی — ہم دیکھا صفین کی صفین ہی زمین اوٹ لیٹ

بیتی ہونسی رات کو اوس بادہ نوش کی — شیشی کہین لبنڈ ہو کر ساغر کہین لیٹ

ہو کروہ چار چشم فسون ساز سو نری — کر سحر سامری ہو تو جادو وہین لیٹ اوٹ

نکلی جو جان حسرت دیدار یار مین — آنکھون کی پتلیان ہم آخر کہین لیٹ اوٹ

برگشتہ یار ہو گیا مجہ پہ رہت یار سے — قسمت کی سی جای یون تہ نشین اوٹ لیٹ

بسمل ہی پہچان گی نگی بیٹھین اور اچکی — دامن سمیٹا پائی کو اسکا آستین اوٹ

وہ خواب ناز مین ہی چلی آہستہ اے نسیم — انچل نہ روی یار سو جادو کہین لیٹ اوٹ

[illegible]

طبقہ زمین [illegible] جادو سے کہین اوٹ

بی جو شاہ مقصود ہی اے دل عبث — قدر کر جان کو نکر تو سعی لاحاصل عبث

تیغ ابرو کا اشارہ ہی ہی کام اپنا تمام — تیر کرتا ہی جیری ہی لیتا قاتل عبث

مستی جی جب یار سے [illegible] — [illegible] ہی [illegible] عبث

[illegible]

وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہوں ہر کہیں
کیا دہ بت آیا ہی یان آراستہ بتخانہ آج
پیچا سوی قفس بکو [illegible]
[illegible] عبث

[illegible]

تا فیر [illegible] سوناله [illegible]
تیری بی ہی رہست بازو نسی عق تیری عُرہ
پایین مقام دوست جو باہر ہوں آپ سے
دیوانہ یہ بہی کیا کسی غنچہ دہن کا ہی
تدرکاٹ کر گلا ہمیں مرنا ہتا ہی اب

[illegible]

[illegible] ہر جائی یا ہو کر جیان نہج چمن عبث
بل کرتی ہی زلف شکن در شکن عبث
کعبہ میں شیخ دیر میں ہیں برہمن عبث
گل چاک چاک کرتا نہیں پیرہن عبث
سیلا کیا دہر ہی دہر بی اپنا کفن عبث

نقصان جان ہی رشتہ بود و عدم ہی ہو
کرتے ہو ہیچ ہیچ میں تکرار سخن عبث

ماہرو دلبر ہوا ہی آنکہ بتخانہ آج
ہی منور شمع روی یار سی کاشانہ آج
سب سے پہلی دوڑ کر مینو گلا کٹوا دیا
نرخ چڑھ جائیگی کٹ جانی مجھ سا نہیں
تیری دیوانو کی دہم کی ہی یہ رونق اسی پری
پاس قاتل تا کجا ای کشتہ تیغ ادا
ا نہیں [illegible] کی کرایہ ری
ہاتہ آوی یال زرہ [illegible]

غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج
پر جلیں آئی اگر اس بزم میں پروانہ آج
کام آئی آخر اپنی ہمت مردانہ آج
میں دیکہتا ہوں خس جس کا بیعانہ آج
شہر سی آباد آتا ہی نظر ویرانہ آج
ڈالدیا اوسکی گہر میں ہاتہ پیا کا نہ آج
[illegible] زنجیر [illegible] تیرا دیوانہ آج
[illegible] کا بیعانہ آج

[illegible]

۳۴

کسکو معلوم ہے احوال کہ کل کیا ہوگا ‌ سمجھے نادان عبث فکر یہ سال ہے آج
وہم ہے چار طرف یار کی آرایش کی ‌ شور پازیب ہے آوازہ خلخال ہے آج
ہجر دلدار میں ہے وصل کا حاصل ہے لطف ‌ ہر گھڑی پیش نظر یار کی تمثال ہے آج
پہول سے منہ نہیں لیکر جو چہپا ہے چہرہ ‌ غنچہ گل سے معطر تری [illegible] ہے آج
گنج بخشی تری عاشق کو ہوئی ہے منظور ‌ سلطنت پاس ہے [illegible] کی تو کیا مال ہے آج
رمضان ہو چکا ایام تقدس گذرے ‌ مژدہ ہے بادہ کشان غرہ شوال ہے آج
خود بخود دل مرا افسردہ ہوا جاتا ہے ‌ کچھ سمجھ میں نہیں آتا مرا کیا حال ہے آج
رنگ زرد اور لب خشک جو دیکھے ہیں مرے ‌ خود بھی حیران ہیں وہ کہکر ترا کیا حال ہے آج
پہر وہی دل کا قلق ہے وہی بیتابی ہے ‌ رات کو حال جو گذرا تھا وہی حال ہے آج
رشک عیسی مرا پوچھے تو یہ کہنا قاصد ‌ آکے جانبر ہو اوسکا برا حال ہے آج
واہ رے طالع برگشتہ ہے خوبی بخت ‌ قرعہ نیک بھی میرے لیے بدفال ہے آج
وقت رخصت [illegible] جانا ‌ کل [illegible] اشکال ہے آج
وعدہ [illegible] ‌ حال باقی ہے کسی بزم میں قتال ہے آج
[illegible] ‌ شام [illegible] ہے آج
آج تو میں ہی [illegible] ‌ روز [illegible] نیا سال ہے آج
گو [illegible] ‌ بسکہ [illegible] اقبال ہے آج
[illegible] ‌ روح [illegible] ہے آج
ہیں [illegible] ‌ زلزلہ آیا زمین ہلتی ہے [illegible] ہے آج
رشک [illegible] ‌ [illegible] کمال ہے آج

۳۵

نہین چہپتا کبھی الفت کا مارا
ہوا بیفائدہ نقصان جان کا
مجھے دم دیکے ٹالا کر کے اقرار
پڑی سیر عشق کی پہانسی گلو مین

محبت کا بھی ہوتا ہے برا پیچ
دل ناداں دیا تو نے برا پیچ
نہ آیا پر نہ آیا کر گیا پیچ
بچے تم کس مصیبت سے اوٹھا پیچ

چھری کی طرح سے رکتی نہین زند
نگہ نے اوسکی سیکھا بانک کا پیچ

ناز کا غمزہ اوٹھا منت دیدار نہ کھینچ
نقش خط مین کہا گل رخسار نہ کھینچ
چمین با ابرو نہو ہربات مین تیوری چڑہا
دم نکلجائیگا چہاتی تری پہٹ جاویگی
شب گئی آئی نسیم سحری کو جھونکی
مرض الموت محبت ہے نہونگا جانبر
روز محشر کی طوالت کو نکر شرمندہ
خون ہوجاتی ہین عشاق کے دل سینے مین
عشق مژگان مین ہوا ہے تو اگر پشت نورد
عشق ابرو ہے تو اوسکا نہ ارادہ کرنا
زندگی تلخ نکر اپنے پرستار کی
ہونہ توہم و گمان شعر اسے صاحب
کلمۂ حق ہے اگر قد کو ترے سرو کہا

صدمۂ کش مکش سبحہ و زنار نہ کھینچ
بھول کر سیلی کا ٹہوکا نہین مجھے یار نہ کھینچ
ربت بازو سے کبھی ہونٹو پہ تلوار نہ کھینچ
نالۂ دل توڑ کے یون مرغ گرفتار نہ کھینچ
منت خواب سے اے دیدۂ بیدار نہ کھینچ
رنج بیہودہ عبث اے مری غمخوار نہ کھینچ
اسقدر طول تو فرقت کی شب تار نہ کھینچ
ناز سے پاے حنائی دم رفتار نہ کھینچ
پالون کیا دلمین چبھی خار تو زنہار نہ کھینچ
نہ کبھی گی یہ کمان تجھسے دل زار نہ کھینچ
دن بہت لیتے ہے او ہجر کی بیمار نہ کھینچ
تجکو سوسو قدم او کمر یار نہ کھینچ
ربت کو ہون مجھے سولی پہ جفا کار نہ کھینچ

[illegible]

نشتر جان تھی مجھے تھا شراب وصل پی پی	پھر نہ ساقی ہے نہ ساغر ہے نہ مینا وہ صبح

یار کے کان کا جھمکا مجھے یاد آیا رند
چرخ پر دیکھا اگر عقد ثریا دم صبح

زندگی کر دیگا جان اور دل کا کام تلخ	عشق کا آغاز شیریں ہے مگر انجام تلخ
بیٹھی آنکھوں سے دیکھا ایکدن دلدار نے	کر دیے شوریدہ مجھی نو مری بادام تلخ
وصل میں جو سوچ تھی لب ہای شیریں یار کے	کر دیے صفرا نے تری زبان کا کام تلخ
ہو شمیں اسکو سمجھا ہی تو یاں شربت کہو	کیا سمجھکر ہر گھڑی ہوتا ہی او خود کام تلخ
خار خار سنگی نے کر رکھا ہے بیقرار	خواب و خورش مجھ بغیر ای ساقی گلفام تلخ
ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بخت ہو	شہد ہو تو کر دی منہ میں شباہت ایام تلخ
کیا عجیب کے شیشہ شی دو گالیاں ہو کر ترش	رشک شیریں کون ہو گا تر کو شام تلخ
سنہ بنا ئی نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو	کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ
نیت صحت سے ہوئی گر ہر نفس چشم یار	ہو گئی افیون سے زیادہ شیرۂ بادام تلخ
شب کو سوتے میں دنکو کھا دیں کچھ جو انکو فراق	ہو گئی ہیں سحر میں اب خورد آرام تلخ
طاق پر رکھدی ہی شیشہ اور لا ساقی شراب	ایک تو شیریں پلا دی پی چکا ہوں جام تلخ
پھیر دی سب پر چھری کہتے کوئی صیاد ہی	کر لیست ہے ہم تو گرفتار و نکو زیر دام تلخ
مار ڈالا تو نے شیریں جب لے گئے فریاد کو	بھیجا کیوں اس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

دور ہی وہ شکریں لب کس طرح گذرے نہ رند
ماہ تلخ و سال تلخ و صبح تلخ و شام تلخ

ساقی نہیں شیشے میں مئے ہوش ربا بند	مینا میں کیا خضر نے آب بقا بند

[illegible]

۳۷

باتین سنی جاتی نہین ناگہ کی گلی کی — ہو جاتین الٰہی مرے گوش شنوا بند

گر خاطر محزون کو ہماری ہے شگفتہ — اک ہم سے ہے غنچۂ دل با د صبا بند

پہیلا تم نہین ست سوال آگے کسیکے — مٹھی کو سدا رکھتے ہین تیری قبا بند

خواہان ہے یہ عاجز تری ہمت کا ذرگا — مطلب ہر اک بند ہوا ہو عقدہ کشا بند

وقت طلبی کرنے لگا ہے دم جولان — ہے توسن فکر اپنا کئی سال سے جا بند

بلبل ہوا خاموش ہر روز مرے سنکر — طوطی کا مرے ناطقے سے نطق ہوا بند

موقوف ہوئی نالۂ دل گور مین اسے رند
منزل پہ پہونچکر ہوئی آواز درا بند

کہلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد — مین باغ چراغ چمن کیا کرون بیان صیاد

دکھائیگا نہ اگر سیر بوستان صیاد — پھڑک پھڑک کے قفس ہی مین دونگا جان صیاد

جہان گیا مین گیا دام لیکے وان صیاد — پھرا تلاش مین میری کہان کہان صیاد

دکھایا کنج قفس مجکو آب ودانے نے — وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

اوجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا — الٰہی ٹوٹ پڑے تجہپہ آسمان صیاد

مین کہیچون نام مین بلبل نہ آشیانہ جلا — سہم یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

عجیب قصے ہین دلچسپ اک حکایت سے — سناؤن گا گل و بلبل کی داستان صیاد

نہ گل کہلینگے نہ چہکاریگا کوئی بلبل — بہار باغ کو ہوئی تو ہے خزان صیاد

رہا نہ زندہ کہیٹے گا دام مین شاید — بجای دانہ بچہاتا ہے استخوان صیاد

خبر نہین کسے کہتے ہین گل چمن کیسا — قفس کو جانتے ہین ہم تو آشیان صیاد

اور اس پہ لکھ سکے مجکو چمن دکہاتا ہے — کئی برس مین ہوا ہے مزاجدان صیاد

وہ عندلیب ہوں جلکر کرون جو نالہ گرم
مرے بیان کو سن سنکے کانپ اوٹھا
الہی دیکھیے کیونکر نباہ ہوتا ہے
سوای شکر شکایت اگر کبھی کی ہے

قفس کے چاکوں سے اوٹھنے لگے دہواں صیاد
غضب یہ ہے کہ سمجھتا نہیں زبان صیاد
زبان دراز ہوں ہیں اور بد زبان صیاد
الہی قطع ہو منقار سے زبان صیاد

فریب دانہ کھاتا ہیں زنہار اسے رند
نہ کرتا دام اگر خاک میں نہاں صیاد

سکت کہاں جو کرے تیرا نالہ وان فریاد
یہ ہے یقین کہ جائے گی رائگان فریاد
کہیں جو حسرت دیدار ایک دن آسے
فراق یار میں جو ہو سکا وہ کر دیکھا
دلیل ہے یہ خورشید و ماہ کانون میں
لگا سینے میں دل آئیگا جگر سینہ کو
چھپے گا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی
تمہارے ہاتھ سے نالان ہیں سارے خرد و بزرگ
سوائے فراق میں راحت کراہنے کے سوا
دل کچھ نہیں بلبل و صبا کی دنیا سے
اٹھ جو یاد و بہاری کا آہ میں میری
کیا سناؤں جو دیا یہ وہ جب ترسا
لگائی عرضی عدالت میں جیسے جو کیا

ق

اوسے تو آہ کا یارا نہیں کہاں فریاد
نگر کرینگے کبھی بہر امتحان فریاد
کرینگی حشر کو آنکھونکی پتلیاں فریاد
نہ آہ و نالہ کرون میں نہ اپنی فغان فریاد
ستم زدون کی ہنسی خاک آسمان فریاد
کبھی سنو گے جو عاشق کی مہربان فریاد
کرینگے شکل فراسیر استخوان فریاد
جو پیر کرتے ہیں آہیں تو نوجوان فریاد
قسم خدا کی جو آتی ہو تا زبان فریاد
سنو گا نالوں کو گلچین نہ باغبان فریاد
وہ گل کہ ہے لب نازک سے غنچہ سان فریاد
کرینگی صورت ناقوس مچھلیاں فریاد
ابھی تو تم نکر و گے کہاں کہاں فریاد

خون نعمت پہ جہاں کی غلط سخط ہرہ دراز پر
تحفہ کرتا ہے بحث فلک کو سوا تا مغرور
فقر کشتی کو کرو ضم تحفی ہوا ہے بہ زمین
حسن کو دون تر و جاذر و ناز ہی بیٹھ
ایک عالم ہو گرفتاری کا کا کل کا
ہے بحث اجاب پریشانی پر
محبتا ہوں نہ ہی میری نگہبانی پر
زیبتا کا تحفہ نہیں جو بھی معلوم ہوا
دیسا ان کرتا ہوں درد سامانی پر
سا غر و ساماں کیا ہو چھا ہو المد

قتل کا حکم ہوا دیکھیے کس کس کو آج
سادگی مجکو حسینوں کی پسندیدہ ہے
اسکا مارا ہوا پانی بھی نہ مانگے قاتل
تیرہ بختی سے نہ یکبا کبھی روز روشن
مٹ گیا ہوگا یقیں ہے خط پیشانی بھی
مجکو یوسف سا جو دیکھو تو کہو ہو صید
بہر دیں لیکن یہ تیغ ہوا رنگ آلودہ
لب دریا پہ شب ماہ ہو تو ساقی ہے
ایک دن قاف کو دشت میں لگا دے گا
جانہ ہی کا صنم قطع ہو جا ہے
بانکی زلف سے سودائی ہو بے پریشان
پھر گئی ہے کوئی دن تماشے کیا کیا
قسمت ہے جو وہ پیدا کرے خانہ جنگ

حکم ہے آنکھیں گنہگار محبت در پہ
طالب ہوں عاشق نہیں میں ابرو پہ
ختم تقدیر کا ہے تیرے خنجر پہ
زلف شبگوں کا پڑا سایہ مرے اختر پہ
استقامت کی ہے جبیں پالکی تو نگر در پہ
سورۂ نور کو دیکھ کے ہے رخ انور پہ
ہے تیغ آنکھ سے سبز کی مرے جوہر پہ
اور تنگ دہن کے لب سا غر پہ
دم نکلتا ہے کسی شوخ کے پیکا پیکر پہ
رشک ہو شاک کی ہوتی ہے تیری پیکر پہ
حور کی زلف لٹکتی ہے مرے بستر پہ
شعبدہ بازی سی بازیگر پہ
کر سایہ فگن ہو کبھی میرے سر پہ

عشق میں اللہ عذاروں کو جگل کھاسکے رند
داغ ہی داغ ہیں طاوس صفت پیکر پہ

بیٹھ کیا تنہا کو آئینہ مری حیرانی پہ
ہے نگاہ داشت دل میں گیا دم تک
حال کہنا ہے ہوا مگر ہفت بدین
بیٹھا وہ سو الہ توقیر کی اکثر

صدقے جمعیت خاطر ہوں پریشانی پہ
ابر ساحل کو بھی کشتی طوفانی پہ
جوہر تیغ عیاں ہوتا ہے عریانی پہ
ہے لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پہ

اوس کی پستی ہو گئی تو ہو اپنے ذلیل
سر نوشت ہے کسی کی گلستانی پہ
کھینچا تھا خط باطل مری پیشانی پہ
کا کاتب تقدیر نے کیوں
در دل غم سے خدا نے تو ازل سے اور رند
ناصحا ہی کا مری کشتی طوفانی پہ
شعلہ رخسار و جو کیا راست ہم

۴۰

معشوق نالہ اٹھا دیا بیتا بیان ہم
لطف کیا ہے جنت کی سودا بیان ہم
پر چھانا جب ہجر کی پریشانی ہم
یہ بیعت ہی پیتی نیند
کچی کا تنہا عبادت
اب شب ہجر کا ساقیا

دیکھی کیا صبح پاس وہ زیند دو ہے
جاتا ہے ہم بسر اپنی زار دیا کس کا
بیٹھا ہی جان بیٹھی کا صبح جیسی
کا ساقی ہی ہے اس جنگ کی ساقی رفتن
ستمگر کی کی دیدہ

دیوان

نوجوان دلبر ہو باتون ہی میں ہو جاتی ہے صبح	بخت خفتہ تو نہ یون لکہدیگا یارب سحر
ہجر کی شب وہ مسیحا جو تھا آغوش مین	کیا کہون ورد میلو تو ستا یارب سحر

شام ہو اوسکو تصور رہے نورانی گالونکا
گیسوؤنکا رہے سودا مضمون نیا یارب سحر

ہو نو دے شاد منکرون کو اردو جام پر
پڑتی ہی آنکہ جب مری مینا و جام پر
سنتا ہون انکا حکم وہ کل قتل عام پر
اک جام مہر کی مجکو بھی ڈیال نیر چشیم
شہرہ سنا ہی تیرا یہ صحبت نہین ہی کی
عاشق ہوئی ہین ہر گلکو نکی بلبلین
مرا یہ ہی یقین ہی رہین چاہ دل ہے
رہتا ہی خوب نشہ مین بھی وہ پیچ کا
وہ مست ناز گر مجہی جھوٹی شراب دے
پہونچا مین جو مجاز حقیقت کی کنہ کو
وعدہ کیا ہی شکل دکھانی کا حشر کو
دوڑین جلو مین طالب دیدار تا کجا
یہ زلف رخ دکھاکر وعدیکا حال ہے
بی شبہ وہ مجتہد ہی مردار کو حلال
منصور ہی شکستہ فلک ہی یہ تا ابد

موقوف ہی جہاد ظہور امام پر
سو سو درود پڑھتا ہون ساقی کی نام پر
کیا کہدو دیکہی خضر علیہ السلام پر
ساقی وگرنہ دور ہی یہ اختتام پر
دیکہا نہین ہی تجکو عاشق ہوں نام پر
طاؤس بہر کرتی ہین تیری خرام پر
گل پا کی گر گیا ہی نہین اک سبز جام پر
سو سو دعائین پڑھتا ہون ایک جام پر
میخانی کو لٹا دین ساقی کی نام پر
بی نردبان گذار ہوا میرا بام پر
قائم رہی خدا اگر روز قیام پر
او شہسوار ہاتہ رکہ اب تو لگام پر
ہی شام کو تو صبح پہ اور صبح شام پر
جو لگ جان دیتی ہین مال حرام پر
کہدو او نکا دعا ہی تو جو اپنی جام پر

۴۱

پڑگیا نعش شہیدان محبت کا مزا ۔ نکلا پڑتا ہی اب اوس ترک کا خنجر باہر
صبر کر صبر شب ہجر مین پہلو کو نہ توڑ ۔ کیا نکل جائیگا تو او دل مضطر باہر
طرز پوشاک جدی سب سے نرالا انداز ۔ ساری گہنون سی ہی اوس شوخ کا زیور باہر
سیر صحرا کو کبھی آن نکل ای شہ حسن ۔ شہر سی ہی تری درویش کا بستر باہر
قتل ہو کر بھی رہا خانہ زنجیر سی اوس ۔ دہڑ تڑپ کر گیا زندان مین تہا سر باہر
دور گردون ہی جسبنوز تلک ای ساقی ۔ حلقہ بادہ کشان سی نہو ساغر باہر
شب فرقت مین بھی آتا ہی جمین ہر بار ۔ پہینک دون چیر کی سینہ دل مضطر باہر
گنبدی مین گیا اوس طفل حسین کا ہوگا ۔ لے ہی نکلیگا اوسی شوق کبوتر باہر
در پہ قدغن ہی خبر کس سے منگاؤن اوسکی ۔ آنی جانے نہین پاتا کوئی اندر باہر
رشک شمشاد نی جلوا دیا گلشن آکے ۔ ہو گیا حد ادب سے جو صنوبر باہر
دل سوزان کی حرارت سی جلا جاتا ہون ۔ گلخن سینہ سی پہینکونگا یہ اخگر باہر
سر پہ عشاق کی کیا زور سیہ لاوگی ۔ بال کہولا جو چلے آتی ہو اکثر باہر
ڈال دو دوزخ مین مجھی بہیجو یا جنت مین ۔ تیری کوچی سی نہین ہی اور محشر باہر
میری پہلو مین تو شوخی نی ٹہہرنی نہ دیا ۔ ہونگا آغوش تصور سی وہ کیونکر باہر
ڈال دونگا کمر یار مین مین دوڑ کی ہاتھ ۔ کبھی نکلیگا نہ کیا گہر سی ستمگر باہر
خوش قد ایسا کیا کس سرو کی قد سے تو ہی ۔ باغبان باغ سے کرتا ہی صنوبر باہر
مہربان آپ کرم کیجیے تو کر کے خبر ۔ گہر مین کم ہوتا ہون ہوتا ہون نہین اکثر باہر
اسقدر زار ہون نہین باد نکر ہر جہونکو مین ۔ اڑ کی پڑ جاتا ہون گہر سی مع بستر باہر
کیا وطن مین تہا جو میری لئی عزت نہین ۔ ہر دو درویش ہون یکسان ہی مجھی گہر باہر

۴۳

دیکھنے والون کا دروازے پہ ستا ہے ہجوم — رہ صنم گھر سے نکلتا نہین تم بھر باہر
آبرو گر تجھے منظور ہے کر ترک وطن — قدر ہوتی ہے صدف سے جو ہو گوہر باہر
نہین گیسوے رخ زیبا پہ ترے رشک پری — طائر حسن کے نکلے ہین یہ شہپر باہر
بغل گور مین تنہا وہ پڑی سوتی ہین — جنکو آغوش سے کرتی تھی نہ مادر باہر
رگ سودا مین مری ہے اثر مقناطیس — نکلے گا ٹوٹ کے فصاد کا نشتر باہر
دل لیا جان بھی حاضر ہے اگر ہو منظور — نہین تجھ سے مین کسی حال مین دلبر باہر
ہوں جو مشتاق شہادت کہ مرا دم نہ رکا — میان سے جب ہوا اوس ترک کا خنجر باہر
مین وہ مجرم ہوں جہنم مین اگر جاؤنگا — اہل دوزخ بھی کہینگے کہ [illegible] باہر

گیا دنیا سے تہی دست یہ سب کہتے ہین رند
رکھو تابوت سے بھی دست سکندر باہر

بارہ رکھوانا ہے قاتل خنجر فولاد پر — فتنۂ دوران نے باندہی ہے کمر بیداد پر
نالہ ہے نالہ ہے اور فریاد ہے فریاد پر — کون غم ٹوٹا ہوا ہے خاطر ناشاد پر
ہو گرفتار قفس آمادہ ہین فریاد پر — ناگوارا گر نہ گذرے خاطر صیاد پر
شاق ہو گلشن مین طبع بلبل ناشاد پر — گوش گل ہے ہنسی لگی جیسے مری فریاد پر
دیکھکر قامت کشیدہ میرے سرو یار کو — پھر تو قمری کی چلے آرہ سر شمشاد پر
عیش مین مشغول ہے شیرین تجھے کیا خسروا — کام اپنا کر چکا تیشہ سر فرہاد پر
بوجھ ہے گر جان پہ سر کا قتل کیوں کرتا نہین — کیا سبکدوشی ہماری بار ہے جلاد پر
مرکے چھوٹینگے قفس سے اوڑکے جاوینگے کہان — قابل پرواز اب باقی نہین صیاد پر
دام مین لاکر پھنسایا اسکو آب و دانے نے — کھل ہی جاوینگے مرے عیب ہنر صیاد پر

پھر پستی و بلندی بھی کرو ن وحشت مین
قصد کہسار کا ہو جانب صحرا ہو کر
اگر کی کا ہی گان شکستہ ہی بال گری کا
رنگ اڑ جاتا ہو وہ چہرہ پیدا ہو کر
جلوہ فرما مرے محفل ہو تکلف نہ کرو
منہ چھپا ہو بعث انجمن آرا ہو کر
چشم ہنوز گلی جب داغ جگر بھر آیا
چہرہ پیدا کیا ناسور سے اچھا ہو کر
منہ بنانا لپٹی ہو جب ہنستی ہو ذکر عاشق
طرح بیمار ہو وحشت ہو مسیحا ہو کر
کیا ہوا عشق مین مجروح الٰہی
جو علاوہ سبکا قدم نقش کف پا ہو کر
فال کھینچی نہ زلیخا نے حقیقی وصلا
شہر پانچ کا ہر ظاہر ہو دریا ہو کر
اٹیاری ور ویرو ہوا شکل عمیل
آلا دہو کی عشق کو ہنسا ہو کر
او میدان فنا ہو دیکھا ہو وا ہو

رونق گردون ہوا اسطرح رو چشم شب	نوح جیکر آئی تری اشکونکا طوفان دیکھکر
سو پیشا ہونا سکی آگر اسطرح اچھی نہین	اپنا بیگانہ نہ ڈرا اے چشم گریان دیکھکر
پاس ہمسایہ الٰہی وحشت گلی ہم سفر رکیطرف	کھٹکے کیا کیا آبلو خار مغیلان دیکھکر
ہجر ہیں حسن بلیح یار کا دل کو مزا	چاٹنے لگتا ہون چھٹے اپنی نمکدان دیکھکر
قصہ گل سیر کی قابل نہین ہو عندلیب	کیا کرونگا چند اوراق پریشان دیکھکر
آسمان بسکی ہی کر بہو ہو بند خاک	رو رہین میری حال کو گبر و مسلمان دیکھکر
کوئی رکہ سکتا نہین کو دیوین قدم	بہول سے مرجاہی خضر اپنا بیابان دیکھکر
ہو یہ قدر و منزلت دیوانگی تیری ہی	سرو قد تعظیم کرتا ہے سلیمان دیکھکر
عشق ہین آئینہ رو کر بھی ہو اہو حال	آپ کہتین حیران ہو ہی ہین مجکو حیران دیکھکر
چالہیں پیشین مین عشاق کو قتل کیا	چاندسا مکھڑا ترا اے ماہ تابان دیکھکر
قتل ہو میرے قاتل کو بہت سی ہوئی	روح کو صدمہ ہوا اسکو پشیمان دیکھکر
یک نشو ونما ہو مکن نہین برسات مین	پالی پھر آتا ہی منہ مین سر باران دیکھکر
جانے ہی اے صنوان قبائی تنگ چست	اٹھ بیٹھتی ہین گریبان میں سکا دامان دیکھکر

تاب نظارہ نہتی اک نور کا عالم تھا رند
بند آنکھین ہو گئین اس سہ کو عریان دیکھکر

پھر تو سطح ہوا جسم مین گلا ہو کر	رہ گیا اگر بس بھی مجھ سودا ہو کر
مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہو کر	پھر دی قطرہ کا قطرہ رہا دریا ہو کر
آہ نکلی جو سو عرش معلا ہو کر	رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہو کر
اک جہان نظر اوس مین ہوا شک لب جام	بیٹھہ رہ بیٹھہ رہ ہین صورت بینا ہو کر

۴۴

[illegible]

تصدیع جمع ہونگی تجھے بیجا ہی تلاش ملک الموت کو تکلیف نہیں دینے کا	فکر عقبے نہ کر آلودۂ دنیا ہوکر ہوئیت مرگ سے رہجاؤ گا مردہ ہوکر

ٹھوکریں کھاتی ہو کیوں کعبے میں جا جا کر رند
بیٹھ رہیے کہیں رہبان کلیسا ہوکر

کیونکر نہووے خاک کے پتلے کو جان عزیز	رکھتا ہی میہمان کو بہت میزبان عزیز
اللہ کو بھی گھر سے ہی کوئی بتان عزیز	کعبے سے بھی زیادہ ہی ہندوستان عزیز
یہ مشت خاک ہو کہیں مقبول بارگاہ	مٹی ہماری کر ہی چکی آسمان عزیز
پہونچی کسیکے دل کو نہ تجھسے اگر گزند	جان کیطرح کریں تجھے اہل جہان عزیز
رہتی ہیں ذکر خیر میں ہم جسکے روز و شب	دشنام ہمسے کرتا ہی وہ بدزبان عزیز
بندہ ہی سے کرے کے مضمون شستہ	گیسوی یار سے بھی ہی موی میان عزیز
جی چاہے نوچ ڈال تو جی چاہے قطع کر	تجھسے نہیں سیت پیارا ہی باغبان عزیز
عالم ہوا فریفتہ اوس طفل شوخ کا	یوسف کیطرح کہتے ہیں پیر و جوان عزیز
مٹی مری خراب نہ کر گاڑ چاک میں	دو گز کفن تو مجھسے نہ کر آسمان عزیز
شکوہ کی جا ہی جسے باقی نہیں رہا	دشمن سے بھی زیادہ ہی عاشق کو جان عزیز
باعث سے روح کے یہ شرف قصر تن کو ہے	اوترا ہے اس مکان میں اک میہمان عزیز
کیونکر فراق یار سے دل کو کروں دریغ	مجھکو سگ یار سے نہیں استخوان عزیز
ہستی عدم سے لائی ہی کس ملک غیر میں	کوئی نہ آشنا ہی ہمارا نہ یاں عزیز

ای رند اپنی عہد میں قدر سخن نہیں
ہر عصر میں وگرنہ تھی اہل زبان عزیز

٤٥

نالہ کرتا قافلے سے دور تھا میں اگر رہا
کون کرتا کاروان میں بحث ہمراہ جرس

ڈھونڈھتی پھرتی ہے میں خضر تشنہ میں ج سراب
اوس بیابان میں ہے دلکو آب حیوانکی ہوس

طول عرصہ اتنا ندے تو آشیان کو عندلیب
مشت پر کو دیسطے کافی ہے مشت خار وخس

در کرے ہے حجہ کشتنی کو گریہ تو اک وار میں
قبضۂ مشکل کشا قاتل نہ دیوے تجکو جس

تھا جسے کیا نور عرفان سے منور ہو گیا
چشم باطن سے برابر دیکھتے ہین پیش و پس

خشک روٹی کا فقیرونکی مزا جسکو پڑا
پھر نہ بیٹھے سفرۂ شاہان پہ جاکر وہ مگس

بے اثر ہوئی اگر نالہ مرے تیری طرح
سو بار سے تو گھونٹتا اپنے گلوکو اے جرس

ق

کیوں نہ ہوں بیتاب کہ منہ بالے ہی جال ہے
پھنس گیے ظالم کے پھندے میں جلاتا ہے ہوس

آب لے کر آ تو بھی دلبستہ ہم تو دام میں
کھینچ لائی تھی کچہ آب و دانے کی ہوس

کیا تماشے ہو گیا ہے سیف ہے افسوس ہے
کون اب فریاد سنتا ہے مجہ فریاد رس

مطلب یا اسیری صحبت صیاد بود
ہم روش قسمت ویا ماندیم تنہا در قفس

بے مشقت آستان یار کب ملتا ہے رند
پاے مردی کر جو ران تک چلتا ہے وہ ترس

آگیا پیغام دلبر عاشق مضطر کے پاس
نکہت یوسف گئی یعقوب پیغمبر کے پاس

رند ہو پہنچا یا کسیے تشنہ لب کوثر کے پاس
لیگیا یہ التجا مین بہشت اکبر کے پاس

عشق اسرمین کیا ہمین کب بتانے مقصود سے
مار رہا قاتل گلا رکھ رکھ دیا خنجر کے پاس

تشنہ لب کر تشنہ ہی محروم لب جو رہے
ہم بھی تشنہ ہو کے پہنچے چشمۂ کوثر کے پاس

حسن کے طالب غنی ہوں لٹ پڑا رہے
سیم تن محبوب آتے ہیں عاشق زر کے پاس

دل تو آگو مر چکا ہوں میں اکدن نذر ہے
کیا کرونگا رکھکے جان اب دلبر کے پاس

۴۶

نام بلبل پہ لٹایا ہی چمن کو باغبان
جھولیاں بہر کر لائی باغ سی گل گل فروش

اک صراحی دار گردن کا تصور جو رہا
لب پہ آنی ہی سدا رنگ لب ساغر خموش

رہی رنگین مہی بہار حسن سی گلزار ہی
چشم نرگس ہی دہن غنچہ ہی گل ہین کسکی گوش

پھر گل و گلزار ہون بازار بیٹھین آنکہ
ٹوکری پھولونکی لیکر آئی ہی آگی گلفروش

عیب بہت رسوا ہوی اخفا کا پیوند کر
ہم گنہگارونکا پردہ کہلی تو اے پردہ پوش

قاتل اب تاخیر کیا ہی حکم ہو جلاد کو
کب سی میدان شہادت مین کھڑی ہین زرہ پوش

عیش کر لو نوجوانون ورنہ جاتا ہی شباب
اور ہین دو چار دن مہمان فصل نای و نوش

حشر کو جام می جنت پلانا یا علی
ساقی کوثر ہو تم اور مین ہو بادہ نوش

سیکڑوں ہیں کرتی ہین گر رندی آشام رقص
مسجدوں مین کرتی ہین زاہد بھی صبح و شام رقص

کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو
سیکھتا ہی اسلیے وہ سرو گل اندام رقص

مردے جی اوٹھتی ہین پاتی ہین گلو نکو کاٹتی
حشر کرتا ہی بپا تیرا بت خود کام رقص

صبح سی لی صبح تک رقصان رہا وہ بام پہ
چرخ پر زہرہ کیا کی شام سی تا شام رقص

سیکڑون سہارے نگو گر بر گر بھی ہی رقص یار
دی جنون کا دیکھیے کس کس کو اب الزام رقص

ہو گرفتار ونکی اپنی سیر او صیاد دیکھ
مرغ بسمل کی طرح کرتے ہیں زیر دام رقص

ہو جہیا سا رعیش اور وہ نہو یاد تین سنجھ
باغ مین کیا لطف دیگی ساقی گلفام رقص

رقص کرتی ہی کہلی اوس ستا کو رقصان دیکھکر
نازکی رفتار کا کہتا ہی اوسنی نام رقص

کیف می مین رند طالع ہون اگر مین رقص کا
ہاتہ پر ساقی کی تہر کر اور دکہا دی جام رقص

۴۷

مطلب نہیں ہے خط سے میں شیدا ے خال ہون	ہندو ہے بت پرست کو قرآن سے کیا غرض
گر قصد فاتحہ کا نہیں ہے تو پہر سہے	قاتل تباہی گنج شہیدان سے کیا غرض
ہنگامی لاکہ طرح کے برپا کرے فلک	کشتی نوح ہون مجہے طوفان سے کیا غرض
عاشق ہون گلکا مجہے گلچین سے کام کیا	دیوانہ پری ہون سلیمان سے کیا غرض
کہتا تہا قیس وجد کے عالم مین بارہا	لیلی اگر نہیں تو دبستان سے کیا غرض
کیون اے او پوچہتی ہے پتنگ کی مرے	اے شمع تجکو میری شبستان سے کیا غرض
جو یار دلربا کا ظلمات خط مین ہو	اے خضر مجکو چشمہ حیوان سے کیا غرض
زلفین بنا ئے مرا احوال ہے سو ہے	تمکو کسی کے حال پریشان سے کیا غرض
سودائی ہون جو سنگہون او بہلا زلف سے	نکلی گی میری سنبل پیچان سے کیا غرض

کرتے ہو کیون مطالعہ دیوان رند کا
مطلب نہین ہے اوس سے تو دیوان سے کیا غرض

اب پسند آنے لگا اوسکو ہمارا اختلاط	وصل کا دینے لگا کچہ کچہ سہارا اختلاط
مست ہے مستی ہو گیا انگل اگر وہ بد دماغ	ناک کے رستے نکل جاویگا سارا اختلاط
جا کے گہر میخانہ تک سیجانہ اوس کے دار نے	وہ پری کہتی ہے منہ دیکہو کا سارا اختلاط
ہجر مین منہ پیٹتا ہون ہائے جب آتا ہے یاد	بہولی بہولی باتین اور وہ پیارا پیارا اختلاط
آئیگا بعد میرے پاس سیلے مہربان	سو طرح کا دلبہ کر لیجے گوارا اختلاط
باتین کر تو ہو تو پردا سیلے اوٹہوا دیجے	چہیڑ ہے میری نبدہ پرور لو بطار اختلاط
دل لگی مین بہی وہ کروی ہوتے ہین مرتبہ	اب تشکر رنجی کا کرتا ہے اشارا اختلاط
ہر گہڑی ہر وقت ہر دم ہو تصور آپ کا	بہولتا دلسے نہیں صاحب تمہارا اختلاط

[illegible]

ضرور پہونکا فرصت مین ہے جو زندہ رہا
مین اب تو جاتا ہون اے دربا خدا حافظ
سفر کیوقت جو رخصت کو اوسکی مین گیا
کچہ اور بات نہ کی یہ کہا خدا حافظ
کمال حسن پہ تیری کبہی نہ آئے زوال
رہے جہان کا اور ہے لقا خدا حافظ
نہ ایسی بات مین کہو تمہدک ربلا کیا
یہ زور رنجی ہے تو ہیرا خدا حافظ
کہو سے غیر کی تا حق نفا ہوا مجہے

[illegible]

آپ کو سو بار سانچے میں اگر ڈھلوائے شمع
پر گھلا دی جسم کی تیری گھلا سو لائے شمع

کاٹ دیں پروانے آتش غل میں فتنے کی رات
اے دلبر میں کہوں تا صبح تو کہ وائے شمع

تو اگر محفل میں آ جاوے تو سکتہ ہو ادھر سے
اے صنم صورت کو تیری یکبہ ہتے تجا شمع

آف نکلی وہ گئی جل جل گو گھل گھل کر تمام
غیر سے وہ کیا کیا میں سر لٹا یا ہے شمع

سب یہ روشن ہے ہوا ہے داغ کھا کر سینہ پر
گو دیر سے وہ چراغان کے سو میری جا سے شمع

اک نئی روشن تصویر ہے یاں پیش نظر
ہم نہیں کہتے شب تاریک میں پروانے شمع

مونہہ کی سے ہی بہا کر مرا غنچہ وہن
بلکہ پروانوں کی بلبل آ میں گل ہو جاے شمع

مثل شعلہ مجکو بھی دی ہے زبان اللہ نے
اپنی یہ آتش زبانی اور کو دکھلاے شمع

اور میں راز و نیاز عشق سے واقف نہیں
یہ تو دیکھا ہے سر پروانہ تھا آدھ پا شمع

گلا تی ہے تیری صورت سو اگر ہو اختیار
انجمن سے یہ لگا کر شعلہ کو اٹھ جاے شمع

تیرے آگے رنگ شب تاب کا رتبہ نہیں
کچھ بھی غیرت ہو تو محفل میں نہ دکھلاے شمع

دیکھ لے گر شعلۂ عارض کو تیرے بے نقاب
رشک کی آتش میں جیسے روشن کہیں جل جاے شمع

جا نہیں ہے روشن جا عاشق مردہ کا نام
جلوہ پروانوں کی جان لی کی ٹہل کر آئے شمع

سامنے آ جاے سہو اسکو گر اے خورشید وش
پانی ہو کر بزم میں آ کو تری بہ جاے شمع

رو سپید ہے تجسے لگ ہو سمندر بھی
گرد میری مثل پروانہ جو ہو تیرا ہے شمع

رو برو تیرے اگر گرمی کرے پروانے سے
منہ کی کھا جا آ ہوا کا وہ ہنسیر آ کہا ہے شمع

مطلع ہو کر اگر سوز جل پروانے سے
صورت ہمارا نہیاں فانوس میں گھبرائے شمع

رند اگر دیدہ ور ہے اور ہے اولٹ دیکھ نقاب
سات پردوں میں چھپا کر منہ کو یہ شرمائے شمع

۴۹

قرار اسکو نہین ایک دم کسی جا پر
کسی حبیب کا پہر تا ہی آسمان مشتاق
بنا کے طالع ... مین ترے ہین اپنی جان مشتاق
تمہارے طالع بیدار ... کہاتے ہین
نگاہین ... وہ ستارگان مشتاق
ساقی کو معقود بلبل گریبان ہین
نہین ... آلی زبان مشتاق
فراق یار مین ... کر دی
ترے لگی ... کو جہان مشتاق
دکہا جلوہ ... طلم
کمال حسن پہ تیرے کبہی ... مشتاق
رسیدہ ... زوال
یہان بہی رہتی ہی ... مشتاق
خدا ... مرگ
نہ کے ... مشتاق
اور ... تک
پروانے ... تک
... لا امکان تک

٥٠

نام ہی خوش طالعی خشنودی دلدار کا
وصف یکتائی رقم کرتا ہون جب قرطاس پر
سرکف شوق شہادت مین ... انکار ہے
راہ پر لائیگا کیا مجکو یہ خود گمراہ ہے
باندہتا ہون جب مین مضمون ... یار
گرم صحبت ہی ... آتش ... سے
مین دیوانہ ہون ٹکراؤن جو سر ... پری
یاد آیا ... دیکہکر
اے نگار لب گویا تری شیرین بانی ہی قسم
تنگ ہون ... عدم آباد کو
نقطہ موہوم کہتی ہین بہت ... عدم
اوڑ کر جا سکتی ہی جیسی ... وہ پری

وہ اگر برگشتہ ہی تقدیر بہی ہی برخلاف
ہاتہ مین جنگل ... شگاف
قتل کا بیڑا اوٹہاتی ہی تو وہ تیغ خوش غلاف
رہنے دو اہل زمین گر آسمان ہی برخلاف
خود بخود ... لفظ و معنی صاف صاف
وصل کی شب ... لحاف
سنگ ... کوہ قاف
بیشتر کہولا اگر ... کا شگاف
بند ... تحریر ... کا شگاف
وضع ... طبیعت کے خلاف
الغرض ... ہین اختلاف
جہان ... یا اتفاق

طبع اقدس پر ہی کیون یا حضرت آتش ملال
شاعر یکتا رہے کس دن کیا لاف و گزاف

نہ کس طرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق
یہان بہی آئیے اک رات تو کرم کیجیے
تپا لگا تیرا تجہ سے مین ... کیجیے مین
نقاب ... حجاب کیجیے دور
سنا ہے جبسے تری ذات ہے کریم و رحیم

کہان تلک ... کرین نہان مشتاق
تمہارے لطف کے ہم بہی ہین جہان مشتاق
پہرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق
جمال پاک کی ہین چشم مردمان مشتاق
عطا و لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق

گرمی سے بھی زیادہ رہتا نہیں ہے جلے
دم جب تلک ہے دم میں ہونگا ترے ستم
اک دن نباہی او ہمیں ہوا کوئے یار کی
قمری تری گلی میں پڑے طوق دوسرا
ہمراہی اپنے تیز روی کر کے بڑھ گئے

اک نالہ سوز دل سے جو آئے زبان تلک
دیکھوں تجھے ظلم و جور کریگا کہاں تلک
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
اڑ کر جو پہونچے تو میرے سر ہوا ان تلک
ہم گرد ساں پہونچ نسکے کارواں تلک

افسوس رند نام سے وہ آشنا نہیں
الفت میں جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

سر سبز ہیں لحد پہ گل یاسمن ابتک
رکھا ہے امانت کیطرح مجھکو زمین نے
عریاں [illegible] دیکھا کیا شام سے تا صبح
کی خاک بھی برباد کوئی صنم سے
شک [illegible] نکلتا نہیں ہستی و عدم کا
قافلہ [illegible] میں آ گئی [illegible]
باندھا نہیں مضمون تری گیسوئے رسا کا
موزوں نہیں کرتے ہیں جو مضمون میں
[illegible] نہیں [illegible] لاکھوں
غرض یہ بھی الفت [illegible] شعلہ رخوں کی
بوسے میں لیا کرتا ہوں اس لب کے [illegible]
اے رند محبت ہے خط و خال بتاں سے

[illegible] سے بہار چمن ابتک
میلا نہیں ہونے دیا تار کفن ابتک
دیکھا نہیں [illegible] بدن ابتک
ہے دل میں [illegible] تری چین جبیں ابتک
ثابت نہ کرے [illegible] دہن ابتک
ہم [illegible] راہ وطن ابتک
کوتاہ ہے [illegible] نہیں پایا سخن ابتک
سمجھے نہیں وہ لوگ مذاق سخن ابتک
[illegible] ایسا [illegible] ابتک
جلتا ہے [illegible] سے ہمارا بدن ابتک
[illegible] لعل یمن ابتک
[illegible] ابتک

جو پھول توڑ تو جاوین کبھی مین سوز محبت
لگے جنون کی مانند نسترن مین آگ
شال نخل سر طوری ہر ایک درخت
بجای آب برستی ہی پیرہن مین آگ
لگی ہی مین شاخون سی بلبل کباب ہو کر
آلی پھول کھلی پائی چمن مین آگ
ولایہ وادی قصہ گان الفت ہی
بجای نافہ ہی اس دشت کی ہرن مین آگ
مثا لیا فضا نہ آئی وہان تلک شیرین

دیکھیو شغل ہی جامہ دریکا تا چند
رکھو عریان جنون صورت سوزن کب تک

ایسے جامہ سے ہے تو بس ہاتھ اٹھانا
جیب میں کیجیو نہ بہار کو دامن کب تک

کیا رہی گی یونہین تصویر سے مہر پہ چپک
ہم سے ہی کہین گے اڑ لگانہ یہ رنگ عشق کب تک

سچ ہو کر بھی چکی پست و بلند ہستی
ٹھوکرین کھائیگا بیٹھ میں قفس کب تک

ظلم پر ظلم سہون جور و بیداد رہون
دوستی مین تری اچھا لگی دشمن کب تک

سچ بتا دیکھو تو تجھے گنگا کی قسم
وصل اوس بت سے میرا ہو گا برہمن کب تک

دامن مین سے ولا گر بصفت لیتا جا
نہ لگیگا قدم اوس ترک کا توسن کب تک

رند اب جلد کہین عہد ہی دین کا ہو ظہور
ہم سنین یا آزار تو بس برہمن کب تک

لگائی سوز محبت نے کیا بدن مین آگ
وہین سے میری نکلتی ہی سخن مین آگ

عیان ہی جسم کیسو سے شعلہ رخسار
بھری ہی سنبل تر کی شکن شکن مین آگ

وہ آیا شب کو جو بستر یا مین ہی گھبرایا
جلائی شمع تو بھر مین یا ور لگن مین آگ

پس از فنا بھی ہی تاثیر بخت کی الٹی
لگائی سردی کا تو نہ کفن مین آگ

مین خانہ زاد قفس ہی ان سے ہی بلا نسیم
ڈہر ڈہر چلین خنگل لگی چمن مین آگ

گرا جو اڑ مین ہوا خاک ڈوبتا کیسا
بھری ہی پانی کی بدلی چہ ذقن مین آگ

ہر ایک رہنی دو کپڑے مجھے نہ پہنا ؤ
لگی کی جسم کو کمخواب گلبدن مین آگ

بہار آتی ہی ہم آشیان کو رو بیٹھے
یہ بھڑکی آتش گل لگ گئی چمن مین آگ

وہ بھی بزم مین ہستار ہا رقیب جلے
لگائی کس نی صحبت کی انجمن مین آگ

بدن کو ڈال نکون تو سوز دل سے ہی کھلجائے
فتیلہ سان لگی ہر تار پیرہن مین آگ

خار خار اوس کو ہی نگہ کا جو رہتا ہی ادسے | سو کہتا جاتا ہی ہر دم صورت بیمار گل

سنتے ہیں آنکہ میں اونکا ہوا ہی اوسکو ذوق | کچہ کہلایا جاتا ہی ہین وہ دن و دیوار گل

تو وہ گل ہی نالی کریا عشق مین تیری ہزار | شکل بلبل ابی پری پر کہتا اگر ہے زار گل

باغ کی دکہلائی ہی جون کہت پائو سہار | ننگی ہی بہشت و جنت مین جیسے ہی ہار گل

ہونہ وہ غنچہ دہن ہمراہ جب گلگشت مین | کیون نہ کہ شکلین ہی کہ ہوتی ہین تنگ آگل

وہ بت نگین اگر انگشت کرا وہی اگر | تار سنبل کا گلی مین ڈال لی زنار گل

یہ بہی دیوانہ کسی گل کا ہی کیا میری طرح | ٹکڑی کرتا ہی گریبان کا جو آکر تار گل

ایکدن تر ہی بردہ ہوگا رنگ بہی اوڑ جائیگا | دیکہ لینا نہ گو چپتا ہی تیری سر بار گل

گل نہو کیونکہ چراغ زندگی اوس کی سے | جو اوڑا دی شمع کا جند و قسمیں سر بار گل

جتنے گل ہین بانگل ہین جان تیری ہی کہان | ہی سجا ہی سر کیسے تیری جوش نثار گل

یار سوتا ہی بچپا کر اون کو فرش خواب پر | سچ تو یہ ہی رکہتی ہین کیا طالع بیدار گل

دیکہتی ہین باغ کو بدلی بہار روی یار پہ | ہوگئی ہین اوسکو دو حسن مین بیکار گل

باغ ہستی مین کبہی گل کو ہین شتاق جمال | ہین ہمدم سی جو چلی آتی ہین بار بار گل

آمد آمد کا خزان کی ہی جو اندیشہ نہین | کان کہوار روز و شب گلشن مین ہین ہشیار گل

خاک مین رلتی ہین اور ہر خار کا انبار ہی | نازکی سو بات پر ہوتا تہا جنکی بار گل

جوش اعلی پر گیا ہی گلعذارون کا دماغ | جیسے وہ کرتے لگا ہی زینت دستار گل

رند دنیا سے گیا داغ غم فرقت لیے
ایکدن چل کر چڑہا و قبر پر دو چار گل

دید گلکو ہے جب جانے لگی لالی بلبل | ٹپر گئی جب کہی صیاد کر پالو بلبل

/ ۵۳

جس شجر پر تیرا جی چاہے نشیمن کر لے
مانگ خالق سے دعا بعد بقائے گل کی
رہے گل ہی گلستان میں جو تھوڑے بہت شناس
کسی غنچہ کو چھوا اور نہ کوئی گل توڑا

سہپٹ پڑ ینگی نہ تری بوجھ سے ڈالی بلبل
سہلے صیاد سے خیر اپنی منا لی بلبل
اوڑ گئے سب تری سہجانے والے بلبل
گہور تی کیون ہے مجھے آنکھین نکالی بلبل

پیچھے رند کریگا تو یہ ہو جاے گا بند
کہدی گلچین کہ زبان اپنی سنبھالی بلبل

تجھ سے حسرت گلزار میں جال بلبل
گوش دل سے شنوا ہو سنی حال بلبل
باغبان کون ہے سچا ہے خیال بلبل
ہو سم گل میں اوکٹھیر پر وبال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا
مین چلا جاؤن تو گل توڑ ریو توا ی گلچین
کیجیے رنجہ قدم باغ تلک نفر سے
شاخ گل ہاتہ لگی گی تو تراشونگا قلم
وصل گل آئی ہے کیا بہولی ہوئی تہی جیسے
شاد و دو دن ہی وو دن ہی تجگین ملول
مرگئی فرقت گلزار مین نالہ کرکے
داخل طبق عشاق ہے جہرہ اوسکا

دیکھون کن آنکہو سے صیاد و ملال بلبل
گل ثابت ہوا گر صدق مقال بلبل
لاؤ مصرف مین زر گل تو ہے مال بلبل
جان صیاد یہ پڑ جاے وبال بلبل
آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل
گل کو دیکھا تو نہ بہا مجھکو خیال بلبل
مجھسے دیکھا نہین جاتا یکا ملال بلبل
پوچھے گل سے ذرا وجہ ملال بلبل
آج لکھنی ہے مجھے صورت حال بلبل
دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل
کٹ گئی یون شب تار فرقت و مہ سال بلبل
اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
لکھی ہین قسمت گل مین خط و خال بلبل

آنکلے ہین مانند صبا سیر چمن کو
جاسا تہ اسکی جو تجہو جا اسے بلبل
رخسارۂ رنگین کے تصور میں ہوا ہون
لو قیمت بلبل میں اگر دو کوئی صیاد
اوتا تو رخسارۂ رنگین کی ہوا مین
بلبل کو قفس کے لیے لا وے لگا
افسوس ہی کیا خاک اڑائی ہی جوان نے
گو نام و نشان مٹ گیا پیا دو ہی مجکو
نا واقف مطلق ہی یہ ان سے
پر دہ جو رہتا نظر آتا نہیں اسکا
الیسی بلبل سے نہ تا یہ لیت ہوا

نقصان ہی بلبل کا نہ مضر گل
رہتی ہو صبا اسکی طرح ہمسفر گل
بونا ہیں ہی گو سے یا ای شہر گل
بلبل کی طرح ہو گو آگر بال و پر گل

گلگشت چمن تمکو مبارک رہو اپنے
سودای گلستان ہے سر میں نہ سر گل

جا نین راحت کو نہ آگاہ ہین ایام سے ہم
نکہ مضمون خط زلف مین ہین گرد لہا
زند مست بلا نوش ہین ہا
وہ ہی وقت ہی آگاہ
چمن ہی ہی نہ کبھی
زہر کہانا ہی گا تجکو جو ہی سمجھے

جیسن گنج قفس میں ہیں کی دام ہم

۵۵

یاد ایام کہ اک سلسلۂ زنجیر سے تھا
ہم تری یاد سے بھولے ہوئے یاں یاد رہے
سخت جانی کا برا ہو نہ گلا کٹنے دیا
تیلیاں لوٹ گئیں قفس کی جو ابھی پر نہ بندھے
آ کے گل امید بہار دیکھ
ہیں تیرے مظلوم ہلاک کر جو ابھی آگئے
خدمت گل میں صبا آ کے نسیم
رات دن اٹھتے ہیں جو ہر انگار سے
ہے یقین جب سے بھی نہ وفا سے
یہ بھی ہیں پارۂ دل وہ ہیں آگ
آدمی زاد تو کیا چیز ہے
مژدہ پہنچی تھی اجازت پرواز
خانۂ ویرانی کا ابھی نہیں کیا
آپ کو بھول ہیں نہیں

اتنی مدت سے جو پہنچے پر تو آزاد سے ہم
پھر کہیں گی نہیں گذری جو تری یاد سے ہم
سخت شرمندہ ہوئے خنجر جلاد سے ہم
رشتہ بیتاب ہیں فصل الفت
اک تو بیت گلشن ایجاد سے ہم
کھو دکر ہمیں گردن
آگ خانہ صیاد سے ہم
کس جلا دینے میں عشق سے برباد ہوئے ہم
اک جہاں جیتے ہیں اگر تو قاتل
کم ہمت نہیں شیخ اپنی ہی اولاد سے ہم
دل لگا ہے تری شیریں سے فرہاد سے ہم
رخ خستہ سے ہو گل شمشاد سے ہم
پھر تو ہیں کسی کی ہوا خواہی میں برباد سے ہم
یاد کیا کہیں جو غافل ہوں تری یاد سے ہم

فرق ہے ذرہ و خورشید کا اے رشک صبح
شعر میں تیرہ کو ہے کبھی استاد سے ہم

شتاب لکھی تمنا نے رخ نگار قلم
ضرور تھا کلف ہے مشق تو خط کو
کہاں تلک نہ لکھی حال شوق
دکھائی قطعۂ گلزار کی بہار قلم
ہے لوح نقرئی ہوئی تو زر نگار قلم
ہوا کے گھوڑے پہ کتک ہے سوار قلم

۵۶

[illegible]

ہمیشہ ایک سا عالم ہے باغ ہستی میں — کچھ اس چمن کی بہار و خزاں نہیں معلوم
سنا ہے آتش گل نے جلا دیا گلشن — سمجھا کہ خاک ہوا آشیاں نہیں معلوم
جلا جگر کہ ہمارا دل ہے سوز فرقت سے — کہاں سے اٹھتا ہے ہر دم دھواں نہیں معلوم
نہ آیا وادی مجنوں میں ناقہ لیلی — کدھر کو لے گیا ساربان نہیں معلوم
سمجھ کے حق سگ یار اوڑ گیا شاید — ہمای کھا گیا کیوں استخوان نہیں معلوم
ہر اک کا عیب چھپاتا ہے یہ کہتی ہے — کر گئی کیا مری چشم زباں نہیں معلوم
چمن کو چھوڑ کے بلبل ستم ہے گلچیں کے — کدھر کو لے کے گئی آشیاں نہیں معلوم
یہ آرزو ہے کہ اس رنگ سے ڈوب مروں — تمہارے چاہ ذقن کا نشاں نہیں معلوم
تری جناب سے ای دوست ہے جہان آگاہ — وہ کون ہے جسے یہ آستاں نہیں معلوم
نظارہ گلشن ہستی کی روز کرتا ہوں — پر اس چمن کا مجھے باغباں نہیں معلوم
برنگ نکہت گل ہم ہیں خانہ زاد چمن — قدر ہے اپنی مجھے باغباں نہیں معلوم
کرم کرو کبھی اس دشت خار و خس پہ بھی — ہمارا برق کو کیا آشیاں نہیں معلوم
جہاں کی ہو مری مٹی وہیں سے پہونچا — وہ ہنر نہیں مجھے ای آسماں نہیں معلوم
نہ شکوہ ہے کبھی نہ ادا ہے شکر ہوا — خدائی ہے مجھے کیوں زیاں نہیں معلوم
ہر ایک پاؤں ہے راستہ وہ ہر کیا ہے جست — رواں ہے کس لیے آب رواں نہیں معلوم
نکر [illegible] رندان خموش ہے واعظ — وہ کس کو چال ہے ہے مہرباں نہیں معلوم
پھرا ہے سینہ تری خنجر کا جیسی کیوں آ ترک — ہوئی ہے کس لیے یہ تیر کماں نہیں معلوم
یہ ہڈیاں نہ پسیں آسیای چرخ سے بھی — ہے میں کس کے مری استخوان نہیں معلوم
ہمیشہ رہتا ہے سرگشتہ راست بازوں سے — خلاف انسے ہے کیوں آسماں نہیں معلوم

۵۷

[illegible]

کس طرح کاٹین تا سحر ہر دم شب تیغ | ہات سو کہو بیٹھی ہین ہم رشتہ تدبیر ہم
سر تہ خنجر تہا آنکھین تہین نزع چلا تہا | صحر تہی اللہ اکبر کیا دم تکبیر ہم
عالم ہستی مین باہم دو تن غلان ہین سہے | حق صحبت کس طرح سہو لین تیرا تغیر ہم
ہو نہ سہی پرواۓ گردہ تو نہین کہا کہتا پریا | بوسہ لینے کی سمجھے تھے ہین یہ تعذیر ہم
پاس آ کر نہ دیکھا مرگیا یا زندہ ہے | دیکھتا کس شک لب پرواۓ ہین نخچیر ہم
عشق کا شہرہ ہوا اور حسن نے پکڑی بھی | خلق مین رسوا ہوۓ مجرم ولی تقصیر ہم
شانہ کرتی گیسو کو جا نہین دیکھا غیر کو | کس سے پوچھیں اوس نشان خواب کی تعبیر ہم
وقت دیدن ہین زیادہ تر تیر کے جال | ہین سپاہی رکھتے ہین خاصیت شمشیر ہم
اے تو یوسف کی زبان کا بھی اتر جاتا رہا | ہوتے ہین برعکس لیکن جب خواب کی تعبیر ہم
دیکھکر اوس غیرت گلزار کو سکتا ہوا | بن گئے ہین بلبل گلدستہ تصویر ہم
بخت برگشتہ لوگی برعکس تاثیر عمل | جب لگے پڑھنے عزیمت ہوگئی تسخیر ہم
بیٹھے رہتے تھے مہ تن گوش مرغان سحر | کھینچتے تھے جب لو نہین نالۂ شبگیر ہم
عفو کر تیری رحیمی کا یہی ہے مقتضا | قائل تقصیر ہین مستوجب تعذیر ہم
پڑہتے تھے سارے ملک تسبیح پر اپنی درود | عالم ارواح مین بھی تھے یہ خوش تقریر ہم
اوسکی آمیزش ہی زلف باعث اپنے جرم کا | کرتے ہین وابستہ شوق عفو مین تقصیر ہم
آنکھ اوٹھا کر اگر چشم سیاہ یار پہ | حلقہ ہاۓ زلف سمجھو دام آہو گیر ہم
صورت معنی عیان ہو اپنی ہر اک بیت سے | شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر ہم
غیب سے ہوتے ہین یان مضمون الہامی عطا | کرتے ہین گویا زبان بازیچہ تقریر ہم
شیخ ناسخ حفاظ آتش کو سوا افضل نہ | شاعران ہند مین گنتے ہین طفل صفیر ہم

[illegible marginal notes]

رہنا الفت بت سے چھوڑو اللہ کو مانو
کعبے کو چلو قصد کلیسا نکرو تم

دل کو پھر کاکل میں الجھاتے ہیں ہم
جب تری فرقت میں گھبراتے ہیں ہم
یاد آتے ہیں وہ عارض پھول سے
ای اجل آ جلد خدا کیواسطے
کل کہہ آئے تھے نہ آوینگے کبھی
کر سکے گی تو نہ اپنی ہمسری *
ہم پہ بہتان اوسکی الفت کا ہے
جان ندی ہوگی کسی سے روبرو
ہم نہ ہوسنگے تو پھر پچھتائیگا
دل کسی صورت سمجھتا ہی نہیں
وصل کی باقی ہیں کیا کیا منتیں
ارتباط آپس کے اب موقوف ہیں
وصل میں بھی یاں ہے عالم ہجر کا
یاد آتا ہے وہ مکھڑا چاند سا
کھینچکر لاتے ہیں کوئی یار سے
کہکے وعدہ گھر میں آنے کا کیا
زلف کی تعریف جب کرتا ہے [illegible]

سر پہ پھر روز سیہ لاتے ہیں ہم
سر کو دیوار میں سے ٹکراتے ہیں ہم
باغ میں جا جا کے گل کھاتے ہیں ہم
زندگی سے اب تو گھبراتے ہیں ہم
بے بلائے آج پھر جاتے ہیں ہم
تو تو چل باد صبا آتے ہیں ہم
لے تری سر کی قسم کھاتے ہیں ہم
یہ تماشا تجھکو دکھلاتے ہیں ہم
مفت تیری بات سے جاتے ہیں ہم
تا بمقدور اسکو سمجھاتے ہیں ہم
چٹکے دیکھا ہو نہیں بند ہوتے ہیں ہم
وہ ہی آتے ہیں نہ واں جاتے ہیں ہم
اوسکو پاکر کھوئے سے جاتے ہیں ہم
چاندنی راتوں میں چلاتے ہیں ہم
واں تو جا کر پاؤں پھیلاتے ہیں ہم
آپ سے باہر ہوئے جاتے ہیں ہم
سانپ کی مانند بل کھاتے ہیں ہم

پھر تو پھر وہ بھی ای جنگ کہن بیٹھے ہیں
باغ جنت کی ہوا سر میں نہیں ہے اوسکو
جو تری کوچے میں ای رشک چمن بیٹھے ہیں
[illegible]

مردود بارگاہ ہیں کرے بار کا
دونون جہان مین ہو ساتھا کہین ہیں
مشہور کی جہا مین عشق بازی ہون
ساقی یہ پیمان گھر کیسی کہین ہیں
وہ کون سا مکان ہے جسمین مکین ہیں
بنیدہ ہین جمال پیچ جبین ہیں
معشوق اپنا دوسرا حسین ہیں
بیتاب ہیں مدفون کی
یہ عالم میں بھی وہ بہو کرین
دہرمت ہون جو جپکرین نقش ذون مین
یہ گل کھل رنگ کو روز رون
تماشائی یہ دیدہ کا تماشا

دیکھکر طرز خرام اوس بت چشتی کی ہمیں	پھر کرے سنبھل سے ہوائی ہرن شہو ہمین

چند مطلعین جو لکھی ہین یہ ناشاد و ہوا ہمیں رشار
آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں

یون کس طرح سے وصف خط مشکبو کرین	گلی کرین گلاب سے تب گفتگو کرین
کر لین حضور شعراے مسند جا نگر	ہم بادہ کش جو بیت سبو سبو کرین
منصف جو ہین ہمارا اگر اختیار ہو	بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین
بہتے فلک سے آگ جو پانی کی ہو تلاش	دوزخ ملے بہشت کی گر آرزو کرین
مضمون اوس کمر کے نکالے نئے نئے	عنقا کو باندہ لائین جو ہم جستجو کرین
مجنون کو کس قدر رشک لیلی عزیز تھا	دیوانے ہین جو ہم تیرے کتے کو تو کرین
سودائی کرتا زلف کو عشاق نصیب	حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین
اوس گل کی بو زلف سے تازہ دماغ ہے	عطر گل بہشت سے تو ہم نہ بو کرین
منہ مین زبان نہین ہے یہ نافہ مشک کا	ہم وصف زلف یار اگر مو بمو کرین
رنگ قبول سوختگان کو نہین دیا	دیکھا نہین کبھی کہ گل شمع بو کرین
گلشن مین تیرے جو جا تو جہک جاوین ہین وہ باغ	سرکش بھی تجکو دیکھین تو گردن فرو کرین
ہر دو گلون تو منہ طرف کوئی یار ہو	مومن بعون وقت نزع صحو قبلہ رو کرین
اک مجھ حسین کو رخ رنگین کا عشق ہے	ہم کیا نظارہ چمن و آب جو کرین
جیتے ہین ایک رشک مسیحا کی یاد مین	مردے جواب مین جو بھی گفتگو کرین
کرتے ہین مدعی دہن یار مین کلام	کچھ وہ بھی منہ سے بولے تو ہم گفتگو کرین
ہر شاخ مثل شمع لگے جلنے باغ مین	گل نیز نگاہ گرم جو یہ شعلہ جو کرین

پیچا تو ہو سجے کوئی ایسا حسین نہین
بعد از کلیم بہکی نہ پھر آگ طور کی
کیا کیا ہوا ہین ورنہ جہا مین جلین نہین
ہو گی قیامت وہ قد و قامت ہی ایک دن
کافر ہین اوز جسم کا جلوہ یقین نہین
دیر و حرم مین شیخ و برہمن نیا ہین

٦٠

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انکار کیا کر نکیا تو عصیان کا اپنے زاہد
موجود دو گواہ یسار و یمین ہین

نستادرپہ ترا رہنمودی کیا لیتے ہین
ای شہ حسن فقیرونکی دعا لیتے ہین

توسن عمر نو طے منزل ہستی کی ہے
ہم بھی یاران عدم رفتہ کو جا لیتے ہین

میری ہمراہی مجھے چھوڑ گئی یان ورنہ
قافلہ والے تو سوتون کو جگا لیتے ہین

بھیجئے پیک بنا کر تری پاس ای شہ حسن
سر قاصد کے لیے بال ہما لیتے ہین

سامنا لا کے مصیبت کا پڑے پہ کوئی
آسرا غیر کا مردان خدا لیتے ہین

کوچہ دوست مین رکہ پاون ادب سے غافل
سرکش اس راہ مین گردنکو جھکا لیتے ہین

مدعا پیچ کا مضمون نہین بندہ سکنے کا
کیون وہ بال اپنے سر دن پہ شعلا لیتے ہین

حق تو یہ ہے کہ عجب لوگ ہین مردان خدا
اپنے سر غیر کی ناحق یہ بلا لیتے ہین

شور و شر کرتے یہ ہین ہستی دو روزہ پہ
آسمان اہل زمین سر پہ اوٹھا لیتے ہین

لب بلب رہتے ہین جو شام و سحر دلبر سے
زندگانی کا وہی لوگ مزا لیتے ہین

گرچہ درویش ہین یہ لوگ گدا ہین تو
سلطنت مول ترے در کے گدا لیتے ہین

میری ہمراہی مین درویش بھی سلطان ہو جائے
یان بسیرا سر شام آکے ہما لیتے ہین

جام جم سے او سے رتبے مین سمجھتے ہین زیادہ
بھیک جس کاسے مین تیرے فقرا لیتے ہین

جو گدا ہوتا ہے مدفن پہ حسینو کے کبھی
وان کی ہم خاک کو آنکھون سے لگا لیتے ہین

عیب سے پاک و مبرا ہے کلام ان کا بخدا
جو غزل حضرت آتش کو دکھا لیتے ہین

باقی رہے تمیز نہ خوب و زشت مین
پارس کا ہو جو جوہر سنگ و خشت مین

٦١

پارس وہ کیا کہ [illegible] سنگ و خشت مین
اوسکو [illegible] ہم جیسے پاس مین
شمشیر کی طرح ہے جو جوہر سرشت مین
[illegible] مقام اپنا [illegible] ہین
کعبے مین شیخ اور برہمن کنشت مین
پہرتا ہے کس طرح تو محبت مین دربدر
[illegible] ہماری سرنوشت مین
زوار کو جو ہند مین دیکھا ہوا یقین
دوزخ مین [illegible] بہشت مین

[illegible]

خندہ کرانی زبان پر نہیں شمس کا خطر
منتج تصویر کو اندیشہ صیاد نہیں

لطف گلگشت چمن کنج قفس مین ہے لیے
اتنی فرصت بھی گلستان کا مجھے یاد نہیں

اہم جو کس لیے یہ ہرزہ دری حیرت ہے
عالم مین کوئی سنتا تری فریاد نہیں

دل لگی کس سے کرون کس سے مین بہلاؤن
مر رہے پا نہیں پایا ہے ہو شتا د نہیں

جان کنی بیٹھے ہو اور کوہکنی سنگ جدا
کچھ مجھے دھیان ہی ہے کچھی فریاد نہیں

ہو بس از مرگ ہر اک شہر وفا مین تقسیم
دولت شہر مین یہ حصہ اولاد نہیں

میری مشکل بھی ہے آسان کہ مین قاتل ہے تہ
تیری تلوار لگا بیٹھے جو جلاد نہیں

تا بدامن کوئی ذرہ تو کبھی پہونچے گا
خاک کس کس کی تری راہ مین برباد نہیں

رہ بدیوار چمن کر کے اڑا مجکو
راستا باغ کا صیاد مجھے یاد نہیں

مل رہیگا تجھے اک روز ریاضت کا صلا
ہو نہ مایوس مشقت تری برباد نہیں

دیکہ تکلیف تو ساقی مجھے مینخانہ کی
لائق انجمن عیش یہ ناشاد نہیں

فصل گل مین کیا آزاد قفس سے مجکو
بھولنے کا کبھی احسان ترا صیاد نہیں

جو ہر ذات بھی لازم ہے ہر اک شے کو لیے
موم سا نرم ہے یہ خوئی فولاد نہیں

دیکھون کب تک ہے تجھے صحبت عاشق سے گریز
آخر انسان ہے تو بھی تو پریزاد نہیں

مصرع قد مین تری جا ہے کمر سکتا ہے
اڑ نہین سکنے کا ایسا مرا امداد نہیں

اب رہائی سے اسیری ہی مری بہتر ہے
بال و پر اڑنے کو قابل مرے صیاد نہیں

سامنا ہوتا ہے اندوہ الم کا ہر وقت
اک یہ ہم غمکدہ دہر مین دلشاد نہیں

ہو سکی تیری نہ صورت سے اطاعت کسکی
لائق بندگی خیر یہ آزاد نہیں

ایک سے ایک ہے بہتر جو تری صنعت ہے
قابل امداد کو تیرا کوئی ایجاد نہیں

شادی آپ کو منظور اگر ہو تو نا ہو سو ہو نا
نشان ہو جو گذر جاتی ہین ہی کام کرتی ہین

جگاتی ہین سحر تک رات بہر صید تو رہتی ہین
یہ مجھکو سونی دیتی ہین آپ آرام کرتی ہین

نظر آتی ہین مجھکو خواب مین ای رات بھر کالی
اگر ذکر خیال زلف عنبر فام کرتی ہین

لبالب مے سے کر دیتا لب خشک انکو تر ہو وینا
صراحی کیطرف ساقی اشارے جام کرتی ہین

ہمیشہ لگا ہی جو قسمت مین قفس کا آب و دانہ ہی
عبث صیاد پنہان جال مین گلدام کرتی ہین

نہین دیکھا ہی تجھسا دوسرو وحشی مزاج اے کبک
جو تجھکو دام مین لا ہین ہی کام کرتی ہین

پرستش کی بہت تیری نسمجھا اپنا بندہ تو
سبحان اللہ بھر اب بت خود کام کرتی ہین

نہ پھرتی ہین عاشق معرکوں مین منہ چراتی ہین
عبث ای رند نام عشق کو بدنام کرتی ہین

۶۴

گر تجھے رشک روان لخت جان کہتی ہین
سب بجا کہتی ہین جو اہل جہان کہتی ہین

رخ کو گل قد کو تری سرو روان کہتی ہین
لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتی ہین

مرض عشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتی ہین بعضی خفقان کہتی ہین

جو کہ خو گر ہین تری بو دہن کی ای گل
غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتی ہین

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتی ہین پیہ
گل کو انگارہ وہ سنبل کو دہوان کہتی ہین

یون تیا پوچھیو اوس در کو گہر کا قاصد
کسکے کوچے کو گلستان جنان کہتی ہین

قامت یار کو تبلاتی ہین بعضی شمشاد
اکثر اوس قد کو قیامت کا نشان کہتی ہین

جسنی دیکھا تجھے ای جان وہ جان بر نہوا
اہل دل تجھکو بجا آفت جان کہتی ہین

کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل
یوسف وقت اوسی پیر و جوان کہتی ہین

سنکے کٹتی ہین سخن کو مری حاسد ای رند
اسلیے لوگ مجھے سیف زبان کہتی ہین

آج نوبت ہے کسکے نشان نہین
جا بجا ہین اوس کوچے کے کہان عاشق
کہیت چھوڑین پہ وہ جوان نہین
ای زمین زور سے فشار نہ دے
مردہا ہین تن مین جان نہین
حال دل خود زبان پہ آتا ہے
اختیاری مرا بیان نہین
جبر اس مین ہین تیغ بازی سے
کسکے والی مری زبان نہین
سو تکلم چھوڑدی نہ کہین سنگ یار
فرماتی ہین کہ سمجھون نہین
دل اسلا کس طرح ای صیاد
قفس کا آشیان نہین
نکلی ای کلک ضعف سے
ای وہی ذکر زبان نہین
رند بیجا کرون شکوۂ یار
کچھ دعا باتو بدنام نہین

سرو کی بھی ہیں ... نہیں
ناز پروردہ گلشن ... ہیں
کیا تماشا ہے ... ہیں

۶۴

پاس کیجے تو کچھ بعید نہیں
یار دیرینہ ہوں جدید نہیں

صفت حسن یار کیا لکھوں
حق یہ ہے دید اور شنید نہیں

ہر مہینے گلے وہ ملتا ہے
کون سا چاند ماہ عید نہیں

دوست دشمن ہیں بہرہ ور تجھ سے
کون سا شخص مستفید نہیں

بوسے مانگا جو نامہ بر نے جواب
نامہ شوق کی رسید نہیں

منع ہے اوسکی فاتحہ خوانی
تیغ ابرو کا جو شہید نہیں

چند روز اب تو ہاں بھی لازم ہے
کب تلک [illegible] نہیں

تنگ آئے ہیں اوسکی دوری سے
زہر کھا لیں تو کچھ بعید نہیں

آنکھیں دیتی ہیں مژدہ نظارہ حسن
کر رہے ہیں جنکو شوق [illegible] نہیں

سنکے قاصد جواب لایا ہے
مہر سے مکتوب کی رسید نہیں

کشتہ قاتل کے جنتی ہیں سب
کون ہے جو شہید نہیں

قید کے دن تو ابتدائے جنوں
طوق و زنجیر اب مفید نہیں

قیمت دل میں لونگا خاطر خواہ
مال مفلس نہیں مزید نہیں

طالع بد سے اپنی ہوں خورسند
[illegible] سعید نہیں

آپ انکو [illegible] ہے بند
تحفہ کس طرح [illegible] نہیں

دیکھ لینگے اگر [illegible] ہو
بے بصیرت جو اہل دید نہیں

کربلا کیوں نہو گلی تیری
کس جگہ دفن ایک شہید نہیں

ہو گیا ہوں فراق میں اوسکا
ہے قیامت مجھے جدید نہیں

کیا کرے گی دل شکستہ مرا
شیشہ یہ قابل خرید نہیں

۶۵

شانہ ساں کس طرح سے ہانسا دل صدچاک کو
زلف پیچاں کو تری کیا کیا لپیٹین یاد ہین

سلطنت کرتے ہین باقی اونکی رندونکا ہی
بادہ خوارونکی بدولت میکدہ آباد ہین

ہم سپاہی زادے ہین گر چھوڑ کر گھوڑا مین گلا
کس لیے تیشے سے پھوڑین سر کو کیا فرہاد ہین

مثل لالہ کس طرح رکھے نہ دل انکو عزیز
داغ الفت ارمغان گلشن ایجاد ہین

سلسلہ روز ازل سے ہی ہمین زنجیر سے
تیری زلفونکی قسم عشرت با فرہاد ہین

خوب چھانا ہے دل صدچاک نے بھی شانہ ساں
کوچہ گیسو کو اسکے سارے رستے یاد ہین

ظلم کرتے ہو عبث عشاق بے تقصیر پر
بیٹھنا بے جرم ناحق مورد بیداد ہین

کم سخن کر سہولت ہین پر ہم عبث بھولے ہے رند
نام کو طفل دبستان ہین مگر استاد ہین

سر کو جس مین ہر نہ آرہ تمنا دل ہین
کس لیے ہمسے ہوا اتنا چمن ناشاد ہین

رونق گلشن ہین بیضانہ صیاد ہین
اپنے دم سے تیو گلزار قفس آباد ہین

کلک صناع ازل کی دیکھ رنگ آمیزیان
واہ کیا نقش و نگار صفحہ ایجاد ہین

کیا ہوا گلزار عالم کی مخالف ہو گئی
صورت برگ خزان اوراق گل برباد ہین

کیون نرکھے دل گل امید سے انکو عزیز
داغہای یاس ہجران آپ کی امداد ہین

کاٹتے ہین آہ کر تیشے سے فرقت کا پہاڑ
رشک شیرین یار ہے ہم حضرت فرہاد ہین

حاکم عادل ہو دیگا ہم کو املاک پدر
جائینگے جنت مین آدم کی اگر اولاد ہین

خاک بھی مردون کی جوہر رکھتی ہے اکسیر کے
کشتگان راہ الفت کشتہ فولاد ہین

منتظر وعدہ کا رہتا ہون ہر دم ہر گھڑی
تجھسے جو اقرار کر آیا ہون مجھکو یاد ہین

کس طرح مین ہم اسیر ہین عبث مثل حباب
یہ تو ثابت ہے کہ مشت خاک بے بنیاد ہین

الٰہی جا لگین عشاق موی سر پریشان ہین	تمہاری بھی جو اپنی بال ہو تو ہین بکھرتے ہین
محیط عشق سے ساحل تلک اللہ سے پہنچاوے	ٹہہا دیتی ہے کو قضا جو ان مین بہرتے ہین
چلو ہم بھی شہیدان محبت کے مزاروں پر	زیارت کو فرشتے آسمانون سے اترتے ہین
بحمد اللہ محبت میں زبون جانسے برابر ہی	وہ ہم پر جان دیتے ہین اگر ہم ان پہ مرتے ہین
طبیعت ہوگی برہم محتسب ناحق آپ اولجہین گے	خبر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین
ہو تجھ سی انکو گر تو سمجھین آپسے باہر	تیا ملنا ہے جب یا تیری خود سے گذرتے ہین
گمان ان سے نظارہ سنبل نہین کرتے	نہین کانا ہے جب سے سانپ لیسے ہو ڈرتے ہین
نبایا چاہتے ہین ہم پہ سیری خانہ دل کو	یہ بیت اللہ اکبر گھر خدا کے گھر مین کرتے ہین
تعلق حسرت دیدار کا نا قطع ہو جاوے	گرفتار قفس منقار سے خود پر کترتے ہین
خیال خام ہے ہم کچھ مغرور خوبون سے ملین	بھلا یہ ہیچ کسی کی بیسے گر یہ سے خود ڈرتے ہین
منہ چھوڑ جاتی قرص سیم و زر حیرت ہوتی ہین	نظر ان کو معنی ہے راتدن یا اللہ اترتے ہین
نہین معلوم ان کو نہین کیا حال میری بیقراری کا	غلط کہتے ہین ہم دیتے ہین جنسے ہو ہین بکھرتے ہین
لگا ہے روگ اب تو عشق کا اس جان مضطر کو	جو ہوگی زندگی بیچ جائینگی بالفعل مرتے ہین
ہوا ہے راہ و رسم نامہ و پیغام مدت سے	نہین ہے آنکی اخبار کو سچ جو گذرتے ہین
نجات اس شوخ کو بیجا سے انکی پاکر جائے	[illegible] لب کچھ نکہ جو لیسی آیا ہے وہ کرتے ہین
تمہارا روٹھنا ہے یار کا اچھا نہین دیکھو	سری ہین ہم جو دلبر رکھتے ہین گذرتے ہین

شریک بزم ہین گو دوستون کی پاس خاطر سے
نہ سمجھو انکو زندہ ہین کسی پر رندہ مرتے ہین

نہ دنیا کی خبر کچھ نہ دین کا ہوش ہے سر مین	بھلا یا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر مین

٦٦

سوا ہون داغ کہا کر عشق مین لالہ کی صورت | مرا مردہ لپیٹا جائیگا پہولونکی چادر مین

خدا چاہی تو رشد ابکی در مقصود ہاتہ آئی
توکل کرکی اک غوطہ لگاتو ہون سمندر مین

ازل سی لکہی ہجران عدو لکہی ہی مقدر مین | علاوت زہر کی ملتی تہی مجکو شیر مادر مین
مین کیا جانون چمن کہتی ہین کسکو آشیان کیسا | کہلین آنکہین تو سمجہی آنکہ صیاد کی گہر مین
بلند و پست سی آگاہ ہون ایام طفلی سی | کبہی تہا دوش دایہ پر کبہی آغوش مادر مین
اگر دندان جانان کی مضامین کا خیال آیا | دم فکر سخن غوطہ لگائی آب گوہر مین
جنون عشق کا مجنون سی سو پہنچا سلسلہ مجہ تک | چلی آئی امامت جسطرح آل پیمبر مین
پری دیوانی ہوجاتی ہی تنکی چہنی لگتی ہے | وہ سحر سامری ہی یار کی چشم فسونگر مین
بہونچی ہی بہونچی اپنی صحبت ہوگئی آخر | تہا در خم بادہ پریشان ہی مقدر مین
بجالو تشنگی سی حشر کی ہم بادہ نوشونکو | یہ قدرت کیا نہین ہی عطا تسنیم و کوثر مین
خیال وحشی کی گہر کا جو اپنی گہر مین رہتا ہے | پری استادہ آتی ہی نظر مجکو ہر اک در مین
گلا مجہ سخت جان کا کس مزی سی اسنی کاٹا ہی | زیادہ ہی مزہ لیتہ قاتل تیری خنجر مین
پڑہی جب شعر وصف خال و خط مین تو خوش آئی | معطر ہوگئی مضمون بہی سب مشک و عنبر مین
شہادت کیلیو کافی ہی خون ناحق قاتل | نہین حاجت گواہونکی ہے خونکو محضر مین
دہان یار مین کبہی زبان تو یہ خیال آیا | کسی نے چہوڑدی ہی لال بہی ہی خاتم زر مین
پری ہی یا کہ دیوانہ ہو دونو الغرض خوش ہین | کوئی سونیکی زیور مین کوئی لوہی کی زیور مین
ہوا چشم سیاہ یار پر قابو مری دل کا | پہنسا ہی آنکر شاہین چنگال کبوتر مین
ترا کلمہ پڑہا کرتا ہون گواہی ہے مسلمان ہون | غلط کہتا ہون تو مر جائے مجکو نہین گہر مین

٦٧

صبا کو بھی سامان ہے بہار کی وحشت کا
نظر آتا ہے جو دل کا ہے بہری ویرانی
گیا جو اہر [illegible] میں
[illegible]

ہوا کی طرح اڑ کر جا لگا ہیں جن کے دامن پر
پری بھی پکڑ را ہوگا اگر قصر سلیمان میں

خداوند اسحق نوح اب قبے نا خدا آئی کر
محیط بیکران ہے اور ہری کشتی ہے طوفان میں

ہیا ابر قدر ہے اس عہد میں نا و علی کی
نہ زینت کے مسل یا قوت یا ہے نگیں میں خشان میں

فلک کس ہر کوئی معشوق کر یا کرم سے بستر
کریں ہیں بھی کسی شب ہم پہلو کو زمستان میں

محبوب وحشت دل نو کس دو ہی ہیں جیسے کا
گریبان کر اڑیاں ہر جا خضر ایسے بیابان میں

نہیں بازار الفت میں کہیں جنس وفا داری
متاع حسن ارزان ہے بہت ہر ایک دکان میں

نہ بندی کو نظر جب سے تہا کو یہ بندہ
خدا اسپر کیا رہا جب غرق آیا عہد جہان میں

جو حیران آئی جدا ہر گرا افتادگی شیوہ
نہیں ہیں کس گہر ہنجا ہی قطرہ ابر نیسان میں

وہ بیکس ہوں اگر بے بس ہیں جا نہیں جاتا
دہلی ہی تیر کر آتی ہے جبہ تک ابر باران میں

وفور نشہ عرفان ہی ہر اک مست بیخود تھا
یہ کیفیت اٹھائی رند ہیں نے بزم مستان میں

نفس ہے گرم نہیں ہر دو حکومت جہر جا بانی
یہ یوسف ہی کیسے ہی کیا رہے محبوس زندان میں

بر ہمن بت بہت ہی مسلمان اہل ایمان ہیں
بسر کر اسطرح سے زندگی گبر و مسلمان میں

گدائی حسن کو تمہدار ا کی بوسہ جیبا کر دو
سخی کو اجر ملتا ہے زیادہ خیر جہان میں

ہوائی گلشن ایجاد اگر انصاف سے آتی
جلی تھی دیکیا فرق ہے یعنی کی جا ہے ایمان میں

وہی کھلا رکھا سکو یہی دست ہیں یہ سلاسل کی
دو بار اجسنی بخشا نور چشم پیر کنعان میں

بظاہر گو نہیں ہی دیا نہ پیرا جتنا ہی ہے بیکس
رفو کرتا ہوں لیکن یا رہے ہی گریبان میں

گنا جاتا ہے نہیں ہے سمان کو بہار نہیں
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہے ادسکو خوان الوان میں

سنائی ہے صبا کسکو بہار آئی تو آئی دی
قفس میں قید ہے بلبل ہیں ہیں اب مگر چمن نہیں

[illegible]

صفحۂ ہستی پہ مجھ دلگیر کی حاجت نہیں
اس مرقع میں مری تصویر کی حاجت نہیں

خاکساری کا بھی جوہر کیمیا سے کم نہیں
نفس کشتہ ہو تو کیا اکسیر کی حاجت نہیں

قتل کو کافی ہے میرے جنبش ابرو تری
یہ کمان ہے جسے کچھ تیر کی حاجت نہیں

او مصور کھینچتا کیا ہے تو اوس تیکی شبیہ
آپ وہ تصویر ہے تصویر کی حاجت نہیں

کیسوئی ہے صد زبانی کیا کہوں میں حال آہ
سب تجھے معلوم ہے تحریر کی حاجت نہیں

نشتر مژگان ابرو کے اشارے میں عبث
کام اگر ہو تیری شمشیر کی حاجت نہیں

فقر کی دولت غنی کر دیتی ہے انسان کو
جسکو یہ منصب ملا جاگیر کی حاجت نہیں

بزم ہستی میں عبث ہے جو پتنگا ہیں بگزند
شمع کو تقصیر کی گلگیر کی حاجت نہیں

بے سر انجامی فقیروں کو لیے ہے قفل در
اپنے دروازے کو کچھ زنجیر کی حاجت نہیں

کام آخر ہو مریض درد ہجران کا مسیح
چھوڑ دے تقدیر پر تدبیر کی حاجت نہیں

جو کہ لکھا غیب کا لکھا کاتب تقدیر نے
اس نوشتے میں کہیں تحریر کی حاجت نہیں

قتل اگر مجھکو کیا ہے ذبح کا تو حکم دے
بیگنہ کی لاش کو تشہیر کی حاجت نہیں

میری وحشت کا وہی عالم ہے اب تک اے پری
کون کہتا ہے کہ اب زنجیر کی حاجت نہیں

کاٹتے ہیں آپ آہو آن کر اپنے گلے
او شکار افگن تجھے نخچیر کی حاجت نہیں

کون ایسا ہے نہیں جو عشق کا تقصیر وار
جرم اگر ہے تو کچھ تعذیر کی حاجت نہیں

کیمیا سے جانتا ہوں خشت خاک کوی دوست
میں ہوں مستغنی مجھے اکسیر کی حاجت نہیں

کیا کہوں اے ... صدمہ کہ جو ہجر یار میں
حال ظاہر ہے کچھ تقریر کی حاجت نہیں

... عشق کی درگاہ میں منظور نہیں
یاں سلیمان کو بھی مرتبہ مور نہیں

٦٩

عالم الغیب کو معلوم ہے ... نہیں
عشق ... دنیا ... دو نو
... نہیں طاقت منظور نہیں
... عالم ...
... منظور نہیں
صفت ذات ... نہیں

[illegible]

کچھ زبانی کہیو فرط شوق سے
خط تو اسے قاصد لکہا جاتا نہیں

مستعد مرنے پہ ہون پر کیا کرون
بے اجل آسکے مرا جاتا نہیں

سوز غم سے استخوان اخگر ہوے
کب تک کہاتا ہے ہما کہاتا نہیں

وصلکی شب کیون نہ ہو حیران ہیا
تو تو کہتا ہے میں شرماتا نہیں

جان کا دشمن ہوا ہے اسقدر
مجکو پاکر وہ چھری پاتا نہیں

مدعا کچھ جو سمجھا ہے وہ شیخ
شعر بھی اب مجسے پڑہوا تا نہیں

کیون تصور آپ کا آتا ہی یان
میں تو وان آتا نہیں جاتا نہیں

حوصلہ کرنے لگا ہے تنگیان
ضبط اب مجسے کیا جاتا نہیں

ایک عالم حسن کا دیوانہ ہے
تنکے کس کس سے یہ چھپوا تا نہیں

مجکو آتا ہے کو آجکل ای اجل
چہ چلا تیرا مجھے ہوتا نہیں

بے پیے پینے کی توبہ کی تو کی
کوئی ساقی بھی تو پلواتا نہیں

حسرتیں دلکی نکالون کسطرح
یار کو تنہا کبھی پاتا نہیں

کوچہ ہے اوس چہرہ وش کا یا بہشت
جو گیا وان پھر کے یان آتا نہیں

کیا مزا پایا ہے تونے کیون ولا
عشقبازی سے تو باز آتا نہیں

سوہتا ہے کب تصور یار کا
سانپ کب چہاتی پہ لہراتا نہیں

ہجر کی شب کروٹیں کیونکر نہ لون
کوئی پہلو دلکو چین آتا نہیں

پسند آئی ہے اوسکو سادگی
ہاتھ جے پر افشان بھی چھواتا نہیں

جانتا ہون دل سمجھنے کا نہیں
اسلئے ناداں کو سمجھاتا نہیں

ق
کیا سمجھ کر مجھسے فرماتے ہیں آپ
میرے گھر میں کیون تجھے اب آتا نہیں

گلشن بغیر یار ہے کنج قفس سے تنگ
سودائیوں ہو عشق میں کرتو ہیں پیا شور
کہتا ہے سرو غیرت شمشاد ہو مگر
بیلی تمہاری چھکو وکھی ہے جیسے جان
رکھتی نہیں شریک وہ ذات و صفات کا
ہر طرح خاکسار ہیں رحمت کی مستحق
نام خدا جمال ہے اونکا کمال پر
یکساں ہے مرتبہ میاں اکسیر خاک کا

ہمتو بڑی عذاب میں اے ہمصفیر ہیں
جیسے ہیں آپ ویسے ہمارے مشیر ہیں
آزاد ہیں وہی تو تمہاری اسیر ہیں
او سدن سے اوس کلیر کو اور فقیر ہیں
واللہ مثال ہیں جو وہ بے نظیر ہیں
ہم کشت خشک ہیں جو وہ ابر مطیر ہیں
چودہ برس کا سن ہے وہ بدر منیر ہیں
ہمت تو بادشاہ کی ہیگو فقیر ہیں

صحبت برابر ہو کہ نہ ہو رند دیکھیے
ہم پیر ہو چکے ہیں وہ طفل شریر ہیں

تجھ سے لاکھوں گھوڑ مارے ہیں
اوسنے سر راہ میں شرارے ہیں
جتنے بھی جوڑتے ہیں سب یہ قدم
قوت ہے مہر سپہر حسن و جمال
اختیار آپ کو ہے حضرت عشق
ہجر کی شب گزند دیتے ہیں
جگر و دل جلا کے خاک کیے
سحر غم میں اک آشنا کے لیے
چھوڑا و حسرت ہم آغوشی

پر ہم اونکے ہیں جو ہمارے ہیں
چھوٹے کنج کے ستارے ہیں
اتنو ہم نے قول ہارے ہیں
اور سب ماہ رو شرارے ہیں
سب کرشمے غرض تمہارے ہیں
نیش عقرب ہیں جو تارے ہیں
تب ہجراں کو کیا جھارے ہیں
سنے کیا ہاتھ پاون مارے ہیں
لگ گئی گور کے کنارے ہیں

اپنے اللہ کو پکارے ہیں
برطرف سرو جان و دل جتا دینگا
سو کہاں ہیں سوا شمارے ہیں
ہم ہیں اور غم سے داغ ہر دل پر
وہ سے گلگشت ستے نظارے ہیں
دلبر سے ساختہ ہیں گیسو یار
نہ بنائے ہیں سنوارے ہیں
شمع تربت مری بجھاتے ہیں

نرسے ہے حوصلہ رقیبوں کو … آزما لیں جو آزماتے ہیں +

خشک کیونکر نہوں گہن کیطرح … دردو غم مجکو کہائے جاتے ہیں

زندگی میں بہی ہے فشار قبر … میرے پہلو مجہے دباتے ہیں

گرے شیشہ نہ دست ساقی سے … مست ہے پاؤں لڑکہڑاتے ہیں

سچلے دیتے ہیں کہتے ہیں گل کہا … گریباں کرتے ہیں جلاتے ہیں

یاد آتا ہے گشت کوچۂ یار … جب طواف حرم کو جاتے ہیں

پہوٹیں آنکہیں خون ہو یہ دل … مجہپہ آفت ہمیشہ لاتے ہیں

غل ہے زنجیر کا کہیں شاید … لڑکے دیوانوں کو ستاتے ہیں

جب وہ دامن ملا جو وحشت میں … چہیڑتے ہچکیاں اڑاتے ہیں

شوق دیدار و حسرت گفتار … کوبکو دربدر پہراتے ہیں

حال دیوانگان عشق نوچہ … تنکے چنتے ہیں خاک اڑاتے ہیں

آپ کو کہوتا ہوں اوسے پاکر … ہاتہ اور پاؤں بہول جاتے ہیں

کرتے ہیں زلف یار میں شانہ … سانپ کو ہاتہ پر کہلاتے ہیں

دیہ چکا ہوں میں اپنی جانسے ہاتہ … آستین وہ مجہت چڑہاتے ہیں

درد دل جب بیان کرتا ہوں … دانت میری زبان دباتے ہیں

جادۂ صحرائے عشق کے اے رند
سانپ بنکر مجہے ڈراتے ہیں

ہے مجوم غم تشویش پر دل میں نہیں … منتشر میرے حواس خمسہ مشکل میں نہیں

آتش افروز یکی اوگردون ہوا دل میں نہیں … کچہ سوا خاکساری آب و گل میں نہیں

طی نہیں ہوتی کسی سی گفتگوی حسن عشق
ایک لا حل مسئلہ ایسا مسائل میں نہیں

جو تصور میں نہ تھی وہ کر دیے سامان وصل
معجزہ کیونکر کہوں میں عشق کامل میں نہیں

زار ہی سینہ پہ جب زور سے جھٹکا دیا
او ہیر و پھیر یہ دیوانہ سلاسل میں نہیں

کسکے آگے رونا تنہا نغمہ پیرائی کرون
ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل میں نہیں

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان ہو رہے ہیں
کتنے جا جا کے وہان خوب نہیں آ رہے ہیں

مبتلا تھے تیرے افلاک کے سب تارے ہیں
جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہیں

مضمحل ہجر میں اعضائے بدن ہو رہے ہیں
اے اہل زینت عجب ہم مارے ہیں

ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہنچیں گے
تھک گئے تھک گئے ہمت نہیں ہارے ہیں

اسکی بخشش نہیں پابند عمل او واعظ
وہ کرے رحم تو اک بات پہ چھٹکارے ہیں

جھونکے دیتی ہے پس مرگ بھی بیتابی دل
تیری کشتوں کی جنازے نہیں گہوارے ہیں

آج تک میری ارادت میں کچھ فرق نہیں
ابتلک حسن سلوک اسکے وہی سارے ہیں

دمبدم قطع ہوا جاتا ہے کیوں نخل حیات
آمد و شد یہ نفس کی ہے کہ دو آرے ہیں

یہ چلن ہے یہ چلن ہے کہ پھسلا جاتا ہوں
جگر و دل ہیں یہ پہلو میں کہ انگارے ہیں

ہیں یہ از قند و نبات آپکی میٹھی باتیں
لب شیرین نہیں گویا کہ شکر پارے ہیں

یاد ایام کہ رہتا تھا شب و روز وہ پاس
اب وہ اخلاص کہاں دور کے نظارے ہیں

کوئی بلبل بھی نہ دار ہے ہمسا صیاد
چھری کیا کیا تری آنکھیں چمکارے ہیں

اسکے بیٹھی ہوئی ہیں وصل خدا سے اپنے
سر نہ اٹھنے پائے دشمن کا وہ گھن مارے ہیں

نگاہ بیگانہ تری کام بھی آ جائیں گے
آج اگرچہ تری الفت میں نکارے ہیں

۷۳

ہاتھ اوٹھتی ہین گریبان سے نہ پا زنجیر سی
پاس رسوائی ہی سکو ضبط یاں سکن نہیں
جسطرف کو دیکھیے جلوہ ہین یوسف لقا
کرد یا رشک گلستان جسم کو کہاکی گل
آتی ہی کرنی ہو جانیکا ارادہ وجہ کیا
رنگ شاخ بار ور جھکتا ہی ہر دم جھکے سے
کشتی صہبا ہی سنکلونکا ہی ساقی نا خدا
ہنستے ہنستی مر گیا جسنے نظر کی سوی بام
پانو مین بھی طاقت رفتار تا آشنای گراہ
دوسرا اچھا کوئی مرد گفتہ دین نہیں
اک نرالی ہی نرالی ہی تمہاری بول چال
شوق جیسے یار کو پہولونکی گہنے کا ہوا
قبر مین بھی جاونگا تو ساتہ جائیگی مرے
خود بخود ہمین جہد ہمین جہل شایستہ نہین
یون نہین ہنسنی کا بدلی کا جہان کا انتظام
نذر تیری کر چکا ہون مین گریبان سے کہاں
دوستانہ گفتگو بہی وسکی بی پہلو نہیں
مختلط ہو او جسکے نام سی تہا ننگ عار
ہر رگ گل بی ست ہی تر ہی جمال یار سے

اجکنون مدت سے میری دست پا بیکار ہین
تم اگر مجبور ہو مشغول تو ہم ناچار ہین
ہند کی کچھ بھی نہین ہین مصر کی بازار ہین
اپنی آغوش کی بدولت آپ ہم گلزار ہین
سوچتی تو کیا ہماری آپکی اقرار ہین
کانکی کیتی نہال قد یہ اوسکی بار ہین
فصل گل مین سیکڑونکی آج پیری پار ہین
یار کی کوچی مین ہمین تو در و دیوار ہین
پہونچی جب چاک گل مین اوسکی پہر دیوار ہین
قابل تسبیح ہین لائق زنار ہین
والہ گلزار ہین وارفتہ رفتار ہین
موتیون کی ہار کی پھولون کی گلی کی ہار ہین
حسرت لذت وہ حرمان نصیبی رفتار ہین
موئی گیسوی بتان بیساختہ خمدار ہین
کل ہی مجبور ہونگی آج جو مختار ہین
یادگار ہو سکل ای جنون کچھ تار ہین
ضمن مین اقرار کی سو طرح کی انکار ہین
آسکی نامحرم تہی جواب محرم اسرار ہین
صورت شطرنج میری دست پا بیکار ہین

جب سے کیا ہے عالم تجرید اختیار
حور و پری کا بھی کبھی گھر میں گذر نہیں

دن رات ایک حال ہی شوریدہ حسن کا
رخسار یار کی ہیں یہ شمس و قمر نہیں

حیرت کدا ہی مقام مرقع جہان کا
اس عالم میں کسی کی کسی کو خبر نہیں

صدمہ اوٹھا ہی عشق کا یہ جو سلسلہ کر
وہ دل نہیں ہمارا اب وہ جگر نہیں

وابستہ زندگی ہی مری اوسکی عشق سے
ہی رشتہ حیات تمہاری کمر نہیں

آنکھوں کی روشنی ہی گئی ساتھ یار کے
کچھ سوجھتا نہیں ہی وہ پیش نظر نہیں

موجود دونوں ہیں بہ نزاکت سی ہیں نہاں
کہتا ہی کون اوسکی دہان و کمر نہیں

تاریک تار ہی مری نظر میں جہان ہے
اندھیر ہی جو پاس وہ رشک قمر نہیں

ایام التیام پذیری کے جا چکے
ناسور اب تو ہو گیا داغ جگر نہیں

دانستہ ہو رہا نہ تجاہل سے یار کو
کیونکر کہوں کہ حال کی اوسکو خبر نہیں

تشبیہ کیا میں دوں قد بالای یار
کوئی نہیں ہی سرو کی ویسی کمر نہیں

حد تو سی یار کی ہی ہمیں عشق بھی بسر
واللہ پاکباز ہوں میں بد نظر نہیں

کہہ رہا گیا ہوں وادی الفت میں کیسے رند
برسوں گذر گئے مجھے اپنی خبر نہیں

سکھلا گئے ہیں بلا تیں ہیں ناکہ پیار کریں
جو بات نا تو ہمنت ہزار بار کریں

ہے بات کیسی ہیں بیکار کچھ تو کار کریں
ہمارا آئی گریبان تار تار کریں

کہاں سے لائیں اب اوسکو جو بیقرار کریں
تسلی کیا تری او جان بیقرار کریں

وہ ربط تھے ہمیں باتیں جو تمکو یاد کریں
ہزار طرح سے جو جبر اختیار کریں

گرا دے سیل غم اے صبا دیوار کی
خراب خانہ تن چشم اشکبار کریں

75

حسرت بوسہ مین بیمار ہوا ہون جب سے
دی تو عناب لب زلف نے ز مجھ ان مجھکو
آب حیوان سے کی تشنہ قفس مین لاکر
چھوڑ و حسرت و در گلستان مجھکو
وا اور عاشقان کرچکی مجھی بجا رستہ
اپنی جمال سی دیکھا پشیمان مجھکو
تو نشست وصل تو اغیار کا حصہ ٹھہرا
زہر دو کہول سے تو مرا سام ہجران مجھکو
سر فروشون مین ہون شیوہ مرا جان نثاری

او پری ہر وقت پڑتی جو نکر آہن سحر
وہ ہونٹھ ملتی ہین آنکھوں پہر نظارہ روی نگار
دیکھتی کس کو پہنسا تین سمجھ لیا ہین کیسے
صورت نا تو مین قسم بہرا ہون انکا ویکہا ہین
خیر تو ہی کیون نظر آتی ہو مرجہاتی ہو
پہر گیا ہی کرا ہسی آکر عبادت کو مسیح
روی رنگین قد موزون کا تیری شہرا ہوا
دیکھ آتی کسکی انداز خرام ناز کو
عالم رویا مین شب کو بار دکھلا تا ہے سکل
بڑ گیا ہی پیچ ہیر چال دل کس سی کہین
یار نا ہیر مین نکل تا ہی چلکر میری پاس

زلف لی مین پہنچی ہی زندان کی دیوار اندنون
پھیلا ہی کنتھکیہ پہر شوق دیدار اندنون
لٹ بیٹھتی ہین پہر بہت گیسوی خمدار اندنون
ہی گ جان سی زیادہ مجکو زنار اندنون
صورت برگ خزان ہین گل سی رخسار اندنون
اولٹی دم سب لیے رہتی ہین اسکی بیمار اندنون
گل سی بلبل سرو سی قمری ہی بیزار اندنون
کب طاؤس اپنی کیون بیٹھی ہین رفتار اندنون
خواب مین آتی ہین اسکو بخت بیدار اندنون
ہین کٹی کل کی ہندی مین گرفتار اندنون
چاندنی راتون سی بہتر ہی شب تار اندنون

کہول ڈالو اب کمر سی تم بہی ہتیار زنگور ہند
بید کی لکڑی سی ہی بیقدر تلوار اندنون

کیسی ہی حسرت دید رخ جانان مجھکو
تنگ زندان سی ہی یہ صحن گلستان مجھکو
دہجیان کی اڑا دی لی سی دست جنون
دیکھی جب لعل گہر بار کی تکرار مین دیا
یاد فرمایا ہی وس حور نی دعوت کی ہے
میری حیرت یہ ہیشنو کو ہوا ہی سکتا

دیکھ لینے دی ذرا دیدہ حیران مجھکو
لی نکل وحشت دل سوی بیابان مجھکو
تنگ پہانسی ہی بہجتا ہی گریبان مجھکو
آ گئے یاد تمہاری لب و دندان مجھکو
صاحب خانہ نی بلوایا ہے مہمان مجھکو
دنگ ہین آئینہ رو دیکھی حیران مجھکو

چاندنی کا رنگ کرتی ہے زخم دل پہ
زندگی تلخ ہے تجھ بن مہ تابان مجھکو

پاس ہے زیست سے اے موت اوٹھا لے آکر
اوڑ گیا چھوڑ کے وہ عیسیٰ دوران مجھکو

پھنس چکا ہون تو چھٹونگا نہین یا وہ لپیٹ
پیچ پر پیچ نہ دے گیسو پیچان مجھکو

لکھدیا عشق و محبت کا علاقہ تیرے نام
آج سمجھا یہ تہ حسن کا قربان مجھکو

زندگی ہو گئی تو بیچ جاؤنگا آزاد
آ کے لپٹی ہے بلائے شب ہجران مجھکو

کر گیا برف مین کیونکہ نفس سرد بہار
پھونکدے پھونکدے او نالۂ سوزان مجھکو

سرمگین چشم کی الفت نے کیا ناطقہ بند
دین نہ تکلیف سخن رند سخندان مجھکو

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو
یہ چور گھات مین بیٹھا ہے مال لینے کو

ابھی ہے عازم جنت اگر یہ حسن پرست
چلین فرشتہ صاحب جمال لینے کو

ضرور چاہیے مستو نہین اک نہ اک ہشیار
وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو

تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن مین
خدا کی آنکھین ہین یان دیکھ بھال لینے کو

عبث نہ تیز کرا او ترک خنجر و شمشیر
نگاہ بس ہے کلیجا نکال لینے کو

کھلا یہ غمکدۂ دہر مین ہے پیچکر حال
عدم سے آئے ہین پیچ و بال لینے کو

پیادہ مانگ دلا آہ دردمندان سے
[illegible] وبال لینے کو

سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے ہلے
مین آپ جاؤن جواب سوال لینے کو

یہ مین نہ ما لیے آیا ہون دور سے مشتاق
بلائین آپ کی خستہ حال لینے کو

شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے
ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو

لگا یہ داغ تجھے کب نور دہ سے ماہ
کہ ننگ جانتے ہین باکمال لینے کو

[illegible]

کچھ آج کل سے تساہل نہیں طبیعت میں
قدیم خو ہے تغافل کی سیم بر کو

حسین بند تمہارا جو یاد آیا ہے
تمام رات میں پیٹا ہوں سینہ و سر کو

پڑی رہینگی گلی میں لپٹی سینہ خاک
تمہاری واسطے برباد کرینگی گھر کو

خدائی جاتا تو کلمہ پڑھینگی وہ بت بھی
دکھاؤں گا میں مسلمان کرکی کافر کو

دہن کیواسطے ظلمات خط میں دل ہے تباہ
تلاش چشمۂ حیوان کی ہے سکندر کو

پس از فنا جو یہی شور شین جنون کی رہین
تو اوٹھکی پھوڑ دینگا سنگ مزار سی سر کو

بھری محبت گیسوی یار صانع نے
بجای مغز یہ سودا دیا مری سر کو

قضا الٰہی سے اہل قبور مجکو بھی
جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ذرا سر کو

ہوئی سیاہ جگر گنہگار عشق زندان میں
سنا ہے مین نے ستمگر نے چین یار در کو

غرور حسن ہوا ہے حسین ہوا خود بین
بنایا آئینہ کیون کیا کہون سکندر کو

کسیکے ساتھ کی منہ واریان جو یاد آئین
رہا نہ آپ میں منہ سی لگا کی ساغر کو

ڈرا تی ہو کسی مرنی سے کون ڈرتا ہے
میں آپ پھینک دون کاٹی تو لگاکر سر کو

جواب لونگا صنم سی سوال کا اپنے
خدا کی حکم سے گویا کرون کا پتھر کو

سنبھالو آپکو اے رشد ترک عشق کرو
کہان کا روگ لگایا ہے جان مضطر کو

ضبط نالے کو کرون ہر دم کہ روکون آہ کو
مجھسے اب چھپتی نہیں کب تک چھپاؤن چاہ کو

دشمن جانی بنایا اوس بت دلخواہ کو
شکر ہے بہتر ہے یون منظور تہا اللہ کو

کوچۂ الفت بھی دل ہی کوئی طرفہ مقام
یان تکلف کچھ نہیں ہے تا گدا سی شاہ کو

ماجرائے عشق بت ناگفتنی ہے کفر ہے
حق کہون گا تو بری لگ جائیگی اللہ

آجاؤ بس اب اوسنہ ای یار دکھاؤ
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

عالم ہی سوی ہجر مین یان جوش جنون کا
صحرا بھی دکھلاؤ کہ گلزار دکھاؤ

فردای قیامت کا نہ اقرار کرو جان
تو حشر سہی آج ہی دیدار دکھاؤ

عاشق ہین بہت ایک تو جنکو کوی بھایا
آئینے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ

عالم نظر آجای بہار اور خزان کا
ہم زرد ہون تم پہول سی رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو
تل ٹوہانک لو اور ابرو خمدار دکھاؤ

ہر دم متقاضی ہی یہی حسرت دیدار
پہر ایک نظر جلوہ دلدار دکھاؤ

قربانی ہو عاشق ہین سر تجہی ہزارون
ایجان زیادہ نہین دو چار دکھاؤ

عشق ابرو و مژگان کا بتو ساتہ ہی کم
خنجر مجھے دکھلاؤ کہ تلوار دکھاؤ

مین قبر سی بہی رند یہی کہتا اوٹھونگا
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

اوس ترک بار کو جو ذوق شراب ہو
ساقی ہی بی مسیح قدح آفتاب ہو

آمادہ میری قتل پہ قاتل شتاب ہو
چھوٹون عذاب سی مین تجہی بہی ثواب ہو

اک ترک بادہ نوش کی فتنی جگی ہی جان
ہو لو تمہین میری جگر سے جام شراب ہو

نوبت نہ آئی اورونکی ہون وہ گنہگار
پہلی جو سب سی حشر کو میرا حساب ہو

ساقی پلا شراب جو کیفیتین اوٹھین
مجھکو بہی ہو سرور وہ بت بیحجاب ہو

رسوا کیا اوسی بہی مجھے متہم کیا
او عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو

چلکر چہرہ پاؤ تبرہ عاشق کی اپنی ہو
روح اوسکی شاد ہو وہ تمہین بہی ثواب ہو

مرجاؤ مین تو گاڑیو سب سی جدا مجھے
مجہین ہو نشر مردی جو مجہپر عذاب ہو

۸۰

مجکو بھی یاد ہین فقرے جناب
جوڑا مہندی کا پہنایا نہ کرو

خود ہین دمساز ہون ہی دمیان کبھی ہم
مجکو فقرون مین اڑایا نہ کرو

ہوش مین آؤ پڑیا دو تم
مجکو دیوانہ بنایا نہ کرو

ہم لہو تہوک کے مرجاینگے
لالی ہونٹون پہ جمایا نہ کرو

لوگ سودائی ہوے جاتے ہین
دہڑی مسّی کی لگایا نہ کرو

ہونہ انگشت نما مثل ہلال
جان تو چندی مین جایا نہ کرو

اسے اجیرا سے خدا کو مانو
کعبۂ دل کو تو ڈہایا نہ کرو

مین تو حاضر ہون فدا ہونے
تم کرو مجسے دغا یا نہ کرو

دیکھ کے دریا مین ہبو کاسی تہ
آگ پانی مین لگایا نہ کرو

سمجے خلوت کی ملاقات رہے
روز جلوت مین بلایا نہ کرو

واسطے ہندسے کی بدنامی ہے
جان صحبت مین بٹہایا نہ کرو

دیکھنے والون کی جانب دیکھو
اسطرح آنکہ چرایا نہ کرو

شرم بیجا ہے برا کرتے ہو
اچھی صورت کو چھپایا نہ کرو

جاؤ دریا پہ نہ تم غیر کے ساتہ
اسپے بیٹہے تو لڑایا نہ کرو

دانت پیسا نہ کرو عاشق پہ
جان [illegible] چبایا نہ کرو

چار دن وصل مین غیر لینے دو
آٹہ آٹہ آنسو رلایا نہ کرو

لوگ بد وضع کہین گے تمکو
میلے ٹہیلے کبھی جایا نہ کرو

جان کس کام کا یہ بہولا پن
دم مین ہر ایک کی آیا نہ کرو

عاشقون کی بڑی گت ہوتی ہے
تم ستاری تو بجایا نہ کرو

[illegible]

خون ہوکر تو چلا آنکھ سے حسرت دیکھا
اور ...ملائی بھی وقت بھی کیا کیا دیکھو

سے گزر کوچۂ جانان کا فرشتہ قتال
کہہ ا گور کے ... مرا مردہ دیکھو

ہے یہ حسرت کا محل ... حسرت
جو کبھی آنکھ ہوا تنگ ... دیکھو

صورت کرگس شتاب ... آئینگی
... سینہ ... میں جلوا دیکھو

وادی عشق میں کیا کام ہے نامرد کا
بیشۂ شیر میں روباہ دو جا دیکھو

بیوفا یار کے کوچے میں نجاؤ اب رند
اور گہر تا کو کوئی اور تماشا دیکھو

چشم وحدت سے اگر یاں کا تماشا دیکھو
سجدہ ... خورشید جہانتاب ... دیکھو

یہی کہتا ہے چلو وہ رخ زیبا دیکھو
پھر ہوا اس دل دیوانہ کو سودا دیکھو

سروپا کا نہ ہے ہوش یہ حیرت ہو
چشم انصاف سے اوسکا جو سراپا دیکھو

میں ہوں مارا ہوا آفت بالائی کا
مجھکو کیا دیکھتے ہو وہ قد بالا دیکھو

پھر اوسی دشمن جان ہو ... ظاہر ...
دل ہمارا نہ کسی اور سے بہلا دیکھو

خاکساری کی حقیقت سے اگر ہو آگاہ
تم ... ڈالو ... اکسیر کا نسخا دیکھو

سے بلا ... ... والو ... ...
... ... اگر ... ... دیکھو

... ...
... ... نشان ... دیکھو

منتظر آپ کے ... ...
... ... مرد ... دیکھو

... ...
... ... وہ رخ زیبا دیکھو

ہو ... ... مشتاق ...
پھر غش آ جائیگا یا حضرت ... دیکھو

دل یہی کہتا ہے اوس ... جان کے سوا
میں نہ بہلونگا کسی اور سے بہلا دیکھو

[illegible]

... ... میں ... ... کیا مجھکو
گرفتہ ... ... ہوں میں
... ... مجھکو
... ... ہوا
... ... مجھکو
صحبت ... ... مجھکو
باغ فردوس سے آدم ... ... مجھکو

[illegible]

زندگی ہے جو وہ شکل اپنی دکھائے پیرہند
بے اجل حسرت دیدار سے ہم مرتے ہیں

خون گرفتہ کوئی جس نے ہو یوں سر اٹھایا
آنکھ کھولی ہی کہیں صبح شوخ خوبان سے
قدم آخر اگر پا لیں جو امر رشک حور
چشم میگون صنم کا ہے جو کوئی شیفتہ
ترک خوش چشمان کیا دل سے کہہ پیغام ہیں
کفر سے بہتر ایسی دینداری ہے اہل شرع
کس میں ہے تیری سوا عاجز نوازی کی صفت
قید کفر و دین سے ہیں آزاد ہم رندان عشق
کوئی غفلت میں جو اپنی ہے یہیں گریاد حق
پھول لیتے پھلتے نہ دیکھا شاخ کو تلوار کی
پاس ظاہر صحبت بھی ہے انسان کو ضرر
یار کو اچھی ہیں کیونکر شوق کے عالم ہنسید
خاک جیسے اٹھائی جو کسیلے اور کچھ وہیں
سنتے ہیں جب لوائی یاں شور عنادل آنگر
نور رقت ہے کیسا دریائے ہستی میں تباہ
بیت الغصہ الصنم پھر خدا کی ہے دلیل
تو ہی گردشمن پہ سبقت نظر امکان

شاہ رنگ پھر کر اگر عریان تری تلوار ہو
فتنہ ہے نرگس جادو کہیں بیدار ہو
پھر نہیں مرگ کی انسان پر دشوار ہو
تو ہی ہے ساقی تباہ مست کیا ہشیار ہو
نرگس شہلا ہوا سب یا نرگس بیمار ہو
حق کہو انسان اگر یہ مستحق دار ہو
کون ہے مشکل میں جو تیرے بندے کا امید یار ہو
دونوں یکساں ہیں ہمیں سبحہ ہو یا زنار ہو
رات بھر سویا کیا اب صبح ہے بیدار ہو
وہ نہیں ہے شہر ہوتا جو غریب آزار ہو
یا صنم پالیں جو لیکن لب پہ استغفار ہو
خوب صورت سے ملتی ہے پیار جو تلوار ہو
آسمان سے لیے اگر ہستی مری درکار ہو
گل ہے رنگین باغباں تیرے چمن کا خار ہو
ناخدا ہے خدا اب تو یہ کشتی پار ہو
رہ گیا ہے اور سے تو جس سے خدا بیزار ہو
صبح ہوا اور سے کی ٹوٹی جس کا پہلے وار ہو

یکایک جو رات کے سوا انسان جب بیمار ہو
کہیں جو ضرورت ہو سکے عشق ہو نکو
ہاتھ پکڑ کر دیکھ اجل بیجرون کو
ایسے گیسوی مشکین ہو شانوں سے ہی پیچ
سودا تری زلفوں کا مبارک ہو مروں کو
آمادہ پرواز سے ہے مرغان گرفتار
صیاد نہ اٹھا سکے تو کھولا تھا پروں کو
پہلو کی پیالی سے خوبان سے
ساتھ ہیں پری آنکھ سے صورتوں کو تمہاری

۸۲

[illegible]

منہ سے آنے لگی عطر کی بو
پہلے کرلو ساقی زلف تلک
پھر شب لیلیٰ گرفتار رہو
سے پیو جو نہیں پلاتے ہو
نازبردار دوسرا مجنا

نام گیسوے مشک فام تو لو
سلسلے کو جنون کے تھام تو لو
دم بھر آرام زیر دام تو لو
مجکو دیتے نہیں ہو جام تو لو
کون عاشق ہے اوسکا نام تو لو

رند حاضر ہیں شیشہ و ساغر
سے نہ پیو اگر جام تو لو

[illegible] عالم کو
[illegible] عالم کو
کو ہوئی خلق [illegible]
مثال [illegible]
کیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مثال [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] اپنی بال [illegible]
کیا سلیمان صبا [illegible]
خدا تو جانتا ہے پاکدامانی مریم کو
دیا کیا وصل اللہ تو نے آدم کو
[illegible]
[illegible]
سلیمان [illegible] خاطر [illegible]
[illegible]
خدا [illegible]
[illegible]
[illegible]

۸۳

[illegible]

کیا سمائی ہے ادسی جلوہ گری کو دیکھو
ہیئت انسان کی بگڑی ہے پری کو دیکھو

غنچہ سان تنگ قبا سے تھا میں دیوانہ عشق
کیا شگفتہ کیا دل جامہ دری کو دیکھو

خواب غفلت سے عبث شوخ کو بیدار کیا
فتنہ چونکا یا نسیم سحری نے دیکھو

عمر دو روزہ بسر ہوگئی بیہوشی میں
ہوش آنے نہ دیا بے خبری نے دیکھو

ہوگی مشتاق پریشانی آئی ہے سر کا
دھوم ڈالی ہے شوریدہ سری نے دیکھو

عمر بھر حسرت پرواز نہ نکلی دل سے
جی کی جی میں رہی بے بال و پری کو دیکھو

دیکھ کے اپنی گلی میں کئی پتھر مارے
مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو

جان مشتاق ہے عاشق کی کیا برق کا کام
کیا تعصب کیا ہے ہوا بند نظری کو دیکھو

آبلے پڑ گئے ہیں سینے سے تا نوک زبان
پھونک ڈالا ہے سوز جگری نے دیکھو

کھل کھلا کر نہ ہنسو میں نہ کہا کرتا تھا
قہقہہ سیکھ لیا کبک دری نے دیکھو

پھر گلگشت چمن میں آدوا آئی ہے
گل کھلایا ہے نسیم سحری نے دیکھو

پا بزنجیر ہوئے طوق پڑا گردن میں
قید کروا دیا شوریدہ سری کو دیکھو

چھوٹتا مجھکو نظر آتا ہے اب ربط قدیم
نئے انداز سے اوسکی قدرت نے دیکھو

تا چمن لائی ہے صبا دوش پہ مانند نسیم
پر لگا دی ہے بے بال و پری کو دیکھو

بند ہوں باب اجابت جو دعا مانگوں رشید
کیا دکھایا ہے اثر بے اثری نے دیکھو

چلتی رہی اوس کے چمن میں ہوا ہمیشہ
لاشے ہی نکلتے رہیں دو چار ہمیشہ

گل کھلتے رہیں چہچہے کرتا رہی بلبل
یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ

ہم زندہ ہوئے شاہد مقصود کے وصل
جھگڑوں میں رہے کافر و دیندار ہمیشہ

۸۴

[illegible]

جلوۂ جاناں کو نظارے کا طالب ہوا
کیوں جرا ہوتا ہے تجھ سے روزن دیوار آنکھ

باغ میں رنگ ہوا ہے کس کے گل پر کیا نثار
برسوں یکسان کی ہو تیری ہوس گلزار آنکھ

باندھ ہو لٹکی تو جھپٹ بھی پیدا ہو
شرط ہاریگا جھپک جائیگی جسکی یار آنکھ

دوست دشمن کا نہیں پابند تیرا فیض عام
رکھتی ہیں تیری کرم پر کیا فرو دیدار آنکھ

ابر ہو باران ہو ہی باغ ہو ساقی ہو
بے تکلف باندہ دو ریگا تو بھی یار آنکھ

تیغ میں جوہر نہ او قاتل پیدا اسکو تو
ڈالتی ہو باتی باندہوں تیری تلوار آنکھ

وعدۂ دیدار فردائے قیامت پر ہے زہار
روز محشر تک کھولیں طالب دیدار آنکھ

بند کر لیتے ہیں شرما کر دم گفتار آنکھ
بات بھی کرتی نہیں مجھ سے وہ کر کر چار آنکھ

رات دن واہی مثال دیدۂ بیدار آنکھ
پھوڑ ڈالیگا تو کیا او ستمگار یار آنکھ

کیا عجب ہے جھکی رہتی ہے تیری یار آنکھ
بستر گل پر کھولے ہیں مردم بیمار آنکھ

سے پلا ہر ایک کو اپنے لبوں سے جام
ساقیا پہچان لینا مست ہے سرشار آنکھ

حسرت دیدار نے پیدا کیا حال دی
پھیر دیگا اب کوئی دم میں ترا بیمار آنکھ

جان قربان ان اشاروں کی بلا ابرو کو تو
صدقے اس چتون کی تیکھی ہے ابرو یار آنکھ

صورت تصویر کیوں ہر دم ہوا کرتی ہو تو
مجکو بتلادو کہ کیا تجکو ہوا آزار آنکھ

نقش میں رہتا ہوں تیرا اگر کیوں ایسوں کو بند
کرلیتو دیکھی نہیں ہو حسرت دیدار آنکھ

دلکو لیجا تو جھکا کر اپنا بست نہ ہو
کام کرجاتی ہزاروں میں تیری عیار آنکھ

حسن کی طالب اگر وہ ہو تو پھر دیدو لا
تجکو کیا مطلب ہے اپنے فعل کی مختار آنکھ

منہ دکھا پھر خدا لیس ہو چکا شرم و حجاب
کب تک سوئے تیرے دیدار کو اے یار آنکھ

یوں نہ رکھو گرد کو گالوں کی اپنی صورت گالوں سے
میں نہ جاؤنگا قضا آئی ہے میری تیری گلی
جاں نچھاور جو ان نازو ادا والوں سے
دلکو چھپاں پرست ہے کلک بٹ جاؤ
روکو دیدار انکو کیوں لطف مستوالوں سے
یوں نہ بہکاؤ مزار شہدا وحشت خیز
دل کی کہتا ہیں برا لگتا ہے جان سے
یاد کرکے اونکو بھیجتا ہوں کبھی

[illegible]

[illegible]

حسرت یار میں آنکھیں ہیں سفید	تپلیاں جیسے گہیں کہ [illegible] غبار نہیں

ہوگا مردہ نہ خراب [illegible] اے رند
گورکن دوست ہیں یار نہ ہی غسال ہے

آنکھ تجھ بن جو کسی پر بت عیار پڑے
عوض سبحہ گلے میں مری زنار پڑے

الفت چشم صنم کیوں نہ گنہگار نہیں
[illegible] بار پڑے

ہاتھ باندھے ہوئے کہتا ہوں کرو قصہ کو [illegible]
یاد ان ہی کی ہو تو مشتاق [illegible] گار پڑے

بڑھ چلے گیسو خدار خدا خیر کرے
پیچ پیچ نہ کیوں اوس کمر یار پڑے

ہو نہیں وہ عاشق جانباز ترا او قاتل
[illegible] تلوار پہ تلوار پڑے

پوچھو کیا طبیعت ہے تری کیسی علیل
کیسے جسد سے جدائی ہوتی بیمار پڑے

بھاگوں کس سمت کہ ٹوٹے ہوئے ہیں پاؤں [illegible]
ہاتھ دھو کر مرے پیچھے ہیں جو [illegible] پڑے

اک طرف سے ہو کیا ناروا [illegible]
اک طرف لوٹتے ہیں ناگ ہیں دو چار پڑے

ہیں ادھر طالب جاں چشم سیاہ خون ریز
دل ادھر مانگتی ہیں گیسو خدار پڑے

قید مذہب میں پھنسو چھوڑ کے رندانہ طریق
کیسے جکڑیں ہم اوکا فرد [illegible] پڑے

انکی خوشبو میں آئی نہ زیارت کو اگر
علم حضرت عباس ہی کی مار پڑے

ابرو گلشن ہیں دو چار گل اے شیخ
ایڑیاں رگڑیں کہاں تک ترے بیمار پڑے

ناتوانی نے کیا اسقدر اب زار و نحیف
دیکھو مر جاؤں اگر سایہ دیوار پڑے

ہے جب عجب کی تلوار چلی سر [illegible]
لوٹتے ہوں گے گلی کوچہ میں دو چار پڑے

عشق کی کھائیں قسم رسم محبت [illegible]
[illegible] بار پڑے

کشت دشمن کو جو سرسبز کرے ابر بہار
صاعقہ بنکے مری آہ شرربار پڑے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہم تو سمجھے تھے نہ دیکھو او سو سمجھا تو گا	تر سراب نیند کو او دیدہ بیدار پڑے
[illegible]	کیون نہ ہر بار قدم جانب [illegible] پڑے
ہون وہ آزردہ کلمی رسو ہم کو سو جا مین	کون تقصیر ہوا ونکی ہمین مار پڑے
نغمہ سنجی کی کرو مشق جو مجھو چہچہے	پہر گلا تیرا نہ او بلبل گلزار پڑے

[illegible]

حسن اتنا ہو [illegible] اسکی نہ بیکار پڑے

صد سے گذرے ایذا گذری	ہجر مین شب کیا کیا گذری
ہجر مین جان ہی پا گذری	[illegible] گذری
کیا تجھے حال فرقت	گذری جو تجھ پر جانا گذری
الفت بت نے کر دیا کافر	پہ کیا یار جدا گذری
آئے نہیں ہم عرصہ گذرا	[illegible] کیا گذری
گذرے جبدم ہم دنیا سے	[illegible] جانا دنیا گذری
بحر جہان مین زیست ہماری	شکل حباب دنیا گذری
کس سے کہیے کون سنے گا	کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کہتا تھا مین عشق سے باز آ	دیکھا جو دل شیدا گذری
مرہی سکے ہم واہ رے غفلت	اون کو خبر بھی نہ اصلا گذری
اب تو ہے شغل خون آشامی	نوبت جام و مینا گذری
ساغر ہی مین گذرے ایسی	ہم پہ جو بت ترسا گذری
وقت مرگ وہی مین گذرا	زندگی اپنی جیسا گذری

۸۷

[illegible]

تم پہ جو کچھ ہوا سزا تھی رند
کیوں بڑھے ایسے بیمروت سے

جب سفر شستہ رہ یہ خلوت ہو
تجھ سوا اور کس سے الفت ہو
کھینچی تو نام مری تری تصویر
خوش رہو تم وطن میں اہل وطن
جان مدت سے نذر فرقت کی
لوٹیں جھڑیکی طرح بستر یاں
مرض عشق کی شفا ہے موت
رہیں بھرے وقت میں یہ اپنے رفیق
ہو گیا یار کا تصور ہے
جب سفر اک ڈرکو سلا ہے نیا
اپنے دیوانوں سے یہ اٹھ چلنا
روز ہی رو رہی ہے کچھ باتیں
تم بھی یا خضر لو کہلا سے گئے
یوں خوش آمدید کہے کوئی
لاکھ بار اوس طرف سے گذرا تو
فاتحہ پڑھ کے تا یہ نہ کہا
یار صورت نہیں دکھاتا رند

یار کو بھی بھی وقت فرصت ہو
جھوٹ بتان مجھ پہ تہمت ہے
وصل کی یہ بھی ایک صورت ہے
ہم ہیں اور سیر دشت غربت ہے
اے اجل تجھ کیا ندامت ہے
کیا ہی زور نہ دست وحشت ہے
غسل میت ہی غسل صحت ہے
دل لگی اپنے انسے بہت ہے
کنج عزلت ہو نہج فرقت ہے
ایسے شمعوں سے مجھکو نفرت ہے
اور بھی کوئی آدمیت ہے
اب بھی تو بھولی بھولی صورت ہے
کیا ٹھکانا خیر وحشت ہے
سچ ہے کتنا بیمروت ہے
دفن جس جا شہید الفت ہے
دیکھیا کون کس کی تربت ہے
کون سی زندگی کی صورت ہے

کھینچ کے لندن گئی تری تصویر
انگریزوں میں تری شہرت ہے
جیسا آیا پسند حسن ملیح
گوری رنگت سے مجھکو نفرت ہے
جانا ہوں جو دیکھا کوئی صبیح
سانولی مورتی ایک صورت ہے
کون ہے احتیاج سے خالی
مار شب کے لیے ضرورت ہے
آپ کے نام سے ہوں میں مشہور
چاہتا ہی تری محبت ہے
مرگئی جان کی عذابیں ہاسے

پھر کے سے مہر طلعت ہے
داغ فرقت سے جلتا ہوں
بت نہیں ہے صنم کی قدرت ہو
وہ صنم قابل زیارت ہے
لپٹ کے سامنے سے مجھکو [illegible]
اتنوں کیا جنوں کی شدت ہے

88

[illegible]

[illegible]

رند موقع ہے عرض حال کرو
یار تنہا ہے وقت فرصت ہے

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے
سب اپنے دم کو ساتھ لیے شور و شر گئے

مانند برق چشم زدن میں گذر گئے
یہ بھی نہ سمجھے ہم کہ ادھر آئے کدھر گئے

ثابت ہوا جو کشتہ چشم سیاہ یار
آہو مری مزار کے سبزے کو چر گئے

رو کر کہا جو میں کہ مرتا تھا میری جان
ہنس کر دیا جواب کہ پھر کیوں نہ مر گئے

دیکھو جو ہوشیار ہیں سو سو طرح کے رنج
غفلت کدے میں دہر کے ہم بے خبر گئے

احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے

ق

سنیو صبا تجھے بھی ہے یار رشید فی
لے لیکے خط جو میرے کئی نامہ بر گئے

اتنا ہی کیا وہ شمع کہ جلتے ہیں رند کیا
مدت ہوئی کہ ہم نے سنا تھا کہ مر گئے

کوٹھے پہ جب جھکے گی وہ مہرہ جبین چھپا
شمس و قمر نظر سے ہمارے اتر گئے

نگار میں وہ خوش نصیب ہے
دامن میں اپنے گل امید بھر گئے

سمجھیں گے اسکو ابر کرم سب گناہگار
ہم حشر میں جو لیکے یہ دامان تر گئے

آیا نہ آج تک کوئی لیکر جواب یار
قاصد کئی سفیر گئے نامہ بر گئے

فرقت میں سیل اشک کا عالم جو دیکھتے
دریا ہزار بار چڑھے اور اتر گئے

وقفہ کیا نہ گل کی روش باغ دہر میں
رنگ نسیم ہم ادھر آئے ادھر گئے

ہم آفتاب بام ہیں یا ہیں چراغ صبح
کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے

میوے لیے نہ آگے گلستان دہر میں
ہم وہ شجر ہیں باغ سے جو بے ثمر گئے

اب تک وہ ایک سو کروٹ میں تذکرہ
ہر چند ترک عشق کو برسوں گذر گئے

۸۹

[illegible]

کہتا تھا کسنے تجھے شغل عشقبازی کر
بتا تو اودل ناداں یہ جی میں کیا آئی

غضب میں ڈال دیا ... کیا آئی
خدا کا قہر پڑا ...

کیا کیا اذیتیں نہ سہیں ہجر یار میں
سو پیچ بکھی کی پہول کا عالم ہوا نگہ کا
ناگفتنی ہے پوچھو نہ حال دل و جگر
ہمراہ اشک خون ہو کے بہ گیا

موت آ کر ایسے جینے کو ہم کیوں نہ مر گئے
یہ بھی تمہارے ساتھ ہی تم جدہر گئے
کس سے کہوں کہ کیا ہوئی دونوں کہ سر گئے
اور آہ میں کبھی سختی سخت جگر گئے

ہمراہ میر رند بہی سنتے کوئی یار تک
پھر ہم ادہر کو آئے میاں وہ ادہر گئے

کر بے عجیب تری کا کل رسا آئی
چلوں خبر کو یہ جی میں نہ دلربا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا
لگی جو عالم وحشت میں سیر صحرا ہم
یہ حجاب ہوگئے بزم غیر میں صاحب
میں بزم دہر میں بیگانہ وار کیوں ہو
مرا ہے پائل آرا یہ اتنا وہ خود میں
کرینگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری
شبہا دمیں پڑا ہے ہم سے ہر تو لکا دلا
وہ کون لوگ ہیں میکاں میں جو اپنوں
خیال زلف میں ہم کشتۂ گیا تو صد
شب فراق کی کالک سے دم نکلتا ہے
وہیں رہتا ہے آئینہ ہر قسمت

وہاں جان ہوئی عاشق کو سر بلا آئی
ہزار حیف نہ آئی تم اور قضا آئی
زبان نہ کام دم عمر قرض یہ عہد آئی
لحد روح قیس کی لینی کو بیشیا آئی
تمہیں تو شرم نہ آئی مجھ حیا آئی
نہ ایک شکل نظر صورت آشنا آئی
کئی چو منہ سے آرسی حنا آئی
پیادہ گھر سے کہلے سر برہنہ پا آئی
لبوں پہ جان تو او بندۂ خدا آئی
رہیں تو غیر سے بھی بو آشنا آئی
ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی
الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
پسند آپ کو بھی اپنی کیا ادا آئی

٩٠

وہ گل نہیں چمن میں کہ شنبیان کرون — کس عندلیب زمزمہ پیرا کے سامنے

ترسا بچہ کے ہاتہ سے روتا ہون مین کہ — مسجد بنا کے شیخ کلیسا کے سامنے

منکر اگر وہ ہو لب جانبخش کا ترے — انجیل لاکے رکھدون مسیحا کے سامنے

مرجاؤن حسرت لب جان بخش مین مگر — لیجاؤن التجا نہ مسیحا کے سامنے

وصل صنم ہو یارب خدایا نصیب ہو — مسجد بنا کرون مین کلیسا کے سامنے

ہین حق پرستو ہمین بھی یان بت پرستیان — بت بھی دہرے ہوے ہین مصلا کے سامنے

فرقت مین جب لیا ہے تصور سے تیرے کام — موجود کردیا ہے اوسے لاکے سامنے

آیا نہ باز ظلم سے وہ بعد قتل بھی — پہکوادی لاش سر اکہوا کے سامنے

فرط جنون سے عالم آہن بپا ہے یان — نشتر نہ لائیو رگ سودا کے سامنے

پہر ہوگا یار جلوہ نما آکے بام پہ — پہر ہونگے آج طور تجلی کے سامنے

ہے گو شب وصال سیہ یا سفید ہو — یکسان ہے چشم محو تماشا کے سامنے

دل کو شتاب صف مژگان سے دیکہو — دیکہو نہوت جو فوج سے تنہا کے سامنے

آنکھون مین اوسکی خاک صبا دانظر لگی — آنکہین کرو نہ نرگس شہلا کے سامنے

سنبل نکل ہی جائیگا سارے پیچ و خم — لینا نہ دل کی زلف سمن سا کے سامنے

صاحب کو منشی لکھدیا اک خط بندگی — رکھدو جو ہو نوشتہ کوئی لا کے سامنے

دیتا نہیں ہے ڈاکیو کو فرط رشک سے — خط رکھلیا ہے دیر سے لکھوا کے سامنے

مرتا ہے سر بہ جانو مین تخیل سے کبھی — اب جائیگا نقش کو گورا کے سامنے

وحشی رہا ہون کون سے در پر ترا خضر — کعبے کو سامنے کہ کلیسا کے سامنے

ہر دم تصور قد بالا سے یار ہے — رہتے ہین اپنے عالم بالا کے سامنے

چپ چاپ ... کیا تھا وہ نام ... جان نکل گئی [illegible]

[illegible]

وعدہ پہر آنیکا لیوین ہیچ منہ حسرت کا
وہ حسین ہے تو جو تصویر پری باتھ
کنج زندان میں ہیں کیچہ کسی ساعت
سب گرفتاروں کو آنا و نکر زندان سے
اوسکے نظارہ دیدار سے ہیں در گذرا
سہل ہی جائیگا مرشد و شہادت قاتل
محتسب کچہ تو رہے چشم مروت مجھسے
خاک اتنی ہی نہ گلشن میں اڑا باد صبا
زعفرانی کوئی چہرا ہیں آیا بسنت
او کمان دار مرے سینے سے سب تیر نکال
گہر کر گہر صاف ہوی جاتے ہیں لوگونکو
ولکو پامال نکر آمیں سے جیو ہیں کہی

ہوش اتنا تو مجھے بیخبری رہنے دے
کرکے تعویذ پہر اک جو پری ہے رہنے دے
پانو زنجیر ہی شوریدہ سری رہنے دے
ایک دیوانہ تو ہو رشک پری رہنے دے
کور کو راہ مجھے بے بصری رہنے دے
تو جہری تو رگ گردن پہ دہری رہنے دے
ایک قندیل تو در آگے دہری رہنے دے
لیکہ تو ان بہار کی تنہا لونیں نہی رہنے دے
دست نقش میں لباس گلی رہنے دے
دامن چاک تو سب گلی ہو دہری رہنے دے
دلمیں کچہ اور ہوں گینہ وری رہنے دے
ایک خنجر تو سہلا اور نہری رہنے دے

ہیں تو ہر چند میرا ہوں الفت سے رنگ
دل بہی تو مجکو محبت سے بری رہنے دے

تم تو جدا کر ہاتہ سے دامان نکل گئے
تم آتے ہیچ دل سے مری جان نکل گئے
سیلاب اشک کے سوں کا سیج رات بہا
ثابت رہا میں آج تک اپنے قول پہ
دست جنون اوسے جو پکڑ قدم رکھا

ہم چاک کرکے اپنا گریبان نکل گئے
اندوہ و یاس حسرت و حرمان نکل گئے
روتی ہوئی جب سے گریبان نکل گئے
اقرار کرکے آپ ہی پیمان نکل گئے
دامن سے ہیک چاک گریبان نکل گئے

٩٣

[illegible]

جسطور چھوڑ جاتا ہے سانپ اپنی کیچلی
چاموں سے اپنے یون تیرے عریان نکل گیٔ

پر یو نہیں فقط گرمی ہو ہین چور زمین پر گری
شہرے تمہارے دور تک ایمان نکل گیٔ

فریاد یکسان محبت سنی نہ ہاے
ہوکر تمہارے ہاتہ سے نالان نکل گیٔ

دیکہا جو تونے آینے مین اپنی زلف کو
حیران ہوکے تیرے پریشان نکل گیٔ

ایجان تو نہ آسکے جو انکی خبر نہ لی
دم تیرے عاشقوں کا مرے جان نکل گیٔ

عشاق تیرے کوچے سے روتے ہوے گئے
بلبل چمن سے اور گل خندان نکل گیٔ

تاریک ہے جہان ہماری نگاہ مین
تم آج کس طرف مہ تابان نکل گیٔ

معلوم تہا کہ آج تو آیگی اس لیے
ہم شام ہی سے اور شب ہجران نکل گیٔ

عشق بتان مین شست رنج ہوی
تلوون سے کے پار خار مغیلان نکل گیٔ

پہر گہات پر چڑہین ترے امرحال سے
قابو سے آج اور دل نالان نکل گیٔ

سہرانہ کوی سر کون مین میرے سامنے
آگے سے زال سام و نریمان نکل گیٔ

عاشق تمہارے لوٹ کر جاتے نہ بزم سے
سن سن کے گفتگو سے پریشان نکل گیٔ

دیکھی جو دست برد تری ترک چشم کی
قزاق راہ کاٹ کے جانان نکل گیٔ

عزت ہوی کہ تجہسے ہین سلسلہ نہین
پہندے سے تیرے گیسوے پیچان نکل گیٔ

کیسے رفیق آہ پیری مین چل دیے
منہ مین نہ دانت رہ گئے دندان نکل گیٔ

گر انقلاب دہر یہی ہے تو دیکہنا
روباہ سے نکلے شیر نیستان نکل گیٔ

فرقت مین خوش نہ آئی ہمین سیر باغ رند
گہبرا کے سوے کوچۂ جانان نکل گئے

کیا فکر شیشے کی ہمیں ہو اب رات آپکی
واللہ کیا ذلیل ہو اوقات آپکی

٩٣

حسینون کی محبت چھوڑ دو دل
مجھکو یہ شغل بہت بہتر نہیں ہے
نہایت ہے بجا یہ بات بہتر نہیں ہے
جو کہتے ہو نہیں ہے مجھکو الفت
ادہر ہے یہ ادہر نہیں ہے
ادھر سے دلنوازی کی کوئی بات
کی بات بھی ادھر نہیں ہے
مین نوقت بین کلاکا پوتکا کیا
لگاتا ہو وہ دل پر نہیں ہے
قریب یار بات ہو سطے ہی

رہنے نہ دیگا گر یہین یہی اضطراب دل		سمجھونگر ہم ہے قرار ہے تجھے سے قرار کے
آیا ہے تنگ دم مین بلفضونگر مرغ دل		تم ہو چھوڑ دے اسے جو صید ہو اوتار کے
میخواریان کہین ساتہ نہ اوس بادہ نوش کے		دیکھے نہ لطف باتین بہار کے
وہ رشک گل تو آج گیا سیر باغ کو		دونو میرے نگاہ کی کہکے یہ پہول ہار کے
یہ بہی ہے سر دمہری جانانکا شعبدہ		لرزہ شریک ہے جو بہاری سنجار کے
سینے مین نقد دل کا مین پایا نہین تپا		وزر حنا سے وہ گیا مال مار کے
یہ ناوک افگنی ہے فقط میرے دم تلک	ق	سمجہا لگا آپ بہت سجکو یار کے
ترکش کریگا کو سو لگے سینہ کو میرے بعد		سرکہد وگر تم کمان کو چلہ اوتار کے
نامہ تپ کو گر نہ پڑے نامہ کہیں		مضمون لکہو ہین ہیمنو دل بیقرار کے
کس روز بیحجاب ہوا یار میرے ساتھ		ارمان نکلو کب دل امیدوار کے
پائین جو بیٹھے دامن وابہ کی سی خشین		سعدیا لحد میں چہین سی تا انکہین لیار
کیون وڑتا ہے ہاتہ گریبان کی طرف		شاید جنون قریب ہے این ایام بہار کے
دشمن ہوا ہے دوستی مین تیری اک جہان		در لو ہاے سکیہ ون مری اک جان زار کے
ہر دم زبان پہ رہتی ہے لذت شراب کی		چہیں ہین میرے ہیں کسی بادہ خوار کے

	اے رند جلتے جلتے کلیجا تہلس گیا دلمین ہو لے تشنگی خمر دن سے یار کے

عنایت کی نظر ہم پر نہیں ہے		وہ آنکہ اب تیری ادہر نہیں ہے
نہیں ہے جا اپنی آہ و زاری		محبت یار سے کیونکر نہیں ہے
اگر تو شوق سے خنجر گلے پر		سر کہ جائے یا ایسا سر نہیں ہے

جان جان کی پرواہ نہیں ہے
سمجہہ خوف خدا کا نہیں ہے
شب ہر لگا آتش شوق اور محبت
دل اسین کچھ اثر نہیں ہے
سمجہا ہے جو کچھ عزیزون سے عجب
تمہارے دل سے بہتر نہیں ہے
جو سے تکلیف ہے وقت میں ساقی

٩٤

[illegible]

[illegible]

یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے
تمہاری جانتک ہمارے تمہارے

نکل جائیگا دم جو پہلو سے سرکے
مری زندگی ہو سہارے تمہارے

تیر قول سے اپنے پھر تو نہ ہو ناحق
خدا درمیان ہی ہمارے تمہارے

سے ہلے تیغ ابرو تو کاٹون گلے کو
سمجھنے لگا ہوں اشارے تمہارے

ق

نہ مانون گا ہرگز نہ مانون گا ہرگز
یہ سب عذر بیجا ہیں سارے تمہارے

میں سب سمجھ چکا ہوں نہ دو مجھکو جھنسے
جو ہیں شغل دریا کنارے تمہارے

مرا جذب الفت تمہیں کھینچ لایا
اثر کچھ ہوا دلمیں بارے تمہارے

قسم نرگسین چشم کی کھا چکا ہوں
نہ بولونگا میں اب پکارے تمہارے

ق

ہوا اٹھ گئے پردہ راز محبت
چھپا کب چھپاؤ چھپائے تمہارے

ہوئی عشق مشہور شہروں میں جانی
تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے

ادا ناز غمزہ تبسم تکلم
سب انداز ہیں پیارے پیارے تمہارے

وہ ابھی ہو تم کاکل گیسوی یار
نہیں مانگتے پانی مارے تمہارے

مرے حسن کی کیا ہوئیں وہ ترنگین
نشے رند نے سب اتارے تمہارے

جب صبا زلف کے اوس کی چھو آتی ہے
کوچۂ عنبر فردوس کی بو آتی ہے

ساقیا جو کے بدلی جو کبھو آتی ہے
حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے

کونسا غنچہ دہن گر گیا گلی آکر
بوی گل تجھی جناب لب جو آتی ہے

سال آئندہ تلک زیست اگر باقی ہے
میکشو فصل مے جام و سبو آتی ہے

یاد کرنا بھی ترا صورت ہی عاشق کو لیے
دم او کھڑ جاتا ہے ہچکی جو کبھو آتی ہے

سیکڑوں کوس سے معشوق کی بو آتی ہے
[illegible]
عطر ملتا ہوں تو کافور کی بو آتی ہے
[illegible]
چٹکیاں غنچہ دہن کی بڑی بو آتی ہے
تیغ ابرو کا میں کس مست کی مجروح ہوا
زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے

[illegible]

صبح ہوتی ہے نہ کٹتی ہے شب تار فراق
یہ بتا کوچہ کا اس جو رگ مین کہہ قاصد
قیس نا حق ہے بیابان مین کہین جو بیٹھا
خواب شیرین ہی مین آگاہ نہین ہوتے
پوچھتا اوس سے مین جا کر جو مسیحا ہوتے
کیون نہ پژمردہ ہون گل ہے گ خزانکی تاثیر
حسرت لطف اسیری ہے جو بلبل بیتاب
ربط طلس کا کیا گلبدنون سے پیدا
یاد آتی ہین تری گرمیان جو شعلہ طور
لال ہو جاتی نہ کیون صورت انگشت گل
کوچہ زلف مین جاتی ہے مضامین کیلیے
دل دکھایا کسی گلچین نے کوئی گل توڑا
کس گنہگار کو مرتے یہ ہوتا ہی عذاب
لے مین خود کو یہ جلاد کو ای موت چلا
اک نظر بام پہ اوسنے نظر آ جایا کر
سر ہلا دیتے ہو منہ سے نہین کچھ فرماتے
ہے یقین باغ مرا روضہ رضوان سمجھے
یون سہرا کے ہین کا ... [illegible]
[illegible]

نیند آتی ہے نہ عاشق کی قضا آتی ہے
لو نہین چلتی ہے محبت کی ہوا آتی ہے
لیلی آتی سے ہے مگر رو بقضا آتی ہے
آنکھین کرواتی ہین جب نیند ذرا آتی ہے
آپ کو درد محبت کی دوا آتی ہے
سیر گلزار مین لمن نکہ صبا آتی ہے
نالہ کرتی نہین صیاد کو جلاتی ہے
کیا لگاوٹ تجھے ای عطر حنا آتی ہے
دل بہکا جاتا ہے جب سرد ہوا آتی ہے
باغ مین جاکے صبا آگ لگا آتی ہے
راہ پر اپنی اگر فکر رسا آتی ہے
باغ سے نالہ بلبل کی صدا آتی ہے
توبہ توبہ کی ہر قدم سے صدا آتی ہے
مین ہی آتا ہون ترے پاس تو کیا آتی ہے
دیکھو تو ترے اک خلق خدا آتی ہے
جان لکنت ہے زبان مین کہا آتی ہے
سیر کیواسطے اک حور لقا آتی ہے
[illegible] جب آتو ہین حیا آتی ہے
[illegible] غصے کی دکھا آتی ہے

مرقد [illegible]
پھر مین [illegible] کیا ہوا ہون
فاتحہ زلف کی تربت پہ پڑھا آتی ہے
کیا نہین شمع ہی مرقد پہ جلا آتی ہے
[illegible] زلف رسا [illegible]
[illegible] بلا جان پر آتی
[illegible] چشم تر آتی
نام [illegible] تیغ کا جو وار

[illegible]

یار آتا ہے یار آتا ہو دل کہچکا مجھے
یان تجھے خبر پہنچ افتاد سر آئی

اعجاز جنون ہے جو چلا میں صحرا
زنجیر مرے پاؤں سے ازخود اوتر آئی

دولاب کا عالم رہا فرقت میں ہمیشہ
خالی ہوئی اک چشم تو اک چشم بھر آئی

ہمراہ جو تھی بخت کی برگشتگی بخت
تا باب اجابت گئی اور بے اثر آئی

الفت تری ای روح رواں ساتھ ہی دم کے
آمیز ہوئی خون میں گئی پی میں در آئی

دن وصل کا موقوف تھا تاریک شب پر
اندھیاری ہی اپنی غیرت شمس و قمر آئی

پوچھو نہ کوئی مجھسے کہ قاصد نے کہا کیا
کچھ اپنی خبر بھی نہیں وہ خبر آئی

دل کہتا ہے کیونکہ ہم کو نہ سہ لوگ
خالی کہ رورو کے اگر چشم بھر آئی

دل پہلو میں جلتا ہے مناقق کی طرح رشد
سینے میں بھی کیا گرمی نار سقر آئی

برسوں میں جو یار کی لیکر خبر آئی
رکتی نہیں رکنے سے کبھی سیا اگر آئی

حسرت میں تو او باد صبا راہ بہ آئی
آندھی کی طرح آئی طبیعت بھر آئی

دوں اس دل مضطر کو کیا خاک تسلی
خط یار کا آیا نہ زبانی خبر آئی

پوچھے ہر اک بات میں شکر تو ہوتا ہے
کچھ خیر تو ہے آج طبیعت کدھر آئی

المنۃ للہ ہوئے وصل کے سامان
لے شاد ہو دل بعد ہجران سحر آئی

رکھونگا عزیز اوسکو رگ جان سے زیادہ
جو بات مری وصل کی شب کہہ گر آئی

رنج و غم و اندوہ کی شرکت میں ہیں یارب
کس کس سے اکیلا میں کروں عہدہ برآئی

سمجھے ہیں گنہگار اگر رحم کرے تو
پھر قہر سے اطیع اگر عدل بر آئی

ہشیار ہو ہم میں کہ وہی بے خبری ہے
کچھ بیخبروں کی نہ تمہارے خبر آئی

۹۸

جبکہ خدا کا نام سحر کی شب فراق
چنگاریاں ہیں آگ کی گلہای باغ دہر
آتی ہیں [illegible] مشتاق ہو کی لوگ
مانند نقطہ کی حرکت ہی نہ اک قدم
ہم سوختہ دلونکو مصطر ہوی داغ
جاکر شریک برق ہوئی آہ سینہ سوز
سینہ عراخبانہ ہی دل اسمین پردہ ہے
گردش مین آسمان کو میری جا کو ساتھ
قدرت خدا کی ابت نگر آتی تہی [illegible]

تسبیح ساری رات پڑہی یاد [illegible]
پہبتی کبھی ہو سنبل پیچان پہ دودکی
کیا رفتہ رفتہ حسن تو تیرہ نمود کی
پکارو ار سیر کی چارون حدود کی
خوشبو جو پھیلی آپکی عقرب کی دود کی
بدلی نہ چال فلک پہ سیر دلکو دود کی
واجب ہوا نماز تیری ہون لی سجود کی
ہاتہ آگئی ہی میری لجام اس کمود کی
لیتے ہین اب [illegible] آکی نمود کی

سر اپنا کہا ہو گا جو کگرتا ہے [illegible] رشد
اپنا ضرر کرے گی عداوت حسود کی

[illegible] ساقی [illegible] شراب لے
شگفتہ ہو [illegible] ثواب لے
یہ کہا ون [illegible] اگر لذت کباب لے
ازل سے اونچی دیا ہے جو زیبا تہا
[illegible] کرے لاکہ تیز رفتاری
وہ [illegible] مین تبدیل [illegible] کرلے
فلک کی چال نہ چل ای سپہر چال
[illegible] خشک لب جاوین ہی جو مقتل مین

مری سوال کا کیا دیکھیے جواب لے
دلاوی فاتحہ بلبل کا جو گلاب لے
پیون نہ زہر جو کیفیت شراب لے
گلہ [illegible] رنگ تو سنبل کی پیچ و تاب لے
رکاب [illegible] رکاب لے
ملاون زہر [illegible] شہد ناب لے
سیاست [illegible] گہر جا نمانہ خراب لے
تو کربلا کی طرح تیغ مین نہ آب لے

[illegible]

پہر کعبہ بہی ہی الفت بت دیر کیطرف
لو ساکنان کعبہ ہمارا اسلام ہے

اجماع ہی کہ پینا ہے مثل تقیہ آج
اصحاب بادہ خوار ہین باقی امام ہے

ثابت ہوا کہ طاعت عشاق اسکی کو ہے
میدان حشر یار کا دربار عام ہے

رونق ہی جسم ہین یا ہی شہیدان عشق کی
دار السلام یار کے کوچے کا نام ہے

قاصد بہی تو تمہین نہین تیری بات کا
جعلی ہی خط دروغ زبانی پیام ہے

دل ہی روانہ گیسو ہمانکو شوق مین
ہر دم غریب راہ رو ملک شام ہے

باہم سرا ہی صحبت ہمجنس کیون نہو
وحشی غزال دشت مین مجنون رام ہے

سرو چمن بہی ہے آزاد و سیلا ہی
جس رشک گل کا لالہ داغی غلام ہے

لینا نہ ساقی کو بہی حد سے
زاہد اگر شراب کا پینا حرام ہے

بہٹکا کوئی تو رہبر ہی عشق عیاں
ہر نخل مثل خضر علیہ السلام ہے

بان ہر گدا کو آگہی سلطنت نصیب
چغد ایکی دشت کا ہما جسکا نام ہے

وہ دن گئے ترا جو اب نہ ادہر دست غیر سے
آگے جو قول تہا وہی اب بہی کلام ہے

مشتاق ہر طرب اسیری ہی اگر
صیاد دیکہ لینا یہی چمن ہی دام ہے

مرجانا ہر کہ جاسکے دلا مختصر
انجام کار عشق بت سبز فام ہے

سجدہ ہو جا ہستو رکا دیان جہان سودہ
کعبہ ہمارے یار کی کوچے کا نام ہے

دشنام ہر سخن مین ہی ٹہوکر ہی ہر قدم
وہ گفتگو کا طور یہ طرز خرام ہے

دل ضبط غم کریگا مگر قدر حوصلہ
اونی ہی ہی سمائیگی جتنا کہ جام ہے

جائز نہ کہ صحبت رندان بہی خدا عطا
مثل شراب صحبت مومن حرام ہے

الہام غیب ہی مرا ہر شعر طبع زاد
قول بشر ہے یہ نہ ملک کا کلام ہے

[illegible]

۹۹

ہمنے نازکو تو مطلق العنان کردے
مین آشیانہ بلبل چہواون ہون سے
گلا اجاڑ دی اگر باغ باغبان کردے
لگا ہما جو رو دے زعفران پر
یہ رنگ زرد جون شاخ ارغوان کردے
چمن کی توبہی اگر دین ہو سرکش ہون
اگر زمین کو ہموار آسمان کردے
کریگا بعد ہماکو یہ ناتوان ہو عورت
سنگ صیاد و قفس ہمکو ہمزبان کردے

[illegible]

عجب نہین جو دعا مستجاب ہو جائے
حضور قلب جو ہوبی حضور ہو جائے
کبھی جلال کی جو بی حضور ہوتا ہے
آئی جلی جلال ہاری کا وہ ظہور
کبھی وہ ذات سے ہو کر فنا ہو گئی
قم فقر کی جو رتبانی وہ فنا ہو رہا ہے
ہو فقر زبان رم و وجود ہو گئی
ہو غنا و دوری ہے اظہار وصف جمال
جمال خاکی ہے دل نا صبور ہوتا ہے
اب تک ظہور ہو کے وہی خم کو دیدار کا

دوبارہ وہ فارہوں کی جو بی حضور ہوتا ہے
جو نفح چراغ دل فانی کہین پہ گیا ہو تو اوش
ہو وہ وقت نزکی تو وقت پا ہوکر سرور ہوتا ہے
عشق جو ہی کا جام جو اے قلب ہاست
کیوں گلی ہوں دیکھا وہ اگر ہو تا ہے
ان کی تجلی سے ترا مان دور و دور ہو تا ہے
کسی پر ہی کا بھی ہو اوہ خلد ہو ہوں ہو تا ہے

یہ کہکے شوق شہادت کہ یشتا ہو مجھے
نثار یار پہ یہ جان ناتوان کرد ے

لحد پہ چاہیے تعویذ مجکو کیا اے چرخ
نشان قبر بھی ہکیس کا بے نشان کردے

عجب یہ ہو نہی چشم مست یار ہو کیا
یہ ترک نبد اگر راہ کاروان کردے

بگوگی دیر لفافہ کو چاک کر نہین
زبانی مطلب خط نامہ بیان کردے

یہ تشنہ کام شہادت بھی ہو چکے سیراب
گلے پہ آپ دم تیغ کو روان کردے

چھپون میں لیکے گریبان سے تنگ تا بہ ان
میں تار اوسکو اور اوس کو تیغ پنہان کردے

ترا ہو سابقہ اوس سے جو بر ترکہ دم بھر میں
حقوق خدمت صد سالہ رائگان کردے

خیال اور مجھے رشک حور ہوتا ہے
خطا معاف ہو مجھے قصور ہوتا ہے

حواس خمسہ میں اوسکو فتور ہوتا ہے
جنون سمجھتا ہوں جسکو غرور ہوتا ہے

شباب باعث فسق و فجور ہوتا ہے
گناہ مجھ سے ترا یا غفور ہوتا ہے

نہ دیکھ جرم مرا اپنی مغفرت کو دیکھ
معاف کر دو بشر سے قصور ہوتا ہے

عطا کر اپنی تجلی سے روشنی اسکو
چراغ گل مرا ای شمع طور ہوتا ہے

یقین ہو تا ہے تو سے گی اوس کو تسکین
جو بیقرار دل ناصبور ہوتا ہے

کوئی دن اور لحد میں ہونے گھبرا ؤ
ظہور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہے

خدا نصیب کرے موت ایسی جینے سے
سنا ہے بعد فنا وصل حور ہوتا ہے

کبھی ہین خیال ذبح میں بلا خوف تیغ کے
ذرا سی ٹھیس میں بس چور چور ہوتا ہے

گلی میں یار کی نالان ہین کیون عاشق
چمن میں شور عنادل ضرور ہوتا ہے

تمام زندگی لرزتے ہیں جسکی دہشت سے
وہ کیا معاملہ اہل قبور ہوتا ہے

مفسدہ روز بپا ہوتی ہیں اس کوچہ میں یا / فتنہ پرواز یہاں کافری ادا کرتی ہے
رنگ گل ہو نہ لگا آگ چمن میں ہر سو / آتش افروز یہاں کیوں باد صبا کرتی ہے
نیچی نظروں ہی سے کرتا ہے وہ عالم کو تباہ / شعبدہ بازیاں آنکھ نہیں حیا کرتی ہے
ایک مضمون نہیں لعنت کا نہ بیتاب لکھے / کیوں تو کوتاہیاں اوس فکر رسا کرتی ہے
تیغ ہران کے برابر ہے اثر سیفی کا / کاٹ شمشیر زبان قہر ادا کرتی ہے
کیوں لبھاتی ہے مری دل کو تو اے قندق یا / کیوں جہاں میں تجھے انگشت نما کرتی ہے
شمع سان ہڈیاں جلتی ہیں سیمبرین ہیں یا / کام اکسیر کا افشار حنا کرتی ہے
دل بیمار شفا ہوگی ہر اساں نہ ہو / بال کھولے ہوئے وہ حور دعا کرتی ہے
گرد باد اپنی گلی میں نہ سمجھنا قاتل / روح جو طوف ترا تشنہ کیا کرتی ہے
بیڑیاں ہو گئیں منت کی مری تھیں جنون / ہر برس یاد نہیں زنجیر کیا کرتی ہے
پیرہن بہار کے ہے رشک سے عریاں ہوتا / گل کو بھی تنگ ہی جیب قبا کرتی ہے
نرگسی یہ ہوا باغ کی دیکھ او نرگس / چار رون کے لیے کیوں نشو و نما کرتی ہے
باغباں شمع جہاں گھات میں ہر دم بیٹھا / بلبلیں باغ میں کیوں تو بھی ہے کیا کرتی ہے
وہی آئینہ ہے جب دیکھو اور آرائش ہے / زلف بگڑی ہوئی ہاں پھرت بنا کرتی ہے
شوق نظارہ دیدار میں تیری ہر دم / جان آنکھوں میں پریشان رہا کرتی ہے
تنگ کرتی ہے مجھی کو شب ہجران ہر روز / سامنا آکے مجھی سے یہ بلا کرتی ہے
بدتر از مردہ تو فرقت نے بنایا اوسکی / کیوں بس بیٹھ آپ زمیں قضا کرتی ہے
ہے مری سر میں جو سودائے بیابان گردی / خود بخود پاؤں کی زنجیر بلا کرتی ہے
چھوڑ سب جنس ہو خاشاک چمن اوسی نصیب / آشیانہ یہ مری برق گرا کرتی ہے

۱۰۱

کس طرح سے نہ کہیں حسن مجسم عاشق
دیکھیں آپ تو ہم میں آپ سراپا کرکے
[illegible]

۱۰۲

الفت زلف پریشاں سے جو پریشانی ہوئی
خانہ ویرانی کی مد چشم سیہ بانی ہوئی

آبیاری ابر رحمت نے نہ کی اکو برس
مزرع امید اپنی خشک بے پانی ہوئی

کاٹتے ہی بات ساری عمر آوارگی کے لئے
پوستین کہنہ درویش بارانی ہوئی

جا پہنچا کیا یاران ہم رفتہ کے پاس
سدرہ ناحق مری یہ ہستی فانی ہوئی

کی جو بہر وا شد طبع گزشت سیر باغ
اور سنکر نالہ بلبل پریشانی ہوئی

خلعت عریان تنی پہنو نے پہنا جنوں
ٹھیک میرے جسم پر تشریف عریانی ہوئی

ناخدائی بحر الفت کی نہ کی یا عشق کو
لے گیا ساحل تلک کشتی جو طوفانی ہوئی

ہو چکا تھا میں سکندر و جان عالم میں تمام
سل مری چھاتی کی تو کیوں آگے آکر انجانی ہوئی

ہجر کی شب یاد جو آیا وہ ماہ چاردہ
نور روشن سے شب تاریک نورانی ہوئی

روح کو جسم مثالی بعد مردن بھی ملا
ہم رہے باقی جو شے فانی تھی وہ فانی ہوئی

عشق حیرت سو میں خود حیرت کا پتلا بن گیا
عمر ساری آئنہ ساں صرف حیرانی ہوئی

کشور دل کر دیا تاراج کر کے بے چراغ
عشق غارتگر کو لانا تھوں خانہ ویرانی ہوئی

صدمے پر صدمہ اوٹھائے درد سر عمر بھر
پر کبھی آلودہ صندل نہ پیشانی ہوئی

بہر تزئین جبکہ افشاں آپ نے ماتھے پہ چنا
چاند سے افزوں ضیائے روے نورانی ہوئی

سیکڑوں مثل زلیخا ہونگے مشتاق جمال
دھوم تیری مصر تک اے یوسف ثانی ہوئی

خط نے مصحف کر دیا روے کتابی کو ترے
بے تکلف لوح قرآن لوح پیشانی ہوئی

عالم برزخ میں بعد مرگ بھی زندہ ہوں میں
روح باقی ہے جو شے فانی تھی فانی ہوئی

حسن گندم گوں کی الفت کا اثر ہے بعد مرگ
لوح تربت بھی جو سنگ سرخ کی دانی ہوئی

ہو سکا تجھ سے نہ جب یا تک شبیہ یار کا
آج کیا وہ سنگکاری تیری اے مانی ہوئی

[illegible]

۱۰۳

آج اوس گل سے کیا دعوی ہمچشمی کا
یا دساقی مین کسے ہوش ہے میخواری کا
کیون نہ اغماض کرے حسن پہ چشم بد دور
بارعیان سے ہوا ہے مرا مردہ بہاری

شہر سے نکلتے تہی تیری نرگس شہلا کیسے
خون دل پیتا ہو نہین ساغر و مینا کیسے
نازو انداز و ادا ہین تیرے پیارے کیسے
دیکھیے اوٹھتا ہے یارب یہ جنازہ کیسے

پیش ازین رند خرابات نشین تہے جیدے
سبکے اب بیٹھے ہین سباں کلیسا کیسے

سنی سر گوشیان غیر و نسے اشارے دیکھے
رنگ دہ چشم فلک نے بہی نہ دیکھے ہونگے
دل کی جہولی کی لاقسم کا فر کو خوشی
رو بصحت نہوا ایک مریض فرقت
پاؤن ہر مرتبہ کس طرح نہ پہیلاوا ہی
بوالہوس ہین نکولی عاشق صادق پایا
دل تو کیا جان بہی کی نذر تری اے جسن

آج آنکھو نسے کرشمے ترے سارے دیکھے
سبہنے ان آنکہو نسے حور و پتیارے دیکھے
سبنے سو مرتبہ سو بار اوتارے دیکھے
لیسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے
تہ کہنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے
چاہنے والے ہو د و چار تمہارے دیکھے
جو ہلی تو لی مقبری ہین ہمارے دیکھے

رہ ہلی سے جتنے تہو اقرار ہو سب برعکس
قول سے فعل خلاف آپ کے سارے دیکھے

کٹ گئی عمر ہمہ ہجر مین بیچارونکی
غول کی غول ہین کانوں پہ جفا کارونکی
مرلہین ہنگی ہے جان یہ بیچارونکی
تیغ ابرو کی قضا مین بہی کر کو ہین تلاش

پوچھتی کیا ہو مصیبت گرفتارونکی
مستیان کرتی ہین آنکی ہے میخوارونکی
قرب لی تمنے خبر اپنے گرفتارونکی
راہ چلتی ہو سبجے دہار پہ تلوارونکی

کیوں ہے پژمردہ تو اے غنچۂ گل خیر تو ہے
کیوں سبل ہوئی رنگت ترے رخسارونکی

یارب اعمال کی انکے نہیں ہو جاوے جزا
حشر پر رکھیو نہ تعذیر گنہگارونکی

لب شیریں پہ ہے ترش ہوکے کہے تلخ کلام
قدر سرکار کی خوب ہے نمکخوارون کی

گل فردوس بھی ناک چڑھا لیتا ہے
جنسی بو سونگھی ترے عطر سے مہکے ہارونکی

تو خراماں ہو تو اے رشک حسیناں چلیں
چال بیاہو تو آب میں ہی سیارونکی

رند کھلتا نہیں کچھ حال تمہارا کیا ہے
زرد سے ہو گئی ہو شکل ہے بیمارونکی

ہجر کی رات کسی طور نہیں ٹلنے کی
تو نے پایا صبح قیامت بھی نہیں چلنے کی

کیا عجب ہے جو گرادوں میں شگوفہ لاکر
وہ شجر ہوں جسے امید نہیں پھلنے کی

ہجر میں بسکہ ملو دست تاسف ہر دم
خو ہوئی ہے کف افسوس مجھے ملنے کی

ایسے جنون خانۂ زنجیر سے رخصت ہو مری
فصل آ پہنچی ہے صحرا کو نکل چلنے کی

یار سے وعدہ ملاقات کا ہے فردا ل
دو پہر آج کسی طرح نہیں ٹلنے کی

عہد طفلی سے لگا ہے مجھے الفت کا روگ
بدل گیا کسکو توقع تھی مرے سنبھلنے کی

مات ہو یار سے شطرنج محبت نہ دلا
میں کہے رکھتا ہوں یہ چال نہیں چلنے کی

نور کر میری سیہ خانے سے رہتی ہے گریز
شمع روشن کرے ہر ضد ہے نہیں جلنے کی

سنگ آستانہ تو رکھا یار نے عاشق کا
پان کھانے کی قسم کھاتی ہے مسی ملنے کی

دور کا فر سے کب ٹلتی ہے سینے کی جلن
دھر کی طرح سے عادت ہے مجھے جلنے کی

بیخبر بیٹھ ہو کیا منزل ہستی میں رند
کوچ در پیش ہے تیاری کرو چلنے کی

آرزو سے ہے جو دلمیں مرت سے
آج یہ جان نثار کرتا ہے
قتل کر یک جو قتل کرتا ہے
قصد کیا بار بار کرتا ہے
کوئی جانان کو گشت کی ترغیب
شوق دیدار یار کرتا ہے
سیر جا دیکھے کیا ہی گل کی
گرمیان سے مجھے یار کرتا ہے
کیوں گیا تو محبت مرہا کر رہا

104

کر چکے جلد میرا کام تمام | دیر کیوں ہجر یار کرتا ہے
یار کو یہ خلاف ہے مجھے فلک | ہائے پروردگار کرتا ہے
ناز تیرے مین سب اوٹھاونگا | غمزے کیوں مجھے [illegible] کرتا ہے
چھیڑ دو پردہ جان عاشق سے | اوس پری کا ستار کرتا ہے
دام گیسو مین مرغ دل ہین اسیر | گھر مین بیٹھا شکار کرتا ہے
کیا کہون دل پہ کیا گذرتی ہے | جب یہ تقریر یار کرتا ہے
آج فرصت نہین کل آئینگے | تو عبث انتظار کرتا ہے

دل تو آگے ہی دیچکا ہے رند
جان بھی اب نثار کرتا ہے

105

مئی جان حسرت مین کسی شکل چمن کے | [illegible] آگئی ہے میری [illegible]
تن آئی خوش الحانیان کس غنچہ دہن کی | [illegible]
خط نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا | حیرت ہے ہمین [illegible] کی
کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا | پوشاک کی قطع تو یاد آئی [illegible]
کیا جانیے کیا دل عاشق سے گذری | [illegible] کی شوخی تری [illegible]
انکار ہے تکرار ہے ایک بوسہ لب پہ | [illegible] تنگی نے دہن کی
[illegible] | [illegible]
چشمی کا دعوا [illegible] | سنتا ہون [illegible] آنکھین [illegible]
کم باد بہاری سے نہین [illegible] رفتار | [illegible] رونق ہے چمن کی
حسرت لیے جاتی ہین ہم ادھر کہ [illegible] | [illegible] ان وطن کی

[illegible]

پھاجانتی ہو تم اسکو وصال ہم جانی
ستو حقیقت دل جوہم بیان کر جاسکی
سن اوکی بات نہ پوچھا
پہ تھوڑی سی عزت اور جاہ کی
نہ کرنا تو اوس سے سوال جواب
تری بات ہی نام رہ جاسکی
پہچان او سیانی نہ جانا
نہ عادت ہی رہ گئی تم جاسکی
بس اب اپنی تشریف لیجاسا

گرجان مرگ میں بھی کو چین کا شکے
پیچل بیان سے وحشت دل اب کسی طرف
کب جانے ریسو لکا یہ اگر خیال تھا
ہوگا نہ بعد قتل بھی غسل و کفن نصیب
ناخن بل تھی جگر کی شب اوس پلک کی یاد
ٹوٹی کامفت دولت دیدار مہربان
عاشق ہے نے تصدق خوبان کیواسطے
خصر و مسیح گور تلک ساتھ ساتھ تے
ہر گنجفے میں دہر کے ہر فرد بیمثال
بدتر ہے زیست مرگ سی فرقت میں یار کی
سیلاب اشک خون کستا ہے ہجر یار
سوتا ایسی سیکو جیا جنے والو نصیب تھا
خالی نہیں تکلف دنیا سے فقر بھی

جاگین نصیب بخت کہلیں میری ہی لاش کی
اہل وطن محل میں مری بود و باش کی
انسان کردیا تجھے او بت تراش کی
لگرچو اونیگی گوچہ قاتل میں لاش کی
کیا کیا او ٹھایا لطف جگر کی خراش کی
ہتھی چھری جو آپ کسی بدمعاش کی
ہیلوگ آدمی نہیں تیلے میں تاش کی
اللہ ری مرتو تیرے کشتے کی لاش کی
انسان کہاتی دیکھی ہیں کس کس قماش کی
اس زندگی سے موت بھی اچھا ہم کاش کی
لگر چہ جی الہیا کے دل پاش پاش کی
قاتل ہی ساتھ ساتھ ہے عاشق کی لاش کی
گدڑی میں اپنی اگر میں دچار تاش کی

ڈھونڈا ہی کس یاس سے کیا یار واہ رے
قاتل ہیں جستجو کے مقرر تلاش کے

نہ یاد وہاں وکہ جائے گی
بہر کب تلک جیتے جا مری گی
زیادہ ہوا وصل سے اشتیاق
نہ ڈو کے ترا دل یہ ممکن نہیں

لو بہن عمر اکدن گذر جائے گی
نہ جا جیتے ہی ہے او تر جائے گی
طبیعت میں سمجھا تھا بہر جائے گی
محبت سے کام اپنا کر جائے گی

[illegible]

نہ جایا کرو بزم رندان مین شیخ — یہ صندل اک دن اوچھل جائیگی
کرون گا جو شور محبت بیان — زبان موم ہوکر پگھل جاے گی
رہیگا نہ یون حسن ناپایدار — کوئی دن مین صورت بدل جائیگی
نہ دکہلائے گا منہ وہ خورشید رو — یہین دوپہر آج ڈہل جاے گی
صفائے جو یہ سینۂ صاف کی — نگاہ تصور پھسل جاے گی
وہ کافر ادا اک نہ اکدن مجھے — چھلاوے کی صورت سے چل جائیگی
نہ کر یار سے حسن مین گر بیان — اری او پری دیکہ جل جاے گی
شب وصل تکرار لازم نہین — کہین صبح کی توبہ ٹل جائیگی
نہ چوٹی سنوارو برائے خدا — مجھے ڈر ہے اژدر نکل جائیگی
طبیعت کا میری کرو تھم نہ بیان — کسی اور سے اب بہل جائیگی
نہین رہنے کا بعد چندے یہ حال — سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جاے گی
ہمین یہ نہ تھی تمسے چشم امید — کہ دو دن مین چتون بدل جائیگی

سر اوسکے قدم پر سے سرکا دونگا
کہین تیغ قاتل اوگل جاے گی

رنگ گیا اوس پری سے جی ہی تو ہے — نہ ہنسی مجھسے دوستی ہی تو ہے
نہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہے — ساقیا شغل میکشی ہی تو ہے
تیرا الحمد کیا نمود ہوئی — بن پڑی تمسے عاشقی ہی تو ہے
راہ پیدا آپ کا اجار آگیا — ہم بہی آنکھین لگے لگی ہی تو ہے
وجہ آزردگی بتاؤن کیا — آگیا رنج دوستی ہی تو ہے

107

[illegible]

کیا کہون کس طرح گزرتی ہے	دن کو فریاد شب کو نالا ہے
بہوت زمانہ کٹتا ہے	شام کیا آپ نے نکالا ہے
اور کے آتی ہین قاف سے پریان	کیا سو شہرہ ہمارا نالا ہے
افعی زلف یار سے بچنا	ڈس گیا جسکو یہ وہ کالا ہے
نکلے پڑتے ہین آنکہ سے آنسو	کسکی زنجیر کا یہ نالا ہے
مار زلفون کی پرورش ہے	سینے ان موذیون کو پالا ہے

کس شہ حسن کے فقیر ہوے
رند کیسا یہ مرگ چھالا ہے

اپنا محبوب اپنا دلبر ہے	خواہ جلاد و یا ستمگر ہے
جیسے رنجیدہ ہمسے دلبر ہے	خاطر آزردہ دل مکدر ہے
حال درد جگر سے ابتر ہے	کچہ نہ کچہ کوفت ہمسے دلبر ہے
اوسکے درویش باکمال ہین سب	ایک اک بوعلی قلندر ہے
قد دلدار کو کہون طوبے	سرو شمشاد یا صنوبر ہے
ہوش دو دو پہر نہین آتا	بیخودی بیشتر سے اکثر ہے
ہے قلق سا قلق مرے جی کو	دیکہ سامان ہجران مضطر ہے
ماتم دل مین یون گذرتی ہے	دست او سینہ سنگ او سر ہے
زخم مین دل ہین یا جگر مین داغ	شکر ہے شکر ہو سو بہتر ہے
کیا کہون تسے حال زخم جگر	چار دن خشک چار دن تر ہے
صاف رکہ دل کو ہم فقیرون سے	خاکسارون سے کیون مکدر ہے

[illegible]

چمن میں بھی ہوا تو سحر اہین بھی	کہیں سے ہی نضیح حاصل ہوئی
گلا کٹ چکا میرا جب گڑ مٹا	تسلی تری اتنو قاتل ہوئی
قدم رنجہ اوس سیم تن نے کیا	یہ دولت نصیبوں سے حاصل ہوئی
طبیعت بھی اپنی ادت پسند	وہی بات کی جو کہ مشکل ہوئی
دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ	ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی
کبھو کچھ وہ لیتا ہیں اپنی طرف	ہمیں بات کرنی بھی مشکل ہوئی
تری تیغ کے منہ کا بوسہ لیا	خطا مجھے اتنی تو قاتل ہوئی
یہ ہیں تیوں بیابان جان گسل	محبت ہوئی عشق ہوئی سل ہوئی

میں دیوانہ مجنون رہا اوس کا رند
پری جو کہ لیلے شمایل ہوئی

رکھ نظر اوسکی عطا پر تو خطا سے پہلے	خوف کر دخل ہو زلفین رسا سے پہلے
نیست نابود ہوا ہم ہیں فنا سے پہلے	مر چکا ہوں ملک الموت قضا سے پہلے
سلسلہ تھا نہ کسی لفت رہا سے پہلے	میں نہ آگاہ تھا اوس قد رسا سے پہلے
یوں نہ ٹھکراؤ تمہیں گو غیر ہیا کبھی	سبکی سبکی سے قرار شہدا سے پہلے
کون کہتا تھا تری قد کو بھلا سرو ہوا	… تشبیہ یہ دی تھی شعرا سے پہلے
اسطرح بیل کر سکتے تھی شب وصل میں کب	شوخ … تو حیا سے پہلے
کوئی جھونکا جو کبھی باغ سے آجاتا ہے	بو چہ لیتا ہوں خبر گل کی صبا سے پہلے
تو وان سبزہ … مری ہونگی لطف	… آشنا … سے پہلے
ہمی نہ پایا لیے عشاق تہیں مد نظر	راہ … اس نازو ادا سے پہلے

[illegible]

دیکھئے منزل یہ پہونچین کب تلک
شام ہم پر آگئی دن بہر چلے
اے مری وحشی جو تم سے عشق مین
فتنہ ہائی نظارہ ہو کیا تو
پہلے تو رہا مضحکہ
آئینہ ساری

اتو دیوانے ہو سے بہر چلے
شوق سے کتنے پہ مرے بری
خاک اوڑا اپنے سر پہ مثل گردباد
یون چلے ہم جس طرح دم بہر چلے
حیف ہے کی زندگانی اس نے وفا
آتے آتے موت کی ہم بہر چلے
بیری اشکون کا غضب طوفان ہے

۱۱۰

ہوا نہ سامنا دنیا مین کبہی کرو تیت کا
خیال آتا ہے جب ہم اوسکے لگتا ہے
پڑی ہی ہے ہمین بل تیوریون مین جب دیکہو
قفس مین طاقت پرواز اوڑگئی صیاد
شب وصال کا کیا ماجرا بیان کرون
سوال کرتی تو کر بیٹہا اونسی بوسے کا
کبہی جو بیٹہی اوٹہی ہم اوس گلی مین گئے
سنین جو آپکی ہمرگوشیان رقیبون سے
ہوگا ہمسا زبان مین دوسرا تجہ سا دوست
تباؤ کس سے حق آشنائی صرف کیا
عجیب حال رہا عارضہ مین فرقت کے
دیا ہی عارض جانان خیال کو حسن
وہ شوخ کرتا ہے بہند نی نگاہ کو مشق خرام
مریض آپ کو فی الجملہ ہو صحت مین
وہ ہمی مغفرت اونکی کرو اوٹہا کر ہاتہ
سوا رنج و غم درد کچہ نہیں پایا

دو روزہ زندگی مین سیکڑون ملال ہوے
وبال جان کے لیے لمبے لمبے بال ہوے
برا غضب ہے صاحب جو خوش خصال ہوے
یہ ضعف ہو کہ جیسے بال ویر وبال ہوے
خبر جو سب یہ حقیقت عجیب حال ہوے
میں زرد ہو گیا جسسے وہ جو لال ہوے
و تو ضعف سے غش آگیا نہ کال ہوے
ہزار شکر ہو کیا کیا نہ احتمال ہوے
کبہی کہو تیغ ... ہم شریک حال ہوے
تمہارے ... کس کس کے غیر حال ہوے
کبہی ... کبہی بحال ہوے
... خیال خیال ہوے
کو آپکے لیسے ہم تو پایمال ہوے
سنا ہے اگلی نسبت تو کچہ بحال
تمہارے ہجر مین جن کو گو کہ وصال ہوے
نگاہ آپ سے ... بہت نہال ہوے

نگاہ کر تو مین مجذوب کی طرح سے ٹہر
سنا ہے رند بہی درویش باکمال ہوے

زیست کر دن اپنے پورے کر چلے | نکلے نکلے راہ تیری مر

[illegible]

[illegible]

پڑھ کے قرآن جو مری روح کو بخشے تو ثواب
چین آجائے مجھے گور میں راحت ہوجائے

یک قلم ہیچ ہیں جس سے نہ کہیں کے اوصاف
میرا دیوان نہ کیوں کان ملاحت ہوجائے

اپنے بیمار کے گھر چلئے کسی حیلے سے
تسپہ چند اثر ہو اوسکی عیادت ہوجائے

دم نکل جائے جو فرقت میں تو بہتر ہو وہ لا
بات رہ جائے تری منع ندامت ہوجائے

تھام لو شیشوں محبت کا جدا اوسکو اگر
ظلم ہو جائے مری جان یہ آفت ہوجائے

سرو قد گر نہیں اوٹھتے تو بدلے زانو
میری تعظیم علی قدر لیاقت ہوجائے

تھا زلیخا کو دیا مژدہ وصل یوسف
مجھکو بھی عالم رویا میں بشارت ہوجائے

اپنے یوسف کی جدائی میں جو [illegible] کیا گریہ
مثل یعقوب اگر ضعف بصارت ہوجائے

کیا عجب شعبدہ چشم فسونگر ہی اگر
سحر کو رتبہ اعجاز و کرامت ہوجائے

سنکے آواز مری رونے کی جھنجھلا کے کہا
یاالٰہی اسے موت آئے یہ غارت ہوجائے

اب کبھی ہوگا نہ حاضر در دولت پہ فقیر
گالی یا بوسہ جو دینا ہو عنایت ہوجائے

ہاتھ اوس فتنہ دوراں سے اوٹھانیکا نہیں
حشر برپا ہو ابھی یا کہ قیامت ہوجائے

آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہے ای رند
دیو بھی ہو تو اوسے ضعف و نقاہت ہوجائے

حیران ہوئے ہیں آئینہ میں خسار کو تکتے
عاشق کی طرح آپ ہیں دیدار کو تکتے

دلجوئی ملازم کی ہے سرکار کو منظور
کس میٹھی نظر سے ہیں خریدار کو تکتے

کیا جوش کے ابر آیا ہے قبلے کی طرف سے
میخوار ہیں سب خانہ خمار کو تکتے

گلگشت چمن تجھکو مبارک رہے بلبل
ہم چاک قفس ہی سے ہیں گلزار کو تکتے

ازبسکہ مریض عاشق کی جو بالیں پہ ہیں
کس یاس سے ہیں صورت بیمار کو تکتے

111

مشتاق شہادت کے جو دل ہو گئے سو کٹ گئے
یا الحق یہ قدرت کی دو رنگی کا نمونہ
گل کو کبھی تکتے ہیں کبھی خار کو تکتے
جب جوش میں آتا ہے ترا قلزم رحمت
حسرت سے فرشتے ہیں گنہگار کو تکتے
دنیا کا عجب حال ہوا ای رند نہ پوچھو
احباب ہیں احباب کی صورت کو ترستے
بیگانے بھی [illegible] کو تکتے

[illegible] کیا [illegible] بدلی
یاد وہ [illegible] سے ساقی و مینا بدلی
گل [illegible] جس جا [illegible] دہان [illegible] ہیں سبحان اللہ
کیا ہوا [illegible] شمشیر [illegible] بدلی
ہزار ارمان اور دل [illegible] یاد آئی
ورنہ بھی تھی [illegible] کا طرح [illegible] بدلی
فلک نے انکی فرقت میں [illegible] طوفان [illegible]
دیکھا [illegible] دنیا بدلی
دو قصہ تری محبت کا [illegible] ہماری
کیا دور [illegible] بدلی

نظر لطف سے دیکھو اور کچھ تسکین ہو	آنکھ بیمار سے کیوں اپنے مسیحا بدلی

سر محفل جو اشارہ کیا ابرو سے کا رند
جیتوں اوس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

رشتۂ الفت کم نہیں کچھ کاٹنے شمشیر کے	کٹ گیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے
رشک آتا ہے مجھے طالع پہ اوس نخچیر کے	سینکے تو وہ رنگیا آگے جو تیرے تیر کے
عفو کردیگا وہ گو لائق ہوں نہیں تعزیر کے	آگے آمرزش کے کیا ہے جرم میری تقصیر کے
تلخکامی کر مری سے ہوں ازل سے آشنا	عہد طفلی میں پیا ہے زہر بدلے شیر کے
کونسے مجنون کو گوارا ہے سلاسل آہنین	نقشے ہیں زیر زمین خانہ اسدا زنجیر کے
کان تک جھنکار پہونچی جسکو دیوانہ ہوا	کیا جنون انگیز نالے ہیں مری زنجیر کے
دل جگر دونوں بہت کرتے ہیں استعجا	دیکھتے ہیں ایکدن پلو تمہارے تیر کے
ناوک مژگان پہ تیری جان قربان ہے	لاگ ہے مدت سے دلکو تمہیں تیر کے
عشق ابرو تلوہ میں جان باسب	تیر کر رہتی ہیں کچھ کمان ہیں شمشیر کے
شمع روشن ہوگئی گذرا سحر کا روز سیاہ	وصل کی شب آئی جاگے بخت ابکا گیر کے
ہوگئی ایسی جوانمردوں کی دست زور شل	خرس بانیان ہیں آگے شیر کے
خود سمجھو نامہ لپٹ جائیگا کھلکا صاف	ڈھیر سمجھیگا وہ مطلب میری تحریر کے
آب باقی ہے اگر قاتل تو کردے حلق تر	ڈر ہے ہیں ہچکیاں بسمل تمہاں شمشیر کے
چل ہلال تیغ رمضان ابرو عید ارمین	آج دکھلادے زبان جوہر مری تقریر کے
عید میں بھی ہیں جنون دیکھو نظارہ ابرو کا	عالم خسیم مری حلقہ زنجیر کے
ہے نمبیہ ابرو قاتل علی کی ذو الفقار	پوچھو روح الامین سے کاٹ اس شمشیر کے

١١٢

بوی یوسف کی سو مصر ہو گیا لاتی نسیم
اور یعقوب کو قابل کوئی سوغات نہتی

فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پہ فرہاد
معجزہ عشق کا تھا اوسکی کرامات نہتی

یہ بھی احسان ہو تیرا جو دیا دوزخ بھی
میری اعمال کی تو یہ بھی مکافات نہتی

عمر بھر ہجر و معشوق کو روتے گذری
نبض کے کھجاتی سوا ایسی کوئی برسات نہتی

نقشے سے صورت تصویر تھا خود مست
تھا مرقع کا ورق بزم خرابات نہتی

وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت ناکو
تب وہ بیدار ہوئی نیند سو جب رات نہتی

ایک کلمے مین کیا تو نے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا مگر جان تری بات نہتی

چشم بد دور نظر مہر کو نہ مین دیکھ سکا
نور کی جنبش تھی اے شوخ تری گات نہتی

ہاتھ سے پہنچا ہی وساطت سے حنا کو ورنہ
پاؤنکو ہاتھ لگا سکی کوئی گھات نہتی

کیا سبب آپکے تشریف نہ لانیکا ہوا
راستے بند نہتی شہر کو برسات نہتی

کیا تعجب ہے جو دو جام دئیے سب سے سوا
کب مری حال پہ ساقی کی عنایات نہتی

چار دن زیست کو جو چاہو سو کھوالی رند
پیش ازین خاک کو تیلے کی کوئی ذات نہتی

پریکا منہ ہو ترا حور کا سا جسم پایا ہو
خدا کی ہاتھ سے اپنے جسے ہو رب بنایا ہو

شب مہتاب مین وہ مہرو ش جب یاد آیا ہو
تو مجکو صبح تک اختر شماری نو جگایا ہو

مجال غیر کیا ہے جو لگا ہو رکھا تو بگڑون گا
مجھے جسنے کرشمہ خاک سو انسان بنایا ہو

کبھی ہے جو روش لبراک کوچی سو گذرا ہوں
بہار باغ جنت کا مرا دل لوٹ بنایا ہو

کیا ہو خواب سے بیدار اکثر اوس پریچہ کو
مگر فتنہ خوابیدہ کو مینے جگایا ہو

جلا کے ہین نحوست نے ہماری سیکڑوں گلشن
ہوا ہی برق بجلی گری سے آشیان جب جا بنایا ہو

114

جو دادہ کاکل عنبر فشان کی
یہ ادا کبھی جو بات اپنی
یہ دیکھو بدگمانی بدگمان کی
کرون کس منہ سے جان تازہ تھی
جو کیفیت اوٹھایا چاہا ہو
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی
اب تو یہ روز ناتوانی ہے
۱۱۴

یاد رہے کہ اسکو شفق دیکھیگا صبح شام
کفر اور اسلام مین باقی نہین امتیاز
پاس خاطر ہے خدا کو بھی تمہارا ہی تو
بے تکلف ہو جیو تب منہ دکھلایئے
شکر ہے تمکو شہ خوبان کیا اللہ نے
کون ہیہات ہے کہ گور کو کون کاٹ دیکھیے
دیکھیکر ہو جگی منور رشک آ گے جد رکو

کیا کرے گی جامہ زیبی سبزہ آپکی
کلمہ گو ہو رہے تو ساری خدائی آپکی
کیجیے خون مسلمان اب بن آئی آپکی
تو جان حاضر ہے یان بھی تنہائی آپکی
جس سے سنتا ہون وہ دیتا ہے دہائی آپکی
آج کل کرتی ہے کیا بیوفائی آپکی
ہاتھ ملوا گی فرشتون کو کلائی آپکی

ترک الفت کیجیے ہوا سب پچھتائے نہین
شہرۂ آفاق ہو گی بے وفائی آپ کی

چمن مین آ رہا آمد ہے خزان کی
خوشی آئی ہوا دیکھین اب وضع بانکی
کرے گی دیکھو کس کس کو سیدھا
گھڑی منحوس ساعت مین ہو ایسے
تن خاکی سے نکلی ہی کہین روح
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
اکیلے جا سکے ہین رہ رو عالم
پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے
وہی آزار ہے پھر جس مرض سے
الٰہی جلد لیچل اس مکان سے

عبث بلبل ہے لیے طرح آشیان کی
کہ مر رہتی ہے کاکل سیان کی
یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
نہین اس رہ مین حاجت کاروانکی
عبث تقلید کی زلف بتان کی
کبھی بار نہ مسیحا گور جانکی
چھٹی ہے سیر مجھے لامکان کی

[illegible]

مثل گندم ہوی ہین سینے چاک
جیسے محرم کسی کی دہائی ہے

نخل ماتم پہ آشیان ہے مرا
زمزمہ میرا نوحہ خوانی ہے

نہ کہو گے جو حال دل اے زند
گھٹ کے مرجاوگے جوانی ہے

فصل گل آئی جنون سلسلہ جنبان ہوگی
یارب آباد کہین خانۂ زندان ہوگی

گاہ بیگاہ ادہر بہی نہ مژگان ہوگی
اسطرف بہی کرم خنجر بران ہوگی

رشک فردوس مکان ہے ترا او غیرت حور
یان کی دربانی کو زیبا ہے جو رضوان ہوگی

طرح قاتل کیطرح موت بہی ہے مجہسے خلاف
کیون نہ سرگشتہ دم خنجر بران ہوگی

بہتر نہین اگر اوس مہ کو ہو غشا کی تلاش
سنگ سے سوچ کی کرن صورت افشان ہوگی

قد کشی جب تجہے زیبندہ ہے اوسرو چمن
یار کیطرح اگر تو بہی خرامان ہوگی

خط آزادی اسیران محبت کو ملے
خط کہین یار کو عارض پہ نمایان ہوگی

کہولا اوراق کو غنچون کو صبا آئی ہوا
باغ مین بلبلو تکو دِرس گلستان ہوگی

کو تہی کا نہین ہنگام یہ اے دست جنون
چاک جب جیب کا ہوتا ہے تو دامان ہوگی

دیدہ و دل نے کیا عشق پریرویان فاش
راز کسطرح تنک ظرفون سے پنہان ہوگی

زلف سرگروہ ہے ایسی فتراک کو دکہلا کے
یا الٰہی سحر شام غریبان ہوگی

نہس کو تلوار لگائی ہے مجہے قاتل نے
وہ نہین زخم مرا چاہیے خندان ہوگی

شوق نظارہ رہے چاہیے مرتے دم تک
جان لب پر ہو مگر رخ سو جانان ہوگی

جانتی ہین یہ صنم ہے ہو اکار ثواب
ہاتہ سے انکے اگر خون مسلمان ہوگی

سرگین چشم کا شہرہ جو رہا یون خبدی
چاہیے سارا جہان شہر خموشان ہوگی

مثل تصویر اگر یار نہ خاموش مجہے
یاد مین جسکی ہین بہولا دو جہان کو افسوس
اپنی خاطر سے کیا اوس نے فراموش مجہے
جیتے جی آہ مین بیٹہا ہون پہ سوہا پس مرگ
دامن ابر ہوا گور کا آغوش مجہے
دیکہون کیا اسکو عوض کہینچون جہانرد
چشم مست اپنی دکہا کر وہ بیہوش مجہے
سے بلائی فقر وفا سے ہین ہاہون آگاہ
روز مولود کیا ہے کفنی پوش مجہے

[illegible]

سینہ میں چھپا ہے اوسنے زلفوں میں
سینہ میں مرا ستارا ہے
سر فرو کیوں نہوں شہیدوں میں
سبزہ رنگوں نے مجکو مارا ہے
باغ چھوڑا ہے میں نے صحرا میں
وہاں بھی گلچیں کا کیا اجارا ہے
نالے کرتے نہیں اثر او بت
دل ہمارا کہ سنگ خارا ہے
جان دیتے ہیں تیغ ابرو پر

[illegible]

116

مجکو درکار نہیں چادر گل گور پہ رند	
داغ حسرت ہی مری کہینگے گلپوش مجھے	

آج گلشن میں کون آتا ہے	گل جو پہولا نہیں سماتا ہے
دیکھیں طالع کی اب رسائی کو	مری بگڑی کو کیا بناتا ہے
دل دیا اسکو ایک کافر کو	دیکھیے کیا خدا دکہاتا ہے
عمل خیر کرلے کچھ غافل	وقت فرصت وگرنہ جاتا ہے
روتے کرتا ہوں عرض حال اگر	تو ہنسی میں مجھے اڑاتا ہے
بہولا بہٹکا سا آپ پہرتا ہے	خضر رستا کسے بتاتا ہے
شوق نظارہ جمال سجن	مجکو در بدر پہراتا ہے
شاہ راہ عدم کا حال نہ پوچھ	ایک آتا ہے ایک جاتا ہے
نستے کا زیادہ قسمت سے	رنج بیہودہ کیوں اوٹھاتا ہے
عشق میں رکہ نہ زندگی کی امید	یہ مرض گور ہی جہنکاتا ہے

تم بھی سوئے عدم چلو اے رند	
قافلا روزیاں سے جاتا ہے	

اوسنے صید حرم کو مارا ہے	آہوے وحشت واں چکارا ہے
ماہ رو بام پر سدا رہتا ہے	اوج پر اب مرا ستارا ہے
رہتی ہے شکل یار کی دل میں	پری گر شیشے میں اوتارا ہے
آدمی سے منہ چھپائے گا کیا	بارہا دیو کو اوتارا ہے
رات کو وہ فوج گیسو لا شا	زلف شبگوں نے مجکو مارا ہے

[illegible]

[illegible]

سو منہ ڈہانک کر آج رونا پڑا ہے	ہنسے سنتے کبھی رکہکو منہ وسکو منہ پر
گہڑیوں میں رقیبوں کے رونا پڑا ہے	مری گہر میں آنیکی اوسکے خوشی ہے
اسی بات کا ہاے رونا پڑا ہے	مرے ساتہ سوتا نہیں یار آکر
کسی سمت الٹا بچہونا پڑا ہے	پلنگ ایک جانب کو اوندہا ہوا ہے
یہ مرنا پڑا ہے کہ سونا پڑا ہے	مسہری پہ ہوتا ہے تابوت کا شک

کروچل بسے کے آباد اب گور اسے رند
بہت دن سے سونا وہ کونا پڑا ہے

کچہ کام نہیں ہمکو جسے نہ ... ہے	آزاد ہوں آگاہ ہوں سب ...
تجہسے ہی امان مانگتا ہوں تیرا غضب ہے	ہے کون بچا لے جو تری قہر سے یا رب
دل منتظر آفات سماوی کا ہی کب ہے	لشانہ ہوں نیچے کہیں وہ کامل سکین
میدان میں رہا چار قدم آگے ہی سب ہے	جانبازی کی معرکہ عشق میں کس ...
اور خوف بہی ہے لیکن تیری غضب ہے	امید ہے بخشش کی تو ہے ذات سے تیری
انسان ہے یا ہر ہنو تو مرضی رب ہے	خبر شکر کہ شکوہ نہ کبہی آسکے زبان پر
دوبوسونکی ... نہیں ایک لب ہے	غنچہ پہ ہنو ہم تمہیں کیا یاد کرینگے
ایذا ہی اوٹہاتی ہے پیدا ہو جب ہے	دم بہر ... افسوس ہے ...
اللہ بچالے جو مصیبت ہجر کی شب ہے	دکہلاینگا دن وصل کا بہی ... محبت
[illegible]	[illegible]
[illegible]	بڑہ چلنا قدیار سے رہا نہیں تجہکو
سائل ہے یہ درویش شہنشاہ عرب ہے	مطلب نہیں کچہ اپنی ... رند

۱۱۷

کمال ... کو نہایا چاہیے
آپ ... چاہیے
... ابرار
[illegible]
... چاہیے
[illegible]
[illegible]

[illegible]

راہ طلب میں کیسے کوئی ہم خستہ جاں تھکے
سر سے چلے ہیں پانو تجسس جہاں تھکے

پہونچے وہ آنکھ جو کہ تجھے پر نگاہ بد
اور بہت برا کہے جو تجھے وہ زباں تھکے

مجنوں سے اب چلا نہیں جاتا خدا کرے
ناقے کا پانو ہاتھ ترا ساربان تھکے

تو ایک گام بھی اے مرے یوسف نہ آیا تھا
کیا کیا تلاش میں نہ تری کارواں تھکے

درویش ہیں مقام ہمارا ہے ہر جگہ
سمجھے اوسی مکان کو تکیہ جہاں تھکے

گرنا نہ تھا بہار میں او برق بیوفا
ہم جمع کرکے خار و خس آشیاں تھکے

دو چار گام پائے بہر وہ اسیر درد
گوشے میں یہ پانو ٹکیو تو آکر کماں تھکے

وہ دشت گرد ہوں کہ ہمراہ میرے رہ کے
اہل زمیں چل نہ سکے آسماں تھکے

کیا ہوا یار جو آنکھوں سے نہاں رہتا ہے
ذکر خیر اسکا سدا ورد زباں رہتا ہے

حسن اور عشق میں آخر یہ ہوئی یکرنگی
مجکو غش رہتا ہے اونکو خفقان رہتا ہے

اثر عشق رہے ترک محبت پر بھی
زخم بھر آتا ہے پر اوسکا نشاں رہتا ہے

قول سچ ہے پیر مغاں کا اسے سیکھو ورنہ
تا ابد نام جواں مرد جواں رہتا ہے

زیست کر لو میں بسر خوب رہے جا میں ریشی
ہر گھڑی وسوسۂ سود و زیاں رہتا ہے

روی انور پہ جب ڈالتی ہیں آپ نقاب
کوئی خورشید چھپائو سے نہاں رہتا ہے

سبکو وہ طفل حسیں ہے یوسف سے عزیز
اوسکا مشتاق ہر اک پیر و جواں رہتا ہے

رستم و زال کے احوال سے ہوتا ہے ثبوت
نام سے مرد کا دنیا میں نشاں رہتا ہے

اک پری زاد کے دیوانے ہیں ہم مدت سے
عقل کہتی ہے کسے ہوش کہاں رہتا ہے

رند وارستہ کو کیا قید تعلق سے غرض
سرو آزاد کو کب فصل خزاں رہتا ہے

اوسکے کشتے ہین زندہ جاوید — نیستی اون کی ہین ہستی ہے
ایک بت نے دیا نہ پھر جواب — سب زبانون کی منہ بستی ہے
خاکساروں کی سب ہی معراج — سر بلندی ہماری پستی ہے
کنج وحشت ہے گھات مین صیاد — عندلیب آج کل ہین پھنستی ہے
اس مرقع کی دیکھ تصویرین — کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہے
منزل عشق کی سمجھ رہ ہموار — نہ بلندی ہے یان نہ پستی ہے
حسن دکھلا رہا ہے قدرت حق — بت کو بھی ذوق خود پرستی ہے
جان بھی دیکے تو مفت سمجھ — ہر طرح جنس حسن سستی ہے
زلف اوسکی سیاہ ناگن ہے — مار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہے
کھلین کی آنکھین نشہ اونرگسکا — حسن کا سادہی یہ مستی ہے

ایسے جینے پہ رند خاک پڑے
موت اس زندگی پہ ہنستی ہے

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے — جبین پر نشان ہو اوسکی آشنائی کیجیے
شکل آئینہ مصاحب ہو جو اوس خودبین کے — شانہ سان گیسوے جانان تک رسائی کیجیے
سیری نظر میں ہین ایک آپ ہی ناز نین — پھیر لیں ستم کا پنجہ یا کلائی کیجیے
پاؤں پھیلا کر شب وصل صنم مین سوئیے — بالش سر دست جانان کی کلائی کیجیے
نالہ و فریاد ہو انکی تنگ آ کر مین لگ — صبح ہوں یار اسیر فکر کی رہائی کیجیے
رنگ اڑتا نہین ہے برہم کدورت ہو زیاد — گر ہوا آئینہ دیون سے صفائی کیجیے
غوث جانین ہو کوئی صاحب کیا — آپ بندی ہلکر دست دعا یا خدائی کیجیے

119

[illegible]

سرو و نرگس پاک کی غذا شہد و قند ہے
خوان کرم سے تیرے ہر اک بہرہ مند ہے

نکلے بھی جان ٹوٹ سکے قفس تن سے مین
کیسے پری طلسم بنا عنصر مین بند ہے

اوسکی رسائی عرش تلک اسکی مصر تک
یوسف سے بھی پری پایکا رتبہ بلند ہے

اندیشہ کر نہ دل مین نشیب و فراز کا
ہموارہ راہ عشق مین پست و بلند ہے

ہر عیب ہے اگرچہ ہنر اپنا اوسکی ذات
آخر کہونگا یار مرا خود پسند ہے

شاعر کو بعد کرتے ہین اوسکو سخن کی قدر
خلق جہانکو دیکھا تو مردہ پسند ہے

پیر و جوان فریفتہ اوس طفل کے ہوے
حسن و جمال یار سے ہی عالم پسند ہے

ہے سیر باغ خلد تصور جمال کا
آنکہین جہان کہلین یہ فردوس بند ہے

رخسار آتشین پہ ہے خال سیہ ہنوز
جلتا نہین جو آگ مین یہ وہ سپند ہے

شیرین لبونکو ہاتہ سے کہائے ہین بسکہ زخم
مجروح نیشکر کی طرح بند بند ہے

شاعر سے بھی کہین گے تری زلف و چشم کو
یہ آہو سیہ ہے وہ مشکین کمند ہے

کیا کام نیک و بد سے مجہے مرد رند ہون
کچہ کارگر یہان نہ نصیحت نہ پند ہے

کسدن زبان اُت کو ہوٹ ملا نہی
یارب سہ تری جناب مین کب التجا نہی

مرتو تہی ہوین نہ تشنۂ دیدار آن کر
قاتل گلی تہی آگی تری کربلا نہی

نالون سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی
لوین سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہی

کس شب ہمین تصور زلف سیہ نتہا
کسدن ہماری جان پہ نازل بلا نہی

[illegible]
کس رات مین شہر شبدکی نشان [illegible]

120

رخصت حسن پہ بھی یار کا بدلا نہ مزاج
ناز و انداز وہی ہے وہی دلداری ہے

نشہ میں قتل جو کرتا ہے گنہگاروں کو
یہ بھی اوس قاتل بد مست کی ہشیاری ہے

بوالہوس سامنا کس منہ سے کریگا میرا
اپنے بسمل پہ تو مرنا بھی مرا بھاری ہے

واہ رے بازوے سفاک زہے تابش تیغ
ایک جو کا نہیں جو زخم لگا کاری ہے

اسقدر زار کیا ہے تپ غم نے اے رند
جان بھی جو تن لاغر پہ مری بھاری ہے

نسبت ید بیضا کو نہیں دزد حنا سے
بہتر ہے جو ٹھوکری یار کی موسی کے عصا سے

ٹپکے گا لہو اسکے برس رنگ حنا سے
سیکھی گئی ہیں کیا ریان خون شہدا سے

اعجاز مسیحا کا ہے وابستہ رفتار
جی اوٹھتی ہیں مردے تری ٹھوکر کی صدا سے

قمری بھی فراموش کرے نعرہ یا ہو
گلشن میں ہم آواز اگر کھینچیں آ دا سے

دریوزہ دیدار حسینوں سے کیا کر
بیکار نہ بانے نہیں آنکھوں کی یہ کاسے

ہیں بیخبر ارباب جہان موت سے گویا
بیٹھی ہیں الگ رہگذر سیل فنا سے

تکلیف کفن دونگا نہ میں اہل وطن کو
ہونگا مرا سامنا جنگل میں قضا سے

بیماری فرقت سے گذر جاتی ہیں یہ لوگ
عاشق کوئی مرتا ہے کبھی اپنی قضا سے

ڈرتا نہیں موذی سے جو ہیں آپ سے باہر
کھٹکا نہیں دیوانوں کو خار کف پا سے

عاشق ترا دنیا سے گیا تشنہ دیدار
لب تر نہ سکندر کے ہوے آب بقا سے

جاتا ہے ترا باغ مبارک تجھے بلبل
سرسبز رہیگا اپنا تو گلشن کی ہوا سے

وہ ڈرا تو غزالوں نے مری گرد نیا لی
وحشت میں ہا چار قدم آگے صبا سے

شل ہو گئی ہاتھ اپنی زبان گھس گئی لیکن
ہرگز نہوا ربط اجابت کو دعا سے

لباس شال و زربفت اون کو ہے مبارک
ہوا کہ دیر آکر لیتا تھا کہین آگ لگادین ہم
صفت اک اک دندان جانان کی بیان کیجیے
سحر تک سکے بین ہچکیان لیکی روتا ہون
خیال گوہر مقصود مین جب رو لگتا ہون
پیام وصل شیرین لیکے آیا ہی تو اے قاصد

نہ میری ہی کہی گی سر میں ایک چادر
چلی آتی ہے یہ پہلو کی اشک بستر
کہو جاتی ہے کلی جابجا کر آب گوہر سے
صراحی سا گلا یاد آ گیا تیرا جو ساغر سے
گذر جاتی ہے آکر صبح اشک اکثر مری سر سے
یقین ہے آج خسرو منہ ترا پتھر لگا تکنے

جو ہوا ہی رشک وہ رشک چمن عریان مری آگے
تو ڈھانکون مرقد بلبل کو مین پہولونکی چادر سے

جلوہ تیرا اے صنم ہر سو نظر آیا مجھے
غور سے جس شئی کو دیکھا تو نظر آیا مجھے
فکر مضمون کمر مین گر ڈہین لیتا رہا
یاد مین سلک دندان جب لگا رونے لگا
ششتہ مضمون میان یار کو بند سحر ہے
شانے سے ناخن کا اک لو رکی شی تھی فقط
وصل کی شب کر دیا حیران فروغ حسن
کونسا آئینہ رو منہ دیکھ گیا ہے آن کر
اوسکو کیسا کر دیگا اسکی گالی کھا دیگا
یہ وہ آنکھین ہین جو ہین نا آشنا ی رو ی غیر
کل بسر لطف سے فصل زمستان انکو سا

جسطرف کو شیخ دیکھا تو نظر آیا مجھے
تو ہر اک گل مین ہر رنگ بو نظر آیا مجھے
اسپہ بھی تازہ نہ اک پہلو نظر آیا مجھے
گوہر غلطان ہر اک آنسو نظر آیا مجھے
سو طرح باندھا جو اک پہلو نظر آیا مجھے
نہ کلائی سو جہی نہ بازو نظر آیا مجھے
صاف آئینے سے وہ پہلو نظر آیا مجھے
چشم حیران ہر حباب جو نظر آیا مجھے
خوب چھیڑونگا جو وہ بدخو نظر آیا مجھے
آنکھ کھولی جسپہ بیٹھے تو نظر آیا مجھے
گرمیان کیسی جب وہ آتش خو نظر آیا مجھے

ایک بیت زعفرانی کی تو تھا دیگا مجھے
دوسرا نعم البدل اوسکا خدا دیگا مجھے
فی سبیل اللہ ہی جو دولت قارون بھی ہو
دلین سمجھونگا کہ خاک آستان یار ہے
بیٹھ جاؤنگا میں کاسہ سر کو میں جلا دیا

١٢٣

جاتی ہین اب وہان کہ جہانسے نہ آئینگے | چلنا ہو جسکو ساتہ ہمارے چلا چلے
تڑپونگا خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار | دکھلاؤنگا تماشا اگر دست و پا چلے
اِن ہندی گیسوؤن مین چلتا ہون آپکی | تم آگ لینے آئے تہے کیا آئے کیا چلے

ق

آباد رکہے حق تجہے اے بادشاہ حسن | عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے
ہر وقت جاؤ جاؤ کہانتک سنے کوئی | در سے ترے چلو چلو او بیوفا چلے

مو ہوگئے سفید سیہ کاریون مین رند
کس کام کو تم آئے تہے اور کر کے کیا چلے

کشتۂ تیغ تغافل ہے جو دل خستا ہے | کون زندہ ہے تو اب کس پہ کہ کستا ہے
اسکو گلدستہ کہون یا قد موزون تیرا | یا یہ مصرع کسی اوستاد کا برجستا ہے
ہے جو منظور او دہر ہوا اب دہر کی دنیا | اوجڑی جاتی ہے یہ بستی وہ نگر بستا ہے
امتحان عاشق جانباز کا کچہ خوب نہین | در خالص کو کسوٹی پہ کوئی کستا ہے
نشہ افیون کا سا ہو جاتا ہے ہوں پیچ بخود | یاد گیسو مین جو کالا ہی کہین ڈستا ہے
جادۂ راہ عدم ہے تری تلوار کی دہار | مجکو جانا ہے اسی راہ یہ وہ رستا ہے
خواب غفلت مین گذرتا ہے مرا عہد شباب | نوجوانی یہ مری پیر فلک ہنستا ہے
پیچ پر پیچ لگاتا ہے وہ ٹیڑہی محبت | ہر کمر ہی کہین قاتل جسے تو کستا ہے
دلکو مین اک نظر لطف پہ ہوڑا اونگا | مال مفلس کا ہے لیلو تو بہت سستا ہے
مردے جی اوٹہتے ہین پازیب کی جہنکار کو سنکر | شور محشر تری رفتار سے وابستا ہے

سیکڑے اشعار ہے پرلا وہ ہو کر انجان
کیا کوئی رند سے یہان شاعر دل خستا ہے

شیخ برہمن سے دعویٰ ہے کہ دونوں سے صادق کا
کس کی دوستی کا دعویٰ سب کا اوروں سے
دہ شاہ ہوں اگر آ جائے کی دل کی شکوے سے
ہزاروں جلوے تازہ نگاہوں کے ہیں
میں دیوانہ ہوا جیسے شادی میں کی شہرا
نہیں ہم نرگس جادو کا افسانہ کہ سنوں سے
وعا علی کی تھی بر دم مردوں میں قفس سے
جھوٹی موت شرمندہ کہ تا صبح مجنوں سے
خدا کو فرزند رسول دل بر ندا و منعم

ہم اور وہ آپ کرتے ہیں باہم کام ساقی کا
کہ ہر لیجا یگا کس دشت کو کا شونکو رونہ لگا
کسی تاب سے ہوا ان کے سے وہ تو شور ناتوانی ہے
ستم کرتا ہے جو شیخ شعلہ برور اہل غیرت سے
اکیلا کیا ہوں میں جیتا انہی جانب
عداوت سے نہیں کم دوستی اپنا عالم کی
ہے پہر جاتی ہیں کہا جرحت نہ ڈیا گر
عدم آباد ہوتا نگاہی ملک ہستی تک
شہوا آغاز ہے یاران تاک کا کوئی دیکھے
فلک رفعت تھی جنکی آستان سے ہیں گا نہیں
نظر کرتا ہوں گا میں بام پر کہ در کو تکتا ہوں
ادھر اٹھا لونگا اس کو ایک ذرہ مہر طلبش میں کر
ترا تماشا ہی تھا جو مقابل نظارہ کو دیکھا ہو
حباب ہی سمجھا ہے اک قطرہ کی ہستی

ہم اوسکو بلاتے ہیں وہ ہمکو بلاتا ہے
الہی حیر کہنا پہر تلوار کھینچا تا ہے
زبان تک آہ آتی ہے نالہ لب تک آتا ہے
جہ کا نرگس ہنستی تھی وہ آنکھ نیسی کہتا ہا
مثل ہم کوئی بھی اک ہاتھ سے تالی بجاتا ہا
جو میری سر کو سہلاتا ہے سمجھا کہا ہر جاتا
تو قاتل تیغ کو کس آب شمشیر میں بجہاتا
اودھر سے کوئی آتا ہے اودھر سے کوئی جاتا
یہ پتلا خاک کا کیوں آسمان پر اوٹھاتا
یہ شیخ جیرت دربدر کنکو پہرتا ہے
وہ رشک مہ زمین آسمان جسکو چکاتا ہے
سمجھ کر یا تو ان جسکو فلک بر دم دباتا ہے
نہ سمجھ کو کا تھو تو تعلق الگ کیا ستاتا ہے
وہ میرا گلہ سے دریا میں جا کر حباب بنتا ہے

یگانہ [illegible] ہیں عزیز و اقربا ہی رشتہ
لیے ہیں [illegible] عجب [illegible] ہر یہ نہ تاتا سے

کسی جا تو ہیں بہر بوستانی قدموزون سے
زلف [illegible] آتا ہے کہ [illegible] مضمون سے
[illegible] نہ زنجیر مضمون سے

در گرکو [illegible] ہر گڑ کو دن سے
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

اوپری ہو تیرے دیوانی سی عالم کو گریہ
جا سکنے جا سکتے اور کردہین لیتے لیتے
آج دیکھا تجھے مشتاق تھا مدت سی
عاشق زار رہا تو مین نہ نکلی کاکوئی
پہر ملاقات کا بہی کوئی تو ٹہر لگا دیو
جلوہ یار ہر اک شے مین نظر آتا ہے
عشق پوشیدہ جو تھا فاش کیا ہر اک پہ
نور معنی کیطرح ہو جو مشتاق جمال
مرچکا تھا تپ فرقت سے جلایا آکر
گور پر کون تھا پانی کا چھڑکنے والا
جب مین سوتا ہون تو ملاتی ہین آنکھ آکر

بھاگکر پہرتے ہین پرچھائین سے سودائی کی
کٹ گئی بارے مصیبت شب تنہائی کی
دھوم سنتا تہا تیرے چمن رعنائی کی
دوسرا اچھا قسم ہے تیری یکتائی کی
راہ تو نکلو کہین ایسے شناسائی کی
تو نہ دیکھے تو یہ تقصیر ہے بینائی کی
دل بیتاب تڑپ نی تری رسوائی کی
نیم جو جائی ہو تو کلمہ اوسکے تماشائی کی
سچ تو یہ ہے کہ ہر یوسف نے مسیحائی کی
ابر رحمت نے مری خاک پہ سقائی کی
حسد مین کرتے ہین بیان جو رسوائی کی

دن تو مرمر کے کٹا ہجر مین اوسکے ای رند
جھیلنی ہے ابھی آفت شب تنہائی کی

آب ہر آنکھ کیسا لائی ہے تیری نور کی
اوپری تجکو چھپا دی جو صورت نور کی
یا تجھی پاران سے چھپ رہ گیا اپنی صورت
کسقدر تجکو حسین پیدا کیا اللہ نے
رہ گئی تجھ سی کیونکر سے کا ہی میرا خمیر
نکلا آتی ہی دیا عاشق کو بوسہ پارے

دیدہ موسی ہو تو دیکھو تجلی طور کی
تیری ابرو پہ کہین تلوار مین جو چھپی حور کی
بوجھ تو ٹھانی ہے کیونکر چھپائی ہے مزدور کی
اوپری تجھ کیونکر رہ سکے حور کی
مجھکو کشتی مین پلائی ہے شراب انگور کی
شام کا وقت آیا اجرت ملگئی مزدور کی

[illegible]

125

نازاں تھا ہستی مین ملک عدم سے
ترا شوق لایا یہان مجکو دم سے
محبت ہا زنجیر سے کیون نہ ہم کو
[illegible]

عارض سادہ ہوے خط آئی ہی باغ وبہار
ویر ہو جاتی ہین کبھی کبھو آتے ہین پھر
کوچہ دلبر مین جو اوسکو ہوتی ہی آسیب کا
کسلئے کرتا ہی تدبیر یہ بدا اس سے
بدمزاجی اس سبب کی کیونکہ شہا مین سمجھ کیا
دُر نفعت سے بھی جو آمرزش کا ہی امیدوار
جوش وحشت مین کبھی کرتا ہون صحرا کا قصد
کیا بہلا سیر چمن کو جائی وہ نازک مزاج
گردن شاہد یہ خون ناحق منصور ہے
جو ہے عطر آرائی دماغ جان معطر ہو گیا
ناتوانی ہو رہی لگائے ہین ہر لاغر کو یہ

وہ عذار اوسکو ہین یہ قطعی خط گلزار کے
خاک اڑاتی پھرتی ہین جو یا مکان یار کے
ہنکے چلتی ہی پری بھی سایہ دیوار کے
صورت کی نہین نظر آتی ہین اس بیمار کے
چاہنے والے ہین کچہ نوکر نہین سرکار کے
نام ہین قہار اور جبار بھی غفار کے
آنکہین جو کھلاتی ہین فرزین یار کی دیوار کے
درد سر ملتا ہو جسکو عطر سے گلزار کے
حق کہونگا گو مجہی ٹھہرائین قابل دار کے
زلفین تیری کیا کھلین جیسے کھلے عطار کے
سانس کے ہمراہ ملے یار مین دیدار کے

بیستون پر چلکو اب فرہاد سے کہتی ہین رند
منہ چڑا اپنے کر کے کیا مالک ہوئے کہسار کے

ہونہ مایوس ریاضت کا صلا ملتا ہے
راہ بر کرتا ہی رہبر کا مسافر سے سلوک
کسطرح ڈھونڈھ نکالین تجھے جیا تیری
کل کوئی الجھا تھا کہ پاس ہی تیری
جسکو دیکھا تیری زلفونکا وہ سودائی ہے
خاک ہوتا ہی ہر بار بھی سے ظالم

بندگی کر یہی کہتے ہین خدا ملتا ہے
خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہے
نہ نشان ملتا ہی تیرا نہ پتا ملتا ہے
وہ صفائی تو کہان نگ ذرا ملتا ہے
[illegible] ملتا ہے جو پاسے بلا ملتا ہے
آسمان مجکو ستاکر تجھے کیا ملتا ہے

[illegible]

[illegible]

تجھ بن مری نظر میں ہے بلبل ہے رنگ باغ
اگلی سی گرمیاں نہیں حسن و جمال کی
ہر ذرہ شکل مہر درخشاں ہے خاک کا
ضد عبث ہے خاک کو دو تو سب کچھ ہے
پہلتی ہے برف بند ہوتی ہے گلی کی راہ
مرکر بھی میں رکا سعادت کے ساتھ ہوں
ملتا نہیں پتا تری منزل کا خضر کو
کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں

ہر گل برنگ برگ خزاں دیدہ زرد ہے
تھوڑے ہی دنوں سے عشق کا ہنگامہ سرد ہے
یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہے
سہ ہے شب وصال کہ روز نبرد ہے
کوچے میں تیرے کھینچا کون آہ سرد ہے
توسن نے آگے چار قدم میری گرد ہے
بر سے ان کے گذر گئے یہ میں صحرا نورد ہے
نادان شعار نفس کشی کر جو مرد ہے

آزار کیا ہوا نہیں امیر درد عشق میں
آنکھوں میں اشک سرخ ہیں اور رنگ زرد ہے

ہم اپنا حال اونکو دکھاتے چلے گئے
دم بھر وہ میری نعش کو دیکھے نہ تھے سیر
کوٹھے پہ وہ جو چھپ گئے تابوت دیکھکر
ابتدا اوٹھایا ہاتھ مری فاتحہ سے بھی
آ تھی او حسن کو کہ نہ آئینہ گر کبھی
مشتاق اونکی بات کا تھا وقت نزع بھی
ہشیار ہو وہ برق کی مانند اور ہم
برخاستہ وہ نکلے کہیں دل لگی نہیں
تھی مدتوں سے جو اور اونسے نگہ چلی

لیکن وہ ہم سے آنکھ چراتے چلے گئے
وہ ہاتھ نیچے کے لگاتے چلے گئے
ہم بھی کفن میں منہ کو چھپاتے چلے گئے
تربت پہ صرف پھول چڑھاتے چلے گئے
لو آج پھر بغیر بلاتے چلے گئے
بیٹھے کچھ گھڑی گھڑی آتے چلے گئے
افسوس شال اپنی بچھاتے چلے گئے
بیگانہ وار بزم میں آتے چلے گئے
اپنی طرف سے بات بناتے چلے گئے

١٢٧

فرق کچھ آزادی و گرفتاری میں [illegible]
حرکت وضع گرفتاری [illegible]
کیوں برا حال ہوا کس [illegible]
اسقدر زرگس بیمار [illegible]
یہی دل رکھتا ہوں [illegible]
کیوں کہ [illegible]
[illegible]
تم سے [illegible]
دو کیا [illegible]

[illegible]

مشق ستم یار کا مری خون سے اگر کہلا
باقی ہین چند قطرے لہو کے سو پہاڑ دے
یارب کہین عالم مین تماشا کا در کہلا
مثل پری ابر کی صورت سی پہن دین
عقدہ جو تیری زلف کا نہ ہم پر کہلا
کہلا یا او بہی باد شکاف زلف ادہری
اک شب صید کو مرا صیاد پر کہلا
ہاتف نے باغ دیکہا دام محبت کا بستہ بام

پہنچی نہ بازوی تیشہ نو صوبات یار کی
زخم جگر کے ٹانکے پہر ادہیڑ کر کہلا
دیکہا جو روی یار تو صورت پری کی
بند نقاب کیا کہلا جنت کو در کہلا
دیوانون ہوا دیکہتے ہین رشک پری کی
سمجھے نہ کہ وہان کر ادشیشہ گر کہلا
کس کام کا وہ حسن جو ہین جیسین شوخیان
بیکار لفظ جان نہ معنی اگر کہلا
وہ گوش نہ ہو جو تری کبہی جو سنا ہو

تجھسے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم مین
تیرے آگے کوئی ترکیب بطرحدار نہتی

بہرگئی جلنے کو مردہ تجھی سے بار آگر
موت بہی اس تن لاغر کی خریدار نہتی

چاہتے تم تو ملاقات بہت آسان تہی
مجکو مشکل نہی مریجان تمہین شوار نہتی

آہ کر ساتہ فنا جان کو بہی کر دیا تہا
طاقت ضبط اگر تجہ مین دل زار نہتی

قتل منظور ہوا تجکو نہ میرا ورنہ
جان دینی تو بہت سہل تہی شوار نہتی

کون سے دلکو نہتی لاگ تری مژگان سے
کسکے سینے سے مریجان یہ سنان پار نہتی

آفت ہجر دکہاتا ہی رہا وصل کے بعد
کب یہ عادت تری او چرخ ستمگار نہتی

عمر دو روزہ کٹی بیسر و پائی مین رند
جب میسر ہوئی پاپوش تو دستار نہتی

منقار سے ہزار مشقت سے پر کہلے
یارب نہ یہ خبر مری صیاد پر کہلے

ہر کوچ اس مقام سے کیونکر کمر کہلے
منزل پہ جاکے ٹہہرون تو ساز سفر کہلے

ممکن نہین ہر ایک پہ راز کمر کہلے
وہ عقدہ نہین ہے کہ جسکی خبر کہلے

خالی نہ جاسے وار سر ہی کا یار کی
سینے پہ روک بیٹہ سے جبتک سپر کہلے

افشای راز عشق مین ہین سعی جتین
کاٹون زبان اپنی اگر یہ خبر کہلے

صیاد تو یہ کہکو مری باندہی بال و پر
مقراض سے کٹین گو اگر انکی پر کہلے

حسن و جمال یار کا عالم ہوا دو چند
کیا کیا نہ خال و خط رخ محبوب پر کہلے

زائل ہوئین فراغون سے بالکل خرابین
ہتہیار بند ہیر تو ہین انکو کمر کہلے

ہر بار نام یار کو رٹتا ہون اس طرح
جیسے زبان طفل کسی بات پر کہلے

مقبول و مستجاب نہ ہو کیون خصوص قلب
نیت درست ہو تو دعا کا اثر کہلے

[illegible]

[illegible]

۱۲۹

ہم عبث کہتے ہیں سہرے نے غلط — سب بجا ہے آپ جو فرمایئے
اوٹھ نہیں سکتے شدایہ ہجر کے — آیئے اب یا مجھے بلوایئے
دنکو تو تشریف تم لاتے ہو روز — شب کو بھی آکر دن کرم فرمایئے
ترک عشق لالہ رویان کر دلا — کس کس کے واسطے گل کھایئے
کفر کیوں سکتے ہو تو بہ کیجیے — جھوٹی جھوٹی بس نہ قسمیں کھایئے
کچھ کرونگا میں بھی اب خدا تمہیں غرض — سب چھپکے رہیے منہ نہ اب کھلوایئے
دیدۂ سوزاں میں بھی بھر آئیں اشک — زخم سینے کے اگر دکھلایئے
کی ہے جیسی بیوفائی آپ نے — بالعوض اسکا خدا سے پایئے
ہاتھ پاؤں توڑتا ہوں نزع میں — مشکل آسان ہو مری جلد آیئے
سے ہے نقطہ آنکھوں میں دم باقی رہا — اب تو صورت آنکر دکھلایئے
باغ میں او گل تو نظر آیا گیا — خون بلبل سے تجھے نہلایئے
باغبان دشمن ہے گلچین ہے قصاب — آشیانہ باغ سے بیجایئے
وصل کی شب ہو لو دیوا شمع تو — اوس سے بیٹھیے اور تجھے رلوایئے
بن چکیں زلفیں بھی سر بھی گندہ چکا — آئینہ آگے سے اب سرکایئے
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہے — وحشت دل اب کدھر کو جایئے
دل لیا ہے جان بھی گر در کار ہو — کیا کروگے یاد سے لیتے جایئے
خوف رسوائی جو پیدا ہی میں ہو — خواب میں صورت مجھے دکھلایئے
تکتے تکتے آنکھیں بھی پتھرا گئیں — اب تو پردہ عرفے کا اٹھوایئے
روز روز سے جسطرح ممکن ہو رند — آج چلکر اوسکو گھر لے آیئے

روئیگا کہتہ سال مین عہد شباب کو
پیتا نہین جو دست نگارین کی طرح
کر سیر چشم عمو سے جو ذوق شعر ہو
ہنس ہنس کہ یار نہ کیونکر دکھا ئین آپ

جب ٹوٹ کر نہ نکلین گے دندان ہنسنے سے
کرتا ہے زور پنجہ مرجان ہنسنے سے
مضمون دکھا ئیگا مرا دیوان ہنسنے سے
نام خدا نکالے ہین دندان ہنسنے سے

دیوانہ قدیم ہون کیا میری قدر رند
پریان ہی تھی ہین سلیمان ہنسنے سے

زیبا ہین عقد گیسو خمدار کے لیے
تسبیح کے لیے ہو نہ زنار کے لیے
منڈلا نہ او ہما تو تن زار کے لیے
تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون
جب معرکے مین عشق کے سینہ سپر کیا
پہانسی لگائی گردن عاشق مین پہانسی کی
سوسن کا پہول غیرت ازک سے ہن گیا
جب آفتاب چشم مین ٹہرا نہ تنکے
وہ رشک گل جو آج گیا سیر باغ کو
او موت تو نہ آئی گلا کٹتے رہ گیا
تو جانے با غمین تو غبار قدم ترا
نفرت ہوا سے عمر و نسیم اقرار کرو
کب سے کہڑے ہین حسب سے ہاتھ ہین

ہین پیچ و خم ازل سے نہ کچھ یار کے لیے
گردن ہے میری خنجر خونخوار کے لیے
ہشت استخوان ہین سگ یار کو لیے
طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے
چہرے پہ وار یار کی تلوار کے لیے
یہ ہی سزا تہی ایسی گنہگار کے لیے
بو سے گئی ہوا ہس گل خار کے لیے
ہملسو نگا تیرہ سایہ دیوار کے لیے
آنکہون پہ بلبلون کے قدم یار کو لیے
سب آ چکے عیادت بیمار کے لیے
سرمہ ہے چشم نرگس بیمار کے لیے
آخر کچہ انتہا بہی ہو تکرار کے لیے
جاتے ہین تیرہ سایہ دیوار کے لیے

بیت المعزن فقیر کا شادی کا گہر ہوا
[illegible]

۱۳۱

[illegible]

اللہ ری کسادی بازار مصر حسن — یوسف کو ہے تلاش خریدار کے لیے

تیری طرف ہے گبر و مسلماں کی بازگشت — مرجع تو ہی ہے کافر و دیندار کے لیے

قطرے عرق کے ابرو پہ ہیں پونچھ ڈالیے — چھالوں کا ہونا عیب ہے تلوار کے لیے

مرتے ہیں لوگ دولت دنیا کے واسطے — کتوں کی طرح لڑتے ہیں مردار کے لیے

روز قیامت آج ہی مجھ کو دکھا و شکل — وعدہ کرو نہ حشر کا دیدار کے لیے

جو چاہے آج کر لے عمل پر یہ یاد رکھ — آمد ہے خدا کا بھی ہے گنہگار کے لیے

شیخ کباب سیخ سے کر چیز انتخاب — ساقی گزک ضرور ہے میخوار کے لیے

کرتا ہے نیک و بد کی برابر وہ پرورش — واں ایک مرتبہ ہے گل و خار کے لیے

مجنون عشق کو ہے نصیحت پند و اطلو — ہے حکم شرع مردم ہشیار کے لیے

دوزخ میں ہم پہ دوزخ ہے چاہے بہشت میں — یہ اختیار ہے مری مختار کے لیے

اک ماہ چاردہ کے تصور میں شب ہے — کیا خوب مشغلہ ہے شب تار کے لیے

اترا کسی طرح سے نہ آسیب گو یہ یار — ہوتے ہیں فتیلے سایۂ دیوار کے لیے

دو لقمہ اپنے یار کو روتا ہوں کر کے یاد — ور کے لیے کبھی کبھی بیمار کے لیے

کرتے ہیں پانچ وقت ملک آ کر واں سجود — کیا مرتبہ ہے سنگ در یار کے لیے

ایسے جہاں کعبہ تمہیں حج نصیب ہو — ہم چاہتے ہیں طوف کوچہ دلدار کے لیے

رہتے ہیں بیتو شاہ نشیں میں وہ تجھ سے — محتاج نہیں جو سایۂ دیوار کے لیے

پشتارۂ گناہ نہ باندھ اپنی پیٹھ سے — کھٹکا ہے راستے میں گرانبار کے لیے

اصلا نہیں نہیں ہیں تری جائے گفتگو — یوں تجھ میں بہت ہو ہیں تکرار کے لیے

عاشق ہوں مذہب یار کا تصویر دار ہیں — جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

۱۳۱

اثر کچھ کیا آہ نے میری شاید
کدر جو کل سے وہ آئینہ رو ہے

رولاتا ہے یہ مصرع درد سے رند
جدہر دیکھتا ہون ادہر تو ہی تو ہے

گل کسی شمع رو پہ کہا بیٹھے
دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے

مہ کے منہ پر ہوائیان چھوٹین
چاندنی مین اگر وہ آ بیٹھے

تولنا تیغ کا عبث ہر بار
جبہ لگانا ہوا لگا بیٹھے

ہے وہ قسمت نصیب ہو جاوے
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے

رکھدیا سر کو لیکے قاتل نے
مرتے مرتے بھی ہم جلا بیٹھے

جذبۂ دل نے کیا انہین کھینچا
بے بلائے جو پاس آ بیٹھے

راہ الفت مین رکھا جبہ قدم
سر سے ہم پہلے ہاتہ اوٹھا بیٹھے

لگ چلا ہے تو پہر نہ رکھو ولا
تیری سیدھی جو وہ سنا بیٹھے

کشتگان وفا شہید ہوے
اب پڑہین آپ مرثیا بیٹھے

خاک ہو کر اگر اوڑین تو اوڑین
اوٹھو در پر تمہارے آ بیٹھے

نکلے گہر سے طالب دیدار
راستون مین ہین جا بجا بیٹھے

بوسۂ خط طلب جو ٹہے کیا
خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے

ق

اب کو ملون پہ ہونے لگی
دولت حسن جب لٹا بیٹھے

سبز رنگت پہ اوس پری کی رند
کیا عجب ہے جو زہر کہا بیٹھے

رخ سے پردہ اوٹھا دیا کس نے
جلوۂ حق دکھا دیا کس نے

۱۳۲

[illegible]

[illegible]

۱۳۳

دل ہوتا ہی بیتاب پہ جان آتی ہی لب پر
کیا اتنا ہی پھر یار سے تجھے قتل کرونگا
کیا خستگی حال عاشق کی ہو چشم دل
آنکھوں سے جو ہی ہوش ہی تنہا ہی مرا دل
آنکھا محبت میں ہوا ہی جسم کا بیمار
جا نیز جو ہی مکین میں آزاری فرقت
تا تیر کہ نکلے مرا دل دھڑکنے لگے گا
ڈرتا ہوں بلا ہی نکلے غش آ سے نہ مجھکو
ہوا ہوں میں ان سے خبر تو یان قسمت ہی میں لکھا
رو رو کی جفا سے یہ مری عشق پکارا
تیر اس کا شیشے سے پھر اک آئینہ پا
اور حسن بت کو اثر ہو کے ہوا آتش عشق گیا
سنتا ہی اسے اوڑھ کے دو گلبدن آنکھ
جب پایا کیا اسے تجھ اور غیرت شتاب
اور دل ہی بت تیر نگہ پھر کیا تو نے
خدمت میں تری محو شب قدر کی بس قسم
اک ایک سے دلچسپ ہی جو تصویر کا
دیندار ہوں عزت مری رکھنا تو الٰہی
کیونکر سنگ دیوان کی کرین رہ عاشق

اب جا کو رہ کر دن یا دلکو سنبھالے
اک جان ہی مری آتو کہ خدا سے
تو بہ کرو اب تو مصیبت میں ہیں ڈالے
دوست بیٹھے ہیں گئے اکیلے کو سنبھالے
دل تجھ ہی مجھکو تو پھری جا کے لالے
بیمار اسی طرح سے لیتو ہیں سنبھالے
ہو تجھے جو کبھی کان میں عشاق کرتا
دلدار کا شوق سے ہی منہ کو پھرالے
زلفین بھی ہیں سانپ ہیں پیچیدہ کالے
تم آپ چلی مجھکو کیا کسکے حوالے
جنگل میں لگی آگ سے ہو کبھی چھالے
اور نالہ دل عرش سے ملتے تو ہلا لے
قربان گئی تستے مری کلی دو شالے
سو بہر دل بیت الرسو ی شیخ میں تنہا
اسکلے ہی مری زخم جگر تیو ہی آلے
عقدہ یہ کیسے ہوگا مری بعد حوالے
یارب یہ جدا رہین کن سانچوں کو ڈھالے
دل ٹوٹ گیا ہی اک بت بے پیر کی پالے
امبر ا میں سب علم محبت کے رسالے

[illegible]

اک قطرہ عیش کا بھی ملا یا تبرکا | یاران غم سو جب گل آدم بہکو چکے

کودک مزاج ہوں یہ جوانوں کی دل ندہو
اے رند اب لحاظ کرو پیر ہو چکے

نہ انگلیا نہ کرتی سے ہے جانی تمہاری | نہیں پاس کوئی نشانی تمہاری
ہوئی رند تو زندگانی تمہاری | یہی ہے اگر ناتوانی تمہاری
زیادہ ہوئی یاد جانی تمہاری | غرض قہر ہے مہربانی تمہاری
نہ بھولونگا ہرگز نہ بھولا ہوں اب تک | عنایت کرم مہربانی تمہاری
شبیہ آپ کی کھینچ دیگا یہ مانا | ادا کس طرح کھینچے مانی تمہاری
تباہ و خراب اک جہانکو کیا ہے | خدا کا غضب ہے جوانی تمہاری
وہی کہ رہا ہوں جو فرماتے ہو تم | مری گفتگو ہے زبانی تمہاری
برابر سمجھتے ہو غیروں کے مجھکو | زہے مہربان قدردانی تمہاری
دل و دیدہ لیکا ہے بیٹھنے کا تمکو | کہاں تک کروں پاسبانی تمہاری
بس اب شکل دکھلا دیجیا ہے غمزہ | بہت سن چکے لن ترانی تمہاری
عدم کو چلا ساتھ لیکے یہ داغ محبت | دکھاؤں گا سب کو نشانی تمہاری
کیا امتحان صبر اسو صبر کون میں | وہی ہے مگر بدگمانی تمہاری
برا گر نہ مانو تو سچ میں کہدوں | تم اچھے بری بدزبانی تمہاری
جگا کر دل زار نے بھر کی شب | سحر تک کہی سب یہ کہانی تمہاری
کرم کیجئے آپ بھی حضرت عشق | بہے خون جگر سے بہانی تمہاری
ق عجب شے ہے جب رو سیتی ہو | یہی تو بری خوب ہے جانی تمہاری

۱۳۵

دام میں پھنس کے پھڑکتی ہے عبث اے بلبل
شکر کر نامہ جانباز میں شک شیرین

بال و پر نوچ کے رکھدیگا صیاد ابھی
سر پہ مارونگا اوٹھا تیشہ فرہاد ابھی

خوش قدون کی ہے پس از مرگ بھی الفت اے زند
خاک سے میری اوگا کرینگے شمشاد ابھی

منہ نہ دکھلاؤ عبث حیا کرکے
نہ چھپو صورت آشنا کرکے

صاف کر قلب اتقا کرکے
دیکھ اس آئینے کو صفا کرکے

کیا ملا عرض مدعا کرکے
بات بھی کھوئی التجا کرکے

خاک اوس در کی اے مریض عشق
چاٹ جانیت شفا کرکے

حق اسیری کا تیری اے صیاد
جاؤن گا دام دام ادا کرکے

پاس دین کفر مین بھی تھا ملحوظ
بت کو پوجا خدا خدا کرکے

ترک مطلب حصول مطلب ہے
بیٹھ رہ ترک مدعا کرکے

گور مین بھی جگایا زندون نے
حشر سر پر مرے بپا کرکے

سبحہ ہم انفعال عصیان سے
خود پشیمان ہوا دعا کرکے

تیرا اے بت ادا سے شکر کیا
طاعت فرض کو قضا کرکے

پایا شانے نے نام عقدہ کشا
گرہ زلف یار وا کرکے

ہون وہ طائر اوڑاتا ہے صیاد
صدقے سر پہ مرے ہوا کرکے

شان روح الہی دکھاؤ کبھی
لب معجز نما کو وا کرکے

ہجر مین تھی کسے امید سحر
رات کاٹی خدا خدا کرکے

نہ ہوا غیر رنج خاک حصول
سمجھے اور ہو خفا خفا کرکے

[illegible]

شہر سے مل اگر [illegible] نکلن جو سنگ	[illegible] بتان کتنے
بین بین [illegible]	[illegible] زندان کتنے
پاؤن [illegible]	[illegible] بیابان کتنے
[illegible]	[illegible] ایمان کتنے
[illegible]	[illegible] قرآن کتنے
[illegible]	[illegible] کتنے
[illegible]	[illegible] حیران کتنے
[illegible]	وصل [illegible] زندان کتنے
[illegible]	ایک [illegible] کتنے
[illegible]	[illegible] کتنے
[illegible]	[illegible] کتنے
[illegible]	[illegible] مسلمان کتنے
[illegible]	[illegible] کتنے

[illegible]
تشنہ خون ہیں [illegible] مسلمان کتنے

الفت نہ کر نگاہ سے کسی کی	[illegible] سے دوستی کی
حالت کہوں اپنی بیخودی کی	دل [illegible] سنو [illegible] جدائی کی
اول اول ہوا [illegible]	آخر آخر [illegible] بری کی
[illegible] سینہ [illegible]	آئی ہے صدا [illegible] کی

[illegible]

[illegible]

جو حال پوچھے وہ عیسیٰ مرا تو کہہ دینا
نہ منع کر تو مرے قربان جو سنتے ہونٹے وی
تڑپ میں ہجر کی شب چوٹ لگ گئی شاید
جھڑی کی طرح سے باندھا ہے تار اشکوں کا
سحر جو ذکر ہے رخ کا تو شام کاکل کا
رہا کر انکو قفس سے کہ دنیا کر صیاد
عیاں ہے طرز نگہ سے جو آنکھ ہو کیونکر
جواب صاف ملے دیکھیے کہ خط کا جواب
نظر پڑا کہیں جو پردہ رشک ماہ مرا
قفس سے جاؤں چمن تک میں کس طرح صیاد

زیادہ سے اور سوا درد جگر کئی دن سے
پھرا نہیں ہیں مرے گرد سر کئی دن سے
لہو اگلتا ہے زخم جگر کئی دن سے
ہر اک قطرہ ہے رنگ ابر تر کئی دن سے
یہی وظیفہ ہے شام و سحر کئی دن سے
پھڑکتے ہیں کئی لب بال و پر کئی دن سے
پھری پھری ہے تمہاری نظر کئی دن سے
کیا ہوا ہے میرا نامہ بر کئی دن سے
اڑا ہوا ہے جو رنگ قمر کئی دن سے
جواب دے چکے ہیں بال و پر کئی دن سے

پڑا ہو سایہ کس کا جو گرد سے کیوں نہ
میں دیکھتا ہوں تمہیں بد بدہ کئی دن سے

ناز ہے معجزہ ہے یا اعجاز ہے
وہ ہے آئینہ ہے عشق ناز ہے
کیا کروں اظہار سر عشق کا
ہیں پھڑکتے تو گرفتار قفس
ہجر کی شب تا سحر اور رشک ماہ
تو نہ آنا اسکی باتوں میں دلا
حکم ہے چھیڑیں نہ ساز دی ہی ساز

سحر ہے افسوں ہے یا انداز ہے
چشم بد دور اچتوا اور انداز ہے
عاشق و معشوق کا یہ راز ہے
توڑتی پر حسرت پرواز ہے
شکل انجم چشم عاشق باز ہے
جھوٹا ہے مکار ہے دغا باز ہے
کیا مزاج دشمناں ناساز ہے

۱۳۷

یاں پردہ کیا کیا جانا ہے
میں ذکر کیا عشق کا افسانے راز
اشک پردہ ور پڑا غماز ہے
سامنے دیکھا نظر آئے بار کا
آرزو سے رخ تکو نہ لگی
عشقبازی کی دل سے قدر لگی
سادگی بیکلی کی خفا لگی
الفت سا غم و سبوتہ لگی

[illegible]

رشک سے جی مرا گیا افسوس
جان ناکام تن سے تو نہ گئی

سر پٹکتی ہے گو قفس میں ہی
نشۂ بلبل سے گل کی بو نہ گئی

ق

نہ چھپا مجھ سے کوچۂ قاتل
ہو گیا تو بھی میری خو نہ گئی

آب رہ گل میں جو تھی وفا عار کی
ہاں اک بھی اوسکے کو بکو نہ گئی

مرتے دم تک تری تلاش رہی
طالب گو جستجو نہ گئی

ہو نہ چھاڑ کیا میں تا دم مرگ
لب شیرین کی آرزو نہ گئی

مر گیا پر دماغ سے میرے
نکہت زلف مشک بو نہ گئی

تیز رو تو بھی ہے نسیم مگر
مجھ سے آگے گل کے تو نہ گئی

اشک بہ نکلے وقت رخصت یار
شکر کرتا ہوں آبرو نہ گئی

سینے تک آ کے پھر گئی اوٹھا
نارسا آہ تا گلو نہ گئی

مثل پروانہ جلکے خاک ہوے
پر تری گرمی شعلہ رو نہ گئی

نہ چھٹی مجھ سے خوے جامہ دری
جیب سے عادت رفو نہ گئی

کب نشستہ رہا گلی میں تری
کب لطف میری چارسو نہ گئی

جب نہ تب اک نزاکت بہانہ کیا
تیری بد خو یہ حیلہ جو نہ گئی

عمر بھر شعر عاشقانہ کہے
بات سے طرز گفتگو نہ گئی

وہ پری شیشے میں اوتاری رند
جو سلیمان تک کبھو نہ گئی

قرار دل کا ہوا اضطراب کے بدلے
وہ لطف کر لو لگی اضطراب کے بدلے

طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے
دیا کو پردہ میں رخ پہ نقاب کے بدلے

١٣٨

[illegible]

گنہ ثواب سے تبدیل ہونگے مومن کے
سنے کی گور میں راحت عذاب کے بدلے

صنم سجدہ کرلے بوسہ سنگ اسود کے
گناہ مجھ سے ہوئے ہیں ثواب کے بدلے

اگر جو پاک ہو محبت کی قسم کا فرشتہ
شراب پی ہے شکر شہاب کے بدلے

یہی ہے حال تو صوفی کا حال ہوگا کیا
جو پردہ تو نے ہے مطرب رباب کے بدلے

سپہر سفلہ نے دیکھا نہ حسن معنی کو
کیا ہے مجھے نظری انتخاب کے بدلے

مرید پیر مغاں ہوں مری وصیت ہے
مجھے شراب سے دینا غسل آب کے بدلے

میں تھر کبھی کا نہیں ہی یہ ساقیا بریار
پیوں گا زہر ہلاہل شراب کے بدلے

معاوضہ نکروں قطرہ عرق سے ترے
جو ایک شیشے سے کوئی گلاب کے بدلے

میں پیر دیر کو ساقی جواب دوں گا
گرو تو سو نیکی بت رکھ شراب کے بدلے

نہ ہے سکے مرے اعمال کی مکافاتیں
ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے

سوال مجھ سے نکیرین جب کرینگے رند
ہو الغفور سنیں گے جواب کے بدلے

۱۳۹

سانس کیوں ہیں تن بسمل میں جو آتے جاتے
اور جلا دینے جگر کا دیا جاتے جلتے

خط دروس عارض رنگیں پہ کیا عرصہ تنگ
خار ہیں صحن گلستان کو دبانے جاتے

کیا خبر ہوگی کسی رہرو ہری گھاٹ پہ تھم
آخر اس راستے سے رہرو ہوا آتے جاتے

آتش شوق پہ کرتے ہیں یہ کار روشن
اشک گرم اور بھی ہیں آگ لگانے جاتے

آزماتا ہوں محبت میں ہیں ظرف دل کو
درد و غم سہیں کہاں تک ہیں ستانے جاتے

تیغ سے تیرا میں [illegible] سے اور لٹنا تھا
آخری وقت تو دیدار دکھانے جاتے

یک بیک دل سے ہٹی حسرت محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جائے گا جاتے جاتے

عالم پسند ہوگئی جو بات تشنہ کی
جو چال تم چلے وہ زمانہ میں چل گئی

وہ شوخیاں کہاں گئیں عہد شباب کی
صورت کے ساتھ خو بھی تمہاری بدل گئی

اب وصل تیرہ کا دل سے خلش دور ہو گیا
وہ پھانس جو جگر میں چبھی تھی نکل گئی

سوز غم فراق کی افسردہ حرارتیں
اولے کی طرح منہ میں زبان تک گھل گئی

وقت سحر جو اوٹھ کے وہ آغوش سے گیا
ثابت ہوا کہ روح بدن سے نکل گئی

یاد آگئی جو جنبش ابرو سے یار کی
بیساختہ چھری سی کلیجے پہ چل گئی

یارب مجھے بلا وہ یا آپ آ ملے
مطلب جو آئینہ سے ملے مراد ملے

جب گل کو رتبہ آگے ترے خار کا ملے
کیونکر نہ باغ دہر میں گلگون قبا ملے

ہرگز نہ رکھ فلک سے عنایت کی چشم داشت
خلعت سمجھ کفن کا اگر بے بہا ملے

رکھ دیکھو اپنے سامنے سینے کی شیشہ
کاتب ازل میں لکھ دیا تیری صورت ذرا ملے

جیتا ہوں اور نہ مرتا ہوں دو فراق سے
اس وقت آکے یا مجھے عیسیٰ شفا ملے

کنعان سے تا مصر کیا اس تلاش میں
طفل حسین کہیں کوئی یوسف لقا ملے

لازم ہے ہر صنم سے لیے کبر اور غرور
پھر بھی بت نہیں جو نشان خدا ملے

مدت سے آشنا نہ گل کی خبر نہیں
پوچھوں چمن کا حال جو باد صبا ملے

سر پر چڑھایا طرہ کیا ہر حسین نے
کیا طالع رسا تجھے زلف رسا ملے

بڑھتا ہوں باتوں کا تبرک کی طرح سے
اور تری مہندی جو پاؤں کی تری حنا ملے

مرتا ہوں پھر یار میں کہ ساتھا کسو کے
وہ درد ہو مجھے کہ نہ جسکی دوا ملے

ہو ہر خلاف جب یا ہر فعل قول سے
پھر تجھے خاک دل میرا او بے وفا ملے

کوئی دن مین خونناب ہوکر بہے گا | دل اب پک کے پھوڑا ہوا چاہتا ہے

ذرا ضبط کر ضبط آہ و فغان کو
تو کیون رند رسوا ہوا چاہتا ہے

بت کرین آرزو خدائی کی | شان ہے تیری کبریائی کی
ہاتھ پہونچے نہ پاون تک اوسکے | طالع بد نے نارسائی کی
یار رستے سے پھر گیا آکر | بخت برگشتہ نے برائی کی
بجز عدن کی ہین مچھلیان پانچون | اونگلیان غیر حنائی کی
جو یہین تم سے بیوفا سے ہین | رسم اوٹھ جاے آشنائی کی
موت آجائے قید مین صیاد | آرزو ہو اگر رہائی کی
لب لعلین کی گر صفت لکھ لیا | سرخ رنگت ہو روشنائی کی
تیرے کوچے مین پادشاہون نے | سلطنت چھوڑ کر گدائی کی
نہ دلایا اثر تسلسل اشک | سر نہین یار کی کلائی کی
روز لگتا تک کہین بدن پہ نہین | انتہا ہو گئی صفائی کی
دیکھے اوس سے بچے کو گر واعظ | قلعی کھل جائے پارسائی کی
خاک ہو کر نکالا اوس کا غبار | اور صورت نہتی صفائی کی
بھولا بھٹکا سا آپ ہوتا ہے | خضر نے کس کی رہنمائی کی
رحم ہے یا ستم جدا روح جینا | کو رہی گورنی ترہی کلائی کی
کاسہ زانو کا جام جم ہے مرا | سیر کرتا ہون مین خدائی کی
خط کو سبزہ [illegible] آج اوس گل نے | گلشن حسن کی صفائی کی

١٤١

تم کو [illegible] دیوان [illegible] دیوان
[illegible] دیکھیں بہر [illegible] زندگانی چاہیے
[illegible] توادم [illegible] چاہیے
گل کی صورت [illegible] ہاں چاہیے
[illegible] کی فردوس [illegible] آپکی
زندگانی تا [illegible] قدردانی چاہیے
یاں [illegible] مبارک تم کو
[illegible] میں [illegible] چاہیے

[illegible] آسمانی چاہیے
گردش [illegible] لالی ہیں کہ
[illegible] [illegible] چاہیے
[illegible] جوانی چاہیے

۱۴۳

چہرہ رنگین کیا اگر رنگ گل کو کاستے
دل [illegible] گلگون کیجیے

اپنی تصویر اور یہری اک [illegible]
آپ لیلی [illegible] کیجیے

اسے طوفان [illegible]
[illegible] کیجیے

نقش [illegible]
[illegible] کیجیے

کیا نکالا [illegible] کرکے
[illegible] کیجیے

اور لب لعلین [illegible]
[illegible] کیجیے

سر [illegible] کر [illegible]
جمع کرکے [illegible] کیجیے

گر [illegible] باقی رہی [illegible] کا [illegible]
گنبد [illegible] کیجیے

[illegible] گر [illegible]
ہوش [illegible] کیجیے

اس [illegible]
چشم عبرت [illegible] کیجیے

وصل میں تا چند [illegible]
شوق [illegible] کیجیے

بندہ ہم گرچہ شاگردان آتش ہیں [illegible]
مشق کر ہوش اور یہیں پیدا وہ مضمون کیجیے

چھپتی [illegible] چاہیے
[illegible] آسمانی چاہیے

[illegible] چاہیے
[illegible] چاہیے

[illegible] چاہیے
[illegible] چاہیے

[illegible]
[illegible] زندگانی چاہیے

[illegible]
[illegible] چاہیے

[illegible] نالہ [illegible]
[illegible] چاہیے

[illegible]

فردوس میں بھی کیا ہو تو اہو رشک حور
وہ بھی ہو شوق آنکھ غوشی میں تم شمل کہان
باون پہ پھر آرہی جھک کر ذو خم جست
جان جان آتھا رہی پہ ترا انجام ہو
دانت گھٹے اہل عالم کر ترش رو کرے

جسم انسان میں نہ نکلا تیر آنا ہی چاہیے
پیر کردی طفل کو تیری جوانی چاہیے
بار لانے کو پنہان ناتوانی چاہیے
شوخ ہو طفلی سے بھی جس کو جوانی چاہیے
منہ چھپا کر تری شیرین زبانی چاہیے

بار بار اپنے سینے مین چھپاتا ہے وہ رند
تیغ ابرو کا کڑا ہو جائے پانی چاہیے

مد نظر جو اک بت بالا بلند ہے
لوٹا سلسلہ پست نہ آتنا بلند ہے
گو خاکسار خلق میں رتبا بلند ہے
کیا پست فطرتون کی رسائی ہو تم تلک
یارب تو یار کیجیو پیرا بحق نوح
کیا آشیانہ پھونک دیا باغبان نے
ذرات آہ میں کھینچتا ہون جسکی یاد مین
اری بخت مجھی ابھی رخ کو بتا ہے
نرگس کو پھول آنکھوں میں لیے ہین بیغمان
جلتا ہون سوز عشق سے خاموش مثل شمع
کرتا ہے سوار کو ہی نیزہ بازیان
بالا بلند گر یہ انگشت مین رہے

ہر بند آہ صورت طوبا بلند ہے
کچھ شاخ گل سی وہ قد رعنا بلند ہے
سید ہین خاندان ہمارا بلند ہے
واقف ہون مین دماغ تمہارا بلند ہے
نالن سے بھی آب موجہ دریا بلند ہے
جو دود آہ بلبل شیدا بلند ہے
قامت کشیدہ اک بت بالا بلند ہے
شمشاد سی تری وہ سراپا بلند ہے
گل وہ بھی شاخ نرگس شہلا بلند ہے
ہے میری لب پہ آہ نہ نالا بلند ہے
با افسون غبار دامن صحرا بلند ہے
اک شعلہ جا بجا نفس مسیحا بلند ہے

[illegible]

دونوں کا ایک سین میں امین دکھا
فرہاد و قیس کر سکے نہ میں جانشین مجھ
یا میں تو تصور کیا میں پایا نہیں ابھی
یا میں تم شاد دم دیکھیں سے مجھے
قدرت خدا کی عشق کی جانب ... لطف
جلاد کی نگاہ ہے دیکھیں جبین سے مجھے
سب اعتبار آپ کی جانب سے ہو گیا
فرقت اوٹھالے تو نہ آؤ یقین سے مجھے
جلوت میں ... کا موقع نہ ہوا اگر

خیال آگیا رخ کا تصور خط میں
کیا ہے عشق تو میرا اوٹھا ہی ابتدا کو لینا
شب وصال میں کہیں بد مزاجیاں ہے
فرصت کسی چاہ ذقن کا ہوں اسیر مرگ
اسی انتظار سے جیت جاوں کاش آجائے

کل بہشت ملا مجھکو خدا سے کے بدلے
غم فراق تو لو وصل یار کے بدلے
لڑائیاں رہیں ہوں کنار کے بدلے
کفن میں لاش کو رکھنا مزار کے بدلے
پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے

پھر اپنا غیروں سے او سکا گل شمع سے رشک
لٹا دیا وطن سے اک نئے سوار کے بدلے

اوٹھا ہے پردہ فقط اک نقاب باقی ہے
ہوا ہے سہہ تجھے الفت کا حوصلہ اور
چھٹا نہیں ابھی رشتہ عشق کامل کا
ہزار شکر چھٹے قید و تال دنیا سے
ابھی خیال نہ چھوڑونگا عشق بازی کا
پلا دے بادہ گلگوں اوٹھا کر ساقی
حلال کرکے وہ کہتا ہے ابھی بسمل سے
جو تجھکو آنا ہے جلد آ دیکھ لوں صورت
وہ بادہ نوش ہوں ساقی نچاونگا جب تک
ابھی تو خوب ... ہیں ...

ابھی مزاج میں کچھ کچھ حجاب باقی ہے
کوئی ستم ابھی خانہ خراب باقی ہے
شہ زور سلسلہ پیچ و تاب باقی ہے
فقط لحد کا سوال و جواب باقی ہے
ابھی یہی ... جب تک شباب باقی ہے
صراحی میں کئی ساغر شراب باقی ہے
تڑپ لے او اگر اضطراب باقی ہے
فقط دم آنکھوں میں مثل حباب باقی ہے
کہا سبھی یہ خم میں شراب باقی ہے
چھپا کے جام سبو ہی شراب باقی ہے

وصال یار ہو گیا بے تکلفی سے رشک
مجھے لحاظ ہے اسکو حجاب باقی ہے

١٤٤

[illegible]

[illegible]

الفت ہے تیری کوچے کی ایسی روح کو
جیتا رہا میں ہجر میں مر جائیگی ہر جا
یاد آتی ہیں کیسی مجھے گوری گوری گال
اس بوریا سے فقر کی توقیر دیکھنا
وہ دن گئے کہ جان نکلتی تھی آپ پر

مر جاؤں میں تو گور تو قاتل نہیں مجھے
اور موت تو نزدیک ہے کیا شرمگیں مجھے
کانٹوں میں کھینچتی ہیں گل یاسمیں مجھے
جھک کر سلام کرتے ہیں مسند نشیں مجھے
اب کیا گھمنڈ کرتے ہو پروا نہیں مجھے

میں روسیاہ حشر کو ہوں زندہ روسپید
دکھلائے نور ماہ یہ داغ جبین سے مجھے

مطلب ہے کیا جو کرتے ہو پیچ پہ طلب مجھے
جھنجلا کے وہ پکارتے ہیں جب تب مجھے
گنتی ہو تھا تو نہیں عشق اپنی اب مجھے
دربان ہو جو نہیں منظور اب سے مجھے
کیونکر جیا میں آج تک اوسکے فراق میں
پھیر نگاہ قہر ہو غیروں پہ چشم لطف
تم فرش گل پہ چین سے سوتے ہو صبح تک
دنیا میں بیٹھنے کا ٹھکانا نہیں رہا
کیا کھینچی چشم لطف کی ظالم ہو چشم پشت
ملوائیں گے یہ پھر دوستی شمس سے جان کے
حد ادب ہے ورنہ جل او شوق وصل یار
امکان کیا جو الفت گیسو سے چھٹے

کھلتا نہیں بلاؤں کا اونکی سبب مجھے
آ زندگی کا کچھ نہیں کھلتا سبب مجھے
تمکو غرض نہیں ہے تو پروا ہے کب مجھے
تب کیا ہوا تھا تمکو محبت تھی جب مجھے
ہے اپنی زندگی کا نہایت عجب مجھے
ہے مہربانیوں سے تمہاری عجب مجھے
اختر شماریوں میں گذرتی ہے شب مجھے
قہر خدا ہوا ہے تمہارا غضب مجھے
بھولی نہیں ابھی وہ نگاہ غضب مجھے
یہ دوست ورغلاتے ہیں اسکے سب مجھے
گستاخ کر نہ اسقدر او بے ادب مجھے
دیدے کوئی جو حاصل عیش و طرب مجھے

١٤٥

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عشق پر ہو جو بساط اپنی سو وہ نذر کیجے
ہم تری دید سے صیاد ستمگر چھوٹے

چاندنی دیکھنے یار آئے جو مہتابی پر
منہ پہ تیری بھی ہوائی سے انور چھوٹے

جوشش گریہ سے ہے بحر میں یکبیں تا خید
کس تلاطم سے یہ ابر کی چادر چھوٹے

زلف ابدار سے دل چھوٹ گیا گا بطور
جس طرح دام سے صحرائی کبوتر چھوٹے

موج مے تا رگ جان ہے بجھو او ساقی
نبضیں چھٹ جائیں اگر ہاتھ سے ساغر چھوٹے

عیر کو ہاتھ سے لگوائی ہے مہندی اوسنے
اپنے فوارہ خون آئی شفرہ تر چھوٹے

عمر بھر اپنی رہائی نہ ہوئی الفت سے نہیں
دیکھنا ایکدن اس قید سے مر کر چھوٹے

سہل دنیا میں آیا نہ کچھ عاقبت اندیشی کا
دل میں سینہ بھی ہے یا کبھی کیونکر چھوٹے

دل لگا بیٹھے ہیں اوس قاتل خونخوار سے ہم
ہاتھ سے جسکے نہ دم بھر کبھی خنجر چھوٹے

کوئی چاند ایسا بھی آئی ہو بلون پر جسے
سال بھر ہو گیا ہی ماہ منور چھوٹے

ربط کچھ عاشق و معشوقہ فلک سہا ہے ہیں او
رو برو رہتی ہیں جوڑے کی کبوتر چھوٹے

جسم سے جان چھٹے ہے یہ گوارا اسے رند
پر خیال رخ دلدار نہ دم بھر چھوٹے

دام سے لیکے کہیں صیاد ستمگر چھوٹے
دخل کیا باغ میں بلبل کا جو اک پر چھوٹے

یوں لگا لاتی ہے وہ آنکھ دل عاشق کو
جس طرح سے کوئی تکے سے نکلے کبوتر چھوٹے

ہے یہی جوش جنون آ گئی فصل بہار
دست اطفال سے اب سنگ نہیں تیر چھوٹے

طوق زنجیر کا غل اب نہیں پیدا ہوتا نہیں
قید میں خیرت ہیں ایک سال بھر چھوٹے

دام الفت سے رہائی کا کہیں کیا احوال
کس طرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے

تیری الفت میں ہیں سب ملا ہیں ترک
اقربا چھوڑ دیئے جان برادر چھوٹے

دل ای صورت ... / پردی ... تو قہم وصل میں ہی
دہو ... کرے ... ہر چھوٹے
سرو چھوڑ ... صنوبر چھوٹے
خوبرو ... محبت کا ... انجام
پہنی ... کہیں اون صفر چھوٹے
جو تعلق ... طبیعت کریا
... مضمون ... چھوٹے
ایسی ... رند

١٤٦

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کیا الگ دنیا میں بھی پیچ جائینگے اے رند
دشمن مرے فی النار سقر کیوں نہیں جاتے

واہ کیا شکل ہے مورت کی شباہت کیسی
آپ تو کیسا ہے صانع تری صنعت کیسی

دیکھی بھی نہیں تم نے عنایت کیسی
پیار کیسا ہے مری جان یہ الفت کیسی

کون عاشق ہے ترا یار محبت کیسی
اتنی یہ یاد نہیں تھی تری صورت کیسی

ہڈیاں میری جلتی ہیں ہوئیں اڑتی ہیں
آج پہر کی ہے تپ ہجر کی شدت کیسی

رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری کے نیچے
سانس لینے کی بھی مہلت نہیں فرصت کیسی

اس سبب دشمن جانی وہ ہوا ہے میرا
بغض ٹھہرا ہے مرے حق میں عداوت کیسی

مال جانی تھے جو تم سے ہی طرح دیتا تھا
در گذر اب نہیں کرتے تو مروت کیسی

اس کے پانی نہیں پی سکتا ہوں کھانا کیسا
سلب کی عارضہ ہجر نے طاقت کیسی

کیوں نہ ہوں مستحق لطف و سزاوار کرم
کی ہے سرکار میں بندے نے رفاقت کیسی

تم جو تو سے کہہ کے پکارو سر محفل مجھکو
فخر ہو جائے مرے واسطے ذلت کیسی

شاکی جسکی تمنا میں ہزاروں نقشے
کھینچی تصویر یہ اے صانع قدرت کیسی

تم بھی جنت سے اے جان کبھی تو آؤ
دیکھو درگاہ میں ہوتی ہے زیارت کیسی

مجھے مانگی تو کبھی وہ شہ خوبی اے رند
جان تک دیدوں اسے حشمت و دولت کیسی

تنگ آیا ہوں میں جور کی بیداد گری سے
اور بھاؤنگا اب انکو کبھی در پری سے

قاصد تو جواب ایک مرے خط کا نہ لایا
در گذر اس میں باز آیا تری نامہ بری سے

جا رہا ہے دم میں اگر میں تو عجب کیا
بدتر ہے مرا حال چراغ سحری سے

١٤٧

[illegible]

پھر نہ آیا شب وصل صنم پھر گذری
پھر ہوے صبح کے آثار خدا خیر کرے
پہلو دیکھا طور گو کر سینہ عشاق
پھر بندی شہر میں تلوار خدا خیر کرے
دیکھوں کس کس کی قضا کہیں بھی ہم پر
سنگ جاتے ہیں گنہگار خدا خیر کرے
آج صیاد کو تو نظر آتے ہیں پری
جی کی مرغان گرفتار خدا خیر کرے
گل نسرین چمن پری اور دو ہی چہاتی

۱۴۸

رہا ہوں میں صفیر عندلیب ہر یمین پر ہوں
دلا جو سب لب شیرین کے تیری وہ اسطرح سم مین
برس کر تھمنہ پھر اشک طوفانی کو روتی ہے
تیرا ہی بیکسان عشق پر ظلم و ستم کرنا
قسم ہے تجکو اے سہت جنون سودے کا کل کی
وہ بیتی زہد پر یاران ہم مین سکی کہیں یہ
تیرا چہرہ حسن اتنو پر اردن نو بازار مین
بہلا کیا فائدہ کہو دن جیمین تجکو نہ گر
سنگ گئی ہی مین سیو ز عشق ہی خاک نہین ہین
ہینگی گا حشر کو دن ملقی ہین جیپن ناحق کے
نگہبانی کر گی موت اگر ہے زندگی باقی
نشان تیر سید یا منزل مقصود پر پہنچون
نگاہ و شمشیر ہی ظاہر اپنی تجکو نفرت ہے

نگر تو صحبت مجھسی بلبل گلزار جالو دے
یہ بد بیر بیر یاں ان عندلیبی نوا و بیمار جالو دے
بدی آنکھوں کو حنبشی ابر گہر بار جالو دے
نگر یہ عشقین حسن عجب آزار جالو دے
جو اک تار گریبان تک ہرا سیکا جالو دے
نہ سجھی مجھسے واعظ کہدے تکرار جالو دے
نمکخوار قدیمی کو بس اب سرکار جالو دے
یہی ہین ہجر میں اسکو گو نگو اہی یار جالو دے
نگہبان ہی ہیون کو مرغ آتشخوار جالو دے
ہماری قتل سے باز آ تو اوغم خوار جالو دے
نگر مشہ منده عیسی لب بیمار جالو دے
جو راہ رہت پر یہ چرخ کجرفتار جالو دے
نگر یہ چال پوسی مجھسے اوعیار جالو دے

نہ لی جنس محبت دیکر دل بازار الفت مین
یہ سودا ہیچ دیگا زندہ یہ بیمار جالو دے

نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے
پھر کسی بت کی محبت نے بنایا کافر
ٹوپی پھر گوشہ ابرو سے ہٹائی او سنے
ٹیس پھر اوٹھنی لگی پھر آ سے دکھ تو گھبرا

پھر گئی پھر نظر یار خدا خیر کرے
پھر سینے پڑے زنار خدا خیر کرے
پھر کھنچی میان سے تلوار خدا خیر کرے
پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے

[illegible]

[illegible]

متفرقات

تیرے سوا شناسی نہیں اس صفات کا
مضمون آبدار ہے کیسے یک قلم رستم
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہی

تھا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا
بہر بہر دیا ہے موتیوں سے منہ دوات کا
ثابت ہے جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

ولہ

عدم کی سیر کی دنیا میں آکر اک جہان دیکھا
نصد ایسا ہے ہوا دیکھا یا ن پہ کہانہ وان دیکھا

ولہ

مٹ جای دغدغہ کہیں روز حساب کا
منہ اسطرف کو بہر ہی جلتی آفتاب کا

ولہ

دیکھیلہ افتاد کی سب نے عزیز دل کیا
اہل ایمان کی نہو بعد فنا مٹی خراب

خاک ہو کر مرتبہ اکسیر کا حاصل کیا
کب کسی نے مردہ مومن کو گل دیگل کیا

ولہ

کیا مذکور اوسکے سامنے جیت کا کل کا
ہیلایا منطقی کو مسئلہ دور و تسلسل کا

ولہ

اک پری پیکر کا پہر دیوانہ و شیدا کیا
پوچھی کیا ہو شب فرقت میں تنہا کیا

پہر غضب میں مجکو ڈالا ہے دل نے کیا کیا
رات بہر لگا کیا میں ایڑیاں گڑا کیا

ولہ

یہان سے بلبل شیدا تو آشیانہ اوٹھا
چمن سے تیری مقدر کا آب و دانہ اوٹھا

ولہ

بزنگ بلبل تصویر ہو لاہوں نہ بولونگا

ولہ

جل گیا خاک ہوا گم ہوا آخر میں نہ رہا
وقت مرا ہی تو برق شرر افگن نہ رہا
نوحہ گلشن اگر ذر سے ہوا بس نہیں
شاکر شاکر کہ اندیشہ زہرن نہ رہا

ولہ

کون ہے بعد فنا ہوگا جسے غم اپنا
ابھی ہم زندہ ہیں کرتے ہیں ماتم اپنا

ولہ

[illegible]

ولہ

عدل کر تمہیں ...

ولہ

ولہ

دوستی بات سے مجھے تم سے ہے پر
دیکھ کیا کاوش کی ہے
پیچھے فرزوں پر شہید کی کبھی
... شہر خموشاں کی بھی سیر
وہ نہیں آتا تو موت آئے کہیں
زیست بد تر ... ہوا اوس
... ترے نام کی
اپنے ... میں سدا ہو ذکر خیر

۱۵۰

آج اوس گل کو ہمکنار کیا
خوب لپٹا بہت سا پیار کیا

ولہ

دم بدم آپ یہ کس طرح سے عالم اپنا
آئینے میں تو ذرا دیکھیے عالم اپنا

ولہ

عمر ان بتاں ہ رند بھا نسی گذر گیا
اچھا ہوا عذاب کٹا درد سر گیا

ولہ

اب بھی آجاؤ جو صورت تمہیں دکھلانی ہو
دم کوئی دم کو مرا ورنہ مری جان نکلا

ولہ

دل مبتلائے گیسوئے خمدار ہو گیا
یارب میں کس بلا میں گرفتار ہو گیا
دق کا فراق یار میں آزار ہو گیا
عیسیٰ سے اسے ... میں بیمار ہو گیا
رویا جو پھوٹ پھوٹ کے شوق جمال میں
اندھا تمہارا طالب دیدار ہو گیا
مر مر کے جیتے تھے مرض عشق سے بچے
کیوں رند پھر تمہیں وہی آزار ہو گیا

ولہ

پایا کوئی مکاں میں تو لامکاں سے پہونچا
تیری تلاش میں بھی کہاں کہاں پہونچا

ولہ

کچھ زیادہ ہے قلق اور بیقراری کل سے آج
اے مسیحا غیر ہے حالت ہماری کل سے آج

ولہ

ہو گیا نظارۂ گل میں جو نقصان صبح
کھینچکر ... بلبل ... صبح

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

151

ہر گھڑی ہر بادہ خوار و نکو ہوائے سیر باغ | تو بھی آمادہ ہو مشتاق ہوائے سیر باغ
قدر ہر برگ گل کا کاشنا منظور تھا | اب کھلا ہو رشک گلشن مدعائے سیر باغ

ولہ

تو زبان الہی سوال سے واقف | جبین نہو عرق انفعال سے واقف
خدا کرے نہ تمہیں میرے حال سے واقف | نہو مزاج مبارک ملال سے واقف

ولہ

قاصد تجھے نہ یاد رہیگا پیام شوق | خط دے گئے کبوتر سے زبانی سلام شوق

ولہ

دلکو لیتا ہے محبوب جوان ایک ایک | دل ہی رہتا ہے مجھ پر آفت جان ایک ایک

ولہ

پیدا جو آئینے میں بھی ہوتی صفائے دل | سینے میں اپنے رکھتا سکندر بجائے دل

ولہ

کچھ کرتے ہو جو لوگونکی خاطر داریاں | نظر نہیں آتی ہیں اپنی یہ کچھ خاطرداریاں

ولہ

بغیر یار کے لذت مے و کباب نہیں | پیالہ زہر کا ہے ساغر شراب نہیں
رہ عضو کونسا ہے جو کہ انتخاب نہیں | کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہیں
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی | غضب ہے اسکا ہے کا تیرا عتاب نہیں
کھڑا ہوں بام پہ پروانہ کر تو عاشق سے | کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہیں
خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہے بندوں پر | مراد پر یہ ترا عالم شباب نہیں

ظفر لوگ سچی کو سوال کرتے ہیں

ولہ

نہ ہو جو دل کہیں ستمگر ادا تجھ پر سیکڑون
دل سلامت ہو اگر اپنا تو دم سیکڑون
جان واعدہ پر مری تیغ میں خنجر سیکڑون
ایک رگ جان ہماری اور تجھکو نشتر سیکڑون
ماہ من آشنا سا صل کو کیونکر یاد ہون
بیٹھے میں الفت میں تنہا در سیکڑون
زینت فراق شاید وہ شکار دلکش کریں

ولہ

جلوۂ نور تو موسیٰ کی طرح دیکھ چکا
اب جو اس بت کی صورت نگاہ انکار کرو

[illegible]

ولہ

اپنی وحشت میں جو آؤں تو گریباں توڑوں ‎ ‎ تنگ ہو کر جو زنجیر تو سو در زنداں توڑوں
لب کیا ہیں کہ ڈرا لعل بدخشاں توڑوں ‎ ‎ دست رنگین سے جو کھلا غنچۂ مرجاں توڑوں
کھودوں بتخانے کو کیوں کعبے کی مسجد ڈھاؤں ‎ ‎ مجھ کو کیا ہے جو دل گبر و مسلماں توڑوں
اپنے محسن کو نہ احسان فراموش کروں ‎ ‎ وہ نہیں ہوں کہ نمک کھا کے نمکداں توڑوں

ولہ

اب عرش تک [illegible] ‎ ‎ بیتاب ہیں تو دل کی کیا [illegible]

ولہ

نج کو پوشیدہ عبث آہ لگا کرتے ہیں ‎ ‎ اچھی صورت کو چھپاتے ہیں برا کرتے ہیں

ولہ

بہار آئی جوانان چمن کیا کیا اکڑتے ہیں ‎ ‎ چمن شفاف ہوتی ہے خس و خاشاک جھڑتے ہیں
رواج بادہ خواری سے ہر دور ساقی ہیں ‎ ‎ سر بازار محتسب کاندھوں پر گرتے ہیں

ولہ

سو ہو قتل کرو ہو ستمگر دیکھتے جاؤ ‎ ‎ گلے پر بیکسی چلتا ہے خنجر دیکھتے جاؤ

ولہ

کبھی ادھر سے صورت دکھاتی نہیں ہو ‎ ‎ سبب کیا ہے تشریف لاتی نہیں ہو

ولہ

ہو سکے ہزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ ‎ ‎ تھوڑی سی رنج کو افسانہ بڑھاؤ آؤ
دل نہیں دیتا مرا اس بات پہ آزردہ ہو ‎ ‎ روٹھ جاتے ہو اسی بات پہ آؤ آؤ

ولہ

ہوں محبت کی [illegible] بیگانہ نہ ہو
[illegible] عشق ہر محفل کا افسانہ نہ ہو
[illegible]
١٥٢

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

عشق کر عشق کہ تا لطف سخن پیدا ہو | خود بخود شعر میں بیساختہ پن پیدا ہو

ولہ

پڑے ہیں پیچ ڈھیلو سر بسر باندہ | ذرا تو کھینچکر قاتل کمر باندہ
قفس ہیں جی ہمرا لگتی دسے صیاد | پھر پھر کہوں تو میری بال و پر باندہ
نمک تھوڑا چھڑک دی پھر مزا دیکھ | نہ ٹانکے دی نہ پٹی زخم پر باندہ

ولہ

نکلی جان تن سی سفر کی خبر کے ساتھ | اپنا بھی کوچ ہوگا تمہاری سفر کے ساتھ
سویا نہ صبح تک رخ انور کی یاد میں | آنکھیں تمام رات لڑائیں قمر کے ساتھ
کیا دوں خبر میں بھیدان ہی غیب کا | معدوم ہو رہیں بھی تمہارا کمر کے ساتھ

ولہ

یہی زندگی سے تو مرتے رہینگے | سدا ان مصیبت کو بھرتے رہینگے

ولہ

فرقت میں تیری عمر بلعف کی نہیں جاتی | او جان جہان جان تو یون بی نہیں جاتی

ولہ

پابند مرغ جان تنہا نہ قفس کا ہے | پہندا بھی تو گردن میں ایک تار نفس کا ہے

ولہ

بیان کیجے کیا واردات آتی سے ہے | وہ بولتے نہیں کچھ منہ سے بات آتی ہے

ولہ

بابا چوانی ڈھب کا خریدار بک گئے | ہم مفت تیرے ہاتھ جفا کار بک گئے

١٥٣

ولہ

عمر کی جانب ہوئی اب مہربانی آپ کی
اس سبب سے ہوئی ذکی دین نشانی آپکی

ولہ

چودھویں رات جو تو در کے مقابل ہوجا
چاندنی میلی ہو اور ماہ تو اپنا قابل ہوجا

ولہ

کچھ فقط سند میں شہرت نہیں جانی تری
مصر تک یوم کی او دست ثانی تری

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible] عشق [illegible] حسن کی [illegible]

[illegible]

کسکو نسبت دیجے اوسکے رخ پرنور سے	عہد ہی پایا پری سے اوسکو بہتر حور سے
بہر مہتاب مین سامان عشرت ہی نصیب	بادۂ گلرنگ چھلکے ساغر بلور سے
تیشہ رانی کا نہ پایا مزد کچہ شیرین سے	کوہکن بہی کم نہین بیگار کے مزدور سے
عجز کیا کیا ہی اٹہائی ضبط لیکن یار سے	ہین ملاقاتین اوسی معمول پر دستور سے
بعد مردن گلشن جنت جہنم ہو گیا	پہر گئی آنکہون مین صورت تیری شکل حور سے
وجہ جسبیت سمجہ اسکو جو اکثر شیخ جی	وجد مین آتی ہین آواز خر طنبور سے

ولہ

وصل کی شب ہی بہی لیتو قاضی حاجات رہے	حشر کے روز تلک صبح نمودار رہے
ترک ہو جاوے اب بہی کہ ملاقات رہے	دم نکل جاوے بلا سے یہ مری بات رہے
قصد کرنا نہ بہت ربط تیرے ہاتہ کا ولا	مغتنم جان جو اتنی بہی ملاقات رہے

ولہ

خدا کیواسطے ملیے کسی قرینے سے	مین خاک چہان رہا ہون کئی مہینے سے
وہ ماہرو نہین ملتا کئی مہینے سے	الہی موت ہی گذرا مین ایسے جینے سے

ولہ

آئے نہ عیادت کو بہی بیمار کی اپنے	لی تم نے خبر بہی نہ گرفتار کی اپنے

ولہ

طبیعت اوسکی محبت سے بہی بیزار پہری	نیاز مند سے ناحق نگاہ ناز پہری

ولہ

جان بلب ہی او دل بیمار کسکو واسطے	نکلی جاتی ہی یہ جان زار کسکو واسطے

ولہ

گہر جلا کر خاک مین کیا خوب کین مہمانی کی
تاکہ نکلو دو نہ سووی پہر وہ گہر کی پا نکی
میری یوسف دو تنی پہ بہی کسمین عزیز
دل تو کیا ہی تو اپنی جان تک قربان کی

ولہ

اوس بیوفا کو مجہسے الفت نہین رہی
الفت تو درکنار مروت نہین رہی
آئینہ اوسکا ٹوٹ گیا میرے ہاتہ سے
اب کوئی منہ دکہانے کی صورت نہین رہی

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

ہاتھ آتی ہی نہ محسوس نظر ہوتی ہے | کسی انسان کی ایسی ہی کمر ہوتی ہے
آج رخصت ہو مری کوچۂ دلبر سی نزند | در و دیوار پہ حسرت کی نظر ہوتی ہے

ولہ

چھری کس لطافت سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے | جو لیتی ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
دکھاونگا اگر یہی ورد اپنی وحشت دل کے | تو ہرنی کیطرح توڑونگا حلقوں کو سلاسل کے
گریبان چاک کر ڈالا کئی ٹکڑے سلاسل کے | جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
نہ جائیگا قیس از لیلی تیرے ناقے سے | نشاں گرد لیٹا جائیگا ساتھ ہی محمل کے
جنون کی بعد مجنون مجھکو ہوا بیابان کو | روانہ ہوتا ہی جاہل ہمیشہ بعد جاہل کے
کشش گرداب کی شاید تہ دریا دکھائیگی | مری کشتی بھی الٹی ہو پہنچکر پاس ساحل کے

ولہ

لالہ ساں اب چلکے سیر کوہ و صحرا کیجیے | تا کجا داغ جنون کو دل میں اچھا کیجیے
گلشن حسن و لطافت کا نظارا کیجیے | رو برو بیٹھا ہو اور اسکو دیکھا کیجیے
راز پنہان محبت کو اب افشا کیجیے | خود بھی رسوا ہو چکے تجکو بھی رسوا کیجیے
اور تجکو سی بھلی لگتی ہی صورت آپکی | سودا پریشان کے پھیر یا گیسوؤنکو میلا کیجیے
دامن کہسار کو وحشت میں تھا لیجیے | چیتھڑے دامن کے نذر خار صحرا کیجیے

ولہ

کیونکر نگ حنا ہاتھ پہ اوسکے نہ گراں ہو | گل ہاتھ میں لینے سے لچکتی ہے کلائی

ولہ

صورت اپنی بھی تجھے یاد جو آئی ہوتی | گور کن مٹی میں مٹی نہ ملائی ہوتی

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

۱۵۵

ولہ

ہاے عاشق ہو بیٹھا وہ مہین یار کی
جسکو اللہ مصیبت میں گرفتار کرے
خواہش مرگ بھلا کیون نہ وہ بیمار کرے
چاک کر جو فرقت کی شب تار کرے
چشم بیمار سی کیا غیر ہو مرے دل کی
کبھی بیمار کا بیمار تہ بیمار کرے
شہسوار ایسا زمانہ میں نہیں ہے کوئی
[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

تن میں ہی توانائی نہ زور رعایت ہی	فریاد رس عالم ہنگام کفالت ہے
ایما ہی کنایہ ہی چشمک ہی اشارت ہی	معلوم ہوا اونکو اک چشم عنایت ہی
ہر دم ہی کہو آسایش زندہ کو نہ راحت ہے	ہر طور سی مشکل ہی ہر طرح قباحت ہی
ہچکاریاں اشکو نہیں نالون میں حرارت ہی	عشق بت سنگین دل سب تیری شرارت ہی
آتی ہی صدا اوسکی کشتو کی یہ مدفن سے	یہ گوشہ تنہائی کیا گنج فراغت ہی

ولہ

آرزوی وصل یار دیکھیے کب تک رہی	حسرت بوس کنار دیکھیے کب تک رہی

ولہ

توقع مہربانی کی نہ رکھ اے صاحب جانونسی	دکھایا بیگا اوس اب بھی بازآن جبالون سے
پڑین ہوی میان میں تبین باریک بیونکو	کمر اوس شوخ کی بندھتی نہیں نازک خیالون سے
رہی ہی جو مدد آسایش میں گردون اونکو ویسی	مصیبت دیکھی کیونکر اوٹھی نازونکی پالون سے

ولہ

طفلی میں بھی ہی طبیعت جو آج ہی	یہ رند بھی قدیم سی عاشق مزاج ہی

ولہ

جسے دیکھا سو ملک عدم بناسی راہی ہے	چلی جاتی ہیں جہاں آنکھیں ہی ہرا پادشاہی ہی

ولہ

اپنی زلفونکو جو تم ہاتھ لگانے دیتے	راہ گیسو میں اوسے دل کی نشانی دیتے
استقدر سر قدم مو نہیں کہ کہیں محجوب	سیر گلگشت چمن تک نہیں آنی دیتے
بات کرتی تو میں گالی بھی تمہاری سنتا	پاؤن بھی پڑتا اگر ہاتھ لگانے دیتے

١٥٦

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

اب چھوڑیے حجاب کو پردا اُٹھائیے
مشتاق ہیں جمال کو صورت دکھائیے

ولہ

کون رہا ہے تو فاسق کسی کہوا آتا ہے
سب وہی کرتے ہیں جو کام تو فرماتا ہے

ولہ

حضور قلب سے کسی دم دعا نہیں ہوتی
نصیب شربت عناب لب نہیں ہوتا
مقام صبر کا ہے وادی شکستہ دلان
کوئی عجب نہ کر قافلے سے چھوٹ گیا
کدورت آئینے کی دور ہو نہ بے صیقل
گداز آتش غم نے کیا ہے جسم کا حال

تری جناب میں کب التجا نہیں ہوتی
میں وہ مریض ہوں جسکی دوا نہیں ہوتی
گرے جو شیشہ بھی یاں تو صدا نہیں ہوتی
جرس کو آج صدائے درا نہیں ہوتی
صفائی قلب کی بے التفا نہیں ہوتی
جو استخوان کو بھی توڑوں صدا نہیں ہوتی

ولہ

ہیٹا ہے ایک کو حکم تہ شمشیر ہے
ایک سے ہیں مرد اور نامرد اپنی عہد میں
کوئی کافر پیچھے والا نہیں اس ظالم کا
میوہ ہائے خلد کا مشتاق ہوں نہیں ای کریم

مملکت میں پادشاہ روئے زمیں کی ٹر انداز ہے
ہر سنگ دیوانہ اپنی زخم میں اب شیر ہے
بے گنہ خون مسلمان ہو گیا اندھیر ہے
نعمت دنیا سے اب سیری طبیعت سیر ہے

ولہ

شمیم گیسوئے مشکین یار آ ہی گئی
تن عروس کی بو ایک بار آ ہی گئی

ولہ

صبر اہل کرم قضا تیری بلا [illegible]
اندر رہوں صحبت رندان بادہ [illegible]
ساقی سے بیٹھ کر جا اور [illegible]

ولہ

پاؤں پڑ کر بھی نہ ہوئی رہائی تیری
میری جان آئی کسی دن جو کلائی تیری

ولہ

روبرو او [illegible] بزم میں کیون آگئی
شمع کا قوری کی آنکھوں [illegible] چھا گئی

ولہ

[illegible] چھپا [illegible] سو سو ادا [illegible]
[illegible] صورت آشنا [illegible]

ولہ

[illegible] نہیں [illegible]

اب [illegible]

رہتا تھا سیہ بخت مرا ...
الفت تھی کبھی چاہ نی ...
جلی ہے یہ مملکت عشق تین دن تک
ہم کو نہ ہی تو تم سے ... ولی فی کا
اور تر و تازہ کبھی تم ہو دل آسا

اشعار فارسی

دل خون شدہ ... شدہ آمادہ بت گر ماہ بیت
... باز آمد نادر شاہ بیت

ولہ

گہ ناکم و گہ گریہ کم حاتم اثیت
عمر بیت کہ در ہجر کسی عادم اثیت

ولہ

آدمی زاد پری ما سے
جان فدائے تو آفت جانی
شب رفت بیاد زلف سیہ
سحر آمد بصد پریشانی

۱۵۸

ولہ

یون مہکتا نہ گلشن کبھی تیری بو سے | مہکا آتی ہے صبا آج تو کس کے کو سے
صبح تک شام سے کرتا ہون ترا ذکر جمال | رات بھر لگتی نہین میری زبان تالو سے
فکر نے مجھکو دیا مرتبہ اسکندر کا | شکل دلبر ہے عیان آئینہ زانو سے
زندہ بشر ہے جب تن مرا مہر و محبت ہے طریق | نہ مسلمان سے کاوش نہ خلش ہندو سے
کہتے ہیں صوفی ہے تو سیر بھی مین فکر کرون | کر یار کو باندھون تری سو پہلو سے
سر کٹ ہو نہ رہے کیونکر جو حشم ابرو کی نہین | کام تلوار کا لیتی ہے نگہ ابرو سے

ولہ

آکر تری کوچہ مین گدا شاہ ہوا ہے | سایہ تری دیوار کا یا ظل ہما ہے

ولہ

سنتا ہی نہین ہو دبت گمراہ کسی کی | ایسا نہین سنے کہین ایند کسی کی
سر دیکے کو بیٹھے ہین بہت جانسے بیزار | مشکل کرو آسان کبھی ثند کسی کی
جب تجھ سے غرض کہین نہین غیر سے کیا کام | الفت نہ کرین تیرے ہوا خواہ کسی کی
دیوانہ چلا آون گا اک دن تیرے گھر مین | سننے کا نہین بندہ درگاہ کسی کی

ولہ

سحر کو ہم مین اور وہ جان جانی ہے | وصال یار مین شب درمیان ہے
پسینا حسن ہے چاہ ذقن کا | نہ ہو پانی تو پھر اندھا کنوان ہے

ولہ

تھی لاگ کسی زلف گرہگیر سے آگے | اک سلسلہ تھا مجھکو بھی زنجیر سے آگے

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

که بود بنیم اسے مہ روسے تو | ای هلال عیدما ابروسے تو
از گدای گلشنی اسے گل بگو | خوی تو نازک ترست از بوی تو

قطعہ تاریخ چاہ

خضر آب بقا بیوسف بیر عملم | قاسم عوض جنان بست اللہ علی
رند تر قیم نمود سال این چاہ جدید | جام بر آب دہد عوض چاہ علی

تاریخ سبیل قادرعلیخان ۱۲۵۷

بانی وہ کربلا مین ہوا ہی سبیل کا | قادرعلی جو خان ذوی الاحترام ہے
مقبول کیون نہ ساقی کوثر کرین اوسے | دل سے پسند طبع تہ تشنہ کام ہے
شیرینی اوسکی آب کی کیونکر بیان ہو | ہر آبخورہ پانی کا شربت کا جام ہے
آیا خیال سے کہیے تاریخ اوسکی نظم | شاعر ہو نہین ہی نہ یہی میرا کام ہے
ہاتف پکار کرکے سرجان زار و ور | پانی یہ جو سبیل کا نذر امام ہے ۱۲۴۸

رباعیات

عاشق کو اپنے اب ترساؤ تم | پھر چاند سی شکل آکے دکھلاؤ تم
حیلہ کرکے کوئی بہانہ کرکے | جس طرح سے ہو سکے یہان آؤ تم

ولہ

تنہا جو کبھی یار کو مین پاتا ہون | بیتاب ہو دوڑ کر لپٹ جاتا ہون
کہتا ہی وہ مسکرا کے اوئی رند سنا | مین تیری نہین بات تو نسی گھبراتا ہون

ولہ

[illegible]

۱۵۹

[illegible] روز مولود مہدی ہادی ہے

مخمس غزل حکیم نواب میرزا

[illegible]

وہ دیکھتی ہیں لب بام آکر تماشا	مشتاق گلی میں ہیں کھڑی والہ و شیدا
انبوہ سا انبوہ ہے ہنگامہ ہے برپا	عشاق سے ہے کوچہ معشوق میں میلا
	رستہ نہیں ہے بھیڑ کا بار کئی دن سے
کسطرح ہمارا دل بیتاب نہ ترسے	رہتا ہے نہاں چاند سا وہ یار نظر سے
کیا شب کو ملاقات ہو اوس شوخ قمر سے	جو صبح نکلتا نہیں وہ رات کو گھر سے
	خورشید کا انداز ہے سیار کئی دن سے
بس جلدی سے جیسے رہو کچہ منہ سے نہ لاؤ	تھیری یہ کبھی اور کو دو قسمیں نہ کھاؤ
گردن کو جھکاؤ کہ آپ آنکھوں کو چراؤ	ہم جان گئے آنکھ ملاؤ نہ ملاؤ
	بگڑی ہوئی تیور ہیں تمہارا کئی دن سے
یہ عشق فسون کار نیا رنگ ہے لایا	اب آپ کو ہنسی لگا اپنا پرایا
لیلی جسے سمجھے تھی وہ مجنون نظر آیا	آخر مری آہوں نے اثر اپنا دکھایا
	گھبرائی ہوئی پھرتی ہو بیمار کئی دن سے
آئینہ کی مانند نظر آتی ہو حیران	مستی ہے نہ کاجل ہے نہ مہندی ہے نہ ہے پان
کنگھی ہے نہ چوٹی ہے نہایت ہو پریشان	کس کشتہ کاکل کا رکھا سوگ مری جان
	گیسو نہیں کیون تم نے سنوارے کئی دن سے
انجشک نظر آتی ہیں اے رشک بریشم	ہر بات میں بھرتی نفس سرد ہو پیہم
کس کے لیے صاحب بنایا ہے یہ عالم	کس چاک گریبان کا لیا آپ نے ماتم
	کرتی بھی نہیں تم نے اتارا کئی دن سے
شکر اوس کا ہنگام ہے شکوہ کریں کیونکر	افضال الہی سے کرم اونکے ہیں ہم پر

۱۶۰

اوس کوچے سی کب اہل زمین چلتی ہین رستے | لگائی ہی وہ راہ حسین چلتی ہین رستے
پھر شوخ ہی پاؤن ہین کہین چلتی ہین رستے | ڈرسی تری گلی کی نہین چلتی ہین رستے

دم بند ہین اس سانپ کی باہم کئی ان سے

اب ربط ہوا گلی نہ ملاقات ہی ویسی | وہ چین جبین صاف ہی رنجش کی نشانی
اس ماجری سی رند کچھ آگاہ ہو تم بھی | پہر شوق سی کیا اوس بت عیار دگر نے

ہوتی نہین باہم جو اشاری کئی دن سی

مسدس سوم با فسانہ محبت

پیش ازین یار ترا عاشق شیدا تھا مین | ہمہ تن آئنہ سان محو تماشا تھا مین
بستہ سلسلۂ زلف چلیپا تھا مین | کوبکو شہر مین تیری لیے رسوا تھا مین

اک زمانہ ترا عاشق مجھے بتلاتا تھا
انگلیان اوٹھتی تھین جب کہ ادھر جاتا تھا

مدتون بلبل مست گل رخسار رہا | سالہا سال تپ ہجر سی بیمار رہا
چشم میگون کا تری والہ و سرشار رہا | سحر مین نرگس جادو کی گرفتار رہا

مجھ سی تیری لیے آٹھ پہر رہتی تھی
دردو دو دن تک سر رہا کی بہ خبر رہتی تھا

آتش ضبط سی دن رات جگر پکتا تھا | حال دل اپنا کسی سی مین کہ سکتا تھا
آپ پیچ رخسار مین اک سکتہ تھا | ہوکی ششدر مین کبھی چار طرف تکتا تھا

گاہ بیگاہ کو جو بات کی تو اس سے چٹکی
دن کی پوچھی جو کسی نی تو بتائی شب کی

کبھی لیتا کبھی بیٹھا کبھی سوجاتی
کیا کہون رات غضب لاتی تھی کیا کیا جاتی
دونون ہونی جلاتا ہم پیار ڈیرہ
دیکھا جب یون ہی کی نہیں صف نا
ایرمان آئی نہیں برکیم دو بٹا
جو سہرا اور فق اس مضطر ہوا
پیا کرتا تہا ہارا ماہی وہ آ کے کہین
ایک چارہ وہ تہا تہا سہارا بے کچہ

دیکھ سمجہاؤ گا تو مان کسی کا کہنا
تو نکلین کہین جائینگی نشہ سا اوتر جائیگا

یاد آئینگی یہ باتین تجھے جب ہوگی دغا
ہاتھ مل مل کے کہو گا کہ کوئی کہتا تہا

جان اوربوجہ کر نادان ہوشیار ہے تو
دوستانہ تجھے سمجہا ہے کہ مختار ہے تو

مطلقاً پند و نصیحت نہین کرتی تہی اثر
عشقبازی کا تری حق جو چڑہا تہا سر پر

سر پیارہ جاتا تہا ایک ایک کی ہر بات پر
جسجگہ بیٹھ گیا کاٹ دیے آٹھ پہر

مین کہان خواب و خورش اور بت خود کام کہان
جسکا دل ہو ڈر اسکے اوسے آرام کہان

دل مین کہتا تہا مجہی جب سے تہا رجان دیکھا
پھر نہ دیکھا مجھی اوسکو کسی عنوان دیکھا

حور آتی تہی نظر یا کوئی انسان دیکھا
حیف ہے حیف یہ کیا خواب پریشان دیکھا

وصل کس طرح سے اوس شوخ ستمگر کا ہو
نام معلوم ہو جسکا نہ پتا گہر کا ہو

ڈہونڈہو اوس گل رعنا کو کہان جا وین
وہ تو گذرا نہ ادہر ہم ہی گذر جاوین

آؤ اب اپنا گلا کاٹ کے مر جاوین
عشقبازی مین بہلا نام تو کر جاوین

شمع رنگ گل گور پہ شاید وہ چہپانے آئے
بیٹھے رو رو جا بکوا ٹہانے آئے

دن تو ہو جاتا تہا ہر طور سے دل بہر کر سر
مرتی شام ہو جاتی تہی سر کر منہ پر

لاتی تہی آفت تازہ شب فرقت دل پر
روز کرتا تہا شب ہجر کی مر مر کے سحر

ہار ہر وصل کی کرتا تہا مین خالق سے دعا
کربلا جاتا تہا نوچندی کو مین روتا تہا
علم حضرت عباس مین باندہا جاتا
پیر ہر یار کا تازہ دیکر نذر مانا
سہلے کی پیا نیسے سحر کی اور افسون کے
نقش و تعویذ بہت مجھکو بندہانے ہوتا

۱۶۲

[illegible]

۱۶۳

جنو باقی تھی نہ ادنی سی رہی ہوش بجا		پھر اسی ہولی طاری مجھکو غش سا آیا	
۱۹	آگیا سینے سے ہونٹوں پہ مرا دم گھٹ کر بر دو اطراف کا عالم ہوا نظروں سے ہٹ کر		
دیر کے بعد طبیعت ہوئی فی الجملہ بحال دل مشتاق تھا از بس تیرا جویای جمال		کچھ تسلی ہوئی کم ہونے لگا رنج و ملال جان مہجور کو وہ عید ہوا ذوق وصال	
۲۰	درمیان نامہ و پیغام مرے جان ہوے قول و اقرار ہوے وصل کے سامان ہوے		
شکر صد شکر ہوے ہجر کے ایام تمام گرچہ آغاز برا تھا پہ ہوا نیک انجام		زندگانی کی ہوئی مجھکو امید اے گلفام صبح وصل آئی نظر گذری مصیبت کی شام	
۲۱	لا کے تشریف مری گھر میں سرافراز کیا جو تصور میں تھا مجھسے وہ انداز کیا		
آتے ہی ڈالدیا ہاتھ گلے میں میرے اپنے آنچل سے مری آنکھوں کے آنسو پونچھے		خوب سا رو کے مرے ساتھ گلے مل مل کے منہ پہ منہ رکھ کے ہوئے دیر تلک کہتے تھے	
۲۲	رنج ہوتا ہے نہ رو تجھکو مرے سر کی قسم جان پر رو کے نہ کھو تجھکو مرے سر کی قسم		
جشن شادی کا ہے ہنگام نکر حال تباہ مجھکو بھی رنج جدائی تھا نہایت واللہ		ہو قلق دشمنوں کو روز میں سیاہ روز سیاہ عالم الغیب مری حالت دلکا تھا گواہ	
	تجھکو باور نہیں آنیکا تو کیا وقت ہے جو مرے دل پہ گذرتی ہے خدا واقف ہے		

[illegible]

۳۶

سب بیان کردی گذری جو جو ظلم و ستم

[illegible]

تجھکو باور ہوا کا نہیں تو صادق ہے

پرانا شیرا مرا و پروانہ مرا عاشق ہے

[illegible]

اوسکی دیوانی ہین ہم آپ پہ جو شیدا ہو
واسطی اپنی جو بدنام ہوا اور رسوا ہو

جان دینا وہ بس ہمکو کسی پہ اگر مرتا ہو
کسطرح اوس سی محبت نہ ہمین پیدا ہو

بو الہوس ہمکو ہر اک پیر و جوان ملتا ہی
چاہنی والا زمانی مین کہان ملتا ہے

واقعی مجہسی اسی طور سی تم پیش آئی
مین آرام جو صاحب کی بدولت پائی

جو نہ دیکہی تہی وہ الفت کی مزی دکہلائی
لا بیان ہین وہ زبان پر کوئی کیونکر لائی

راحتین وہ کسی لبرسی اٹہائین ہین سنے
لذتین سایہ تمہاری جو اوٹہائین ہین لئے

دلدہی تہو مری ہر وقت تمہین مد نظر
اوٹہنی دیتی تہی نہ تم پاس سی مجہکو دم بہر

سال بہر سی ہی یہین ہوتی تہی بستر پہر
بیشتر زانو کو کرتی تہی مری بالش سر

سیری ہی فکر تمہین شام و سحر رہتی تہی
دین و دنیا کی نہ صاحب کو خبر رہتی تہی

عاشقانہ غزلین ہندی سی پڑہوا تی تہے
پان بیری ہی لگائی ہوئی خوش آتی تہی

کتنا خوشگو ہی تو تعریف بہی فرماتی تہی
اور سی لیکی گلوری نہ کبہی کہاتی تہے

سر مین دیتا تہا سی مین ہی ملواتا تہا
مہندی مین ملتا تہا گہنا مین ہی پہنا تا تہا

یاد ہی لیٹنی سونی کو جو اہی جو لقا
اور رکہتی تہی مری ساتہ لپیٹ کر سوجا

سر ار رکہتی تہی بازو پہ بٹہا کر تکیا
صبح تک یون ہی پڑا رہیو نہ کروٹ لینا

[illegible]

اب کسی اور سے تم جی کو لگا لیجئے
دھیان میرا نہ کرو دل کو سنبھالا لیجئے

سنتے سنتے تری باتیں ہوئی ہر بار
بلکہ لطف ملاقات سمجھ کر بیکار
بخدا میرا بھی جی ہٹ گیا تجھ سے دلدار
رفتہ رفتہ ترے ملنے سے کیا خود انکار

صدمۂ ترک ملاقات گوارا کر کے
کیا کروں بیٹھ رہا تجھ سے کنارا کر کے

یہ نہ کرتا تو مری جان بھلا کیا کرتا
وصل میں ہجر میں کس طرح گزارا کرتا
کیا بجز اس کے علاج دل شیدا کرتا
کب تلک ظلم و ستم روز کو دیکھا کرتا

ہر طرح اپنی طبیعت کو سنبھالا لیجئے
خار الفت کو ترے دل سے نکالا لیجئے

خود کو اور غیرت شمشاد بھی سمجھایا
پھول سے رخ کا ترے دھیان سے دل کو آیا
اس نے ان سرو قدوں سے ہی بھلا پھل پایا
باغ سبزہ اور زمانے کا اسے دکھلایا

دل لگا جس میں اسی شغل میں صرف کیا
مختصر قصۂ تری عشق کو موقوف کیا

یکقلم دل سے مٹی یاد محبت تیری
بلکہ یہ یاد نہیں کیسی تھی صورت تیری
مضطرب اب نہیں کرتی مجھے فرقت تیری
کون عاشق ہے کسی باقی ہے الفت تیری

ہمکو تم بھول گئے تم نہیں یاد رہے
ہم نہ دیوانے رہے تم نہ پریزاد رہے

تیرے پھر ملنے کا پیغام جو بھیجا ہے
مہربانی کی کرم بندے پہ فرمایا ہے

165

تب کی بات کا یہ جواب انکار کیا

نامۂ شوقیہ

مرسلہ دلربا محرم غمگسار
انیس دل و مونس جان زار
ریاض لطافت کو سرو رواں
سرور دل و راحت جسم و جان
سلامت رہے سدا سلامت رہے
[illegible]

زبان ایک ہے ایک میرا کلام
[illegible] معلوم ہو تجھ کو بعد سلام
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کوئی دل کا ارمان نکلا نہ تہا
تو پہر نام مجکو بتاتا تہا کیا
نشانی نہ دیتی تہی اپنی اگر
ستاتا تہا اور دکہاتا تہا کیا
بلا وہ تہا جان سے میرے جان
جگا اور دیری آرزو تا تہا کیا
میں جان تک تو دینی کو موجود تہا

وہ لا کے گیا تو نے مغرور اوسے
غم عشق اوسکو جتاتا تہا کیا
بہی کچھ دریغ آتا تہا کبہی
کبھی پر جو عاشق نہیں لا ندم
تو بتلا و آنسو بہاتا تہا کیا
غرض صبر کو جاتی کی سل کیا
اسی غم میں سبکو ستا ناز کیا
تصور تہا بترام سے درمیان میں
نہی جان کو یا مری جان میں
بدل رہا پہر جان مارا کیا

مجہے آہ و زاری سے یان کام ہے
نہیں لیک اثر ہوتی عاشق کی آہ
زبان پر نہ لاتے ہو گو حال دل
مگر جی میں واللہ ہو گا خیال
اڑاتا تہا آکر جگر چمن خاک
مجہے بہی یہی رنج ہے اور ملال
نہ بیٹہ گہڑی سو بہی تہا بہم
رہا ہجر ہی وصل کی رات بہی
میں ناشاد اک شب سجاتا اگر
عبث دل لگا کر غضب میں پڑا
رہا درمیان میرے اوسکی حجاب
تصور ہی دل میں کرتا ہوا
قلق جبکہ از حد زیادہ ہوا

میں کیونکر کہوں مجکو آرام ہے
کریکہ اور کریکہ دلمیں دلبر کے راہ
نہ جانے کوئی تاکہ احوال دل
وہ محروم یا نسے گیا بے وصال
وہ دیوانہ یان سے گیا دردناک
اسی بات کا ہر گہڑی ہے خیال
عبث وصل سے ہو گئے متہم
کبھی شرم سے اور منہ تو بات بہی
سہتا جدائی کا رنج اس قدر
مصیبت میں رنج و تعب
نسر کا دوشالہ کا رنج سے عتاب
چلا جاتا تہا آہ میں بہرتا ہوا
تو رو رو کے بس اس غزل کو پڑہا

غزل

مجہے اوسکے کوچے سے آنا تہا کیا
لگاتے ہی دل کے پہنسا ہجر میں
اوسے دوستی جو نہ منظور تہی
مری حال پر گر نہ تہی چشم لطف
دکہانا تہا پہر جو منہ چاند سا

گر آنا تہا تو دل لگانا تہا کیا
یہ کیا ہو گیا سے مجہے جانا تہا کیا
تو پہر اپنے گہر میں بلانا تہا کیا
تو چہپ چہپ کر آنکہیں لڑانا تہا کیا
تو اکبار صورت دکہانا تہا کیا

[illegible]

رہےگا مری پاس تیرا نشان | اگر روؤنگا مین تو بدل جز جان
اور اکثر جو فرقت مین گھبراؤنگا | او سی لال کر کر کے گل کھاؤن گا
یہ نامہ لکھا فرخ آباد مین | پھرین حسرتین جان ناشاد مین
یہان سے بریلی کو جاتا ہون مین | قدم اپنا آگے بڑھاتا ہون مین
جو باقی رہا میری جان دم مین دم | تو پھر آن کر دیکھتا ہون قدم
بجالاؤن گا سب حق بندگی | غلامی کرون گا مین تا زندگی
نہ چھوڑون گا تجکو کسی حال سے | مین قربان ہون جان اور مال سے
جواہر جو تو ہے تو مین جوہری | مین دیوانہ ہون تو اگر ہو پری
اگرچہ نہین تجھپہ ہرگز گمان | کہ ہو غیر کے حال پر مہربان
ولیکن مین مجبور ہون رشک سے | کہ ہے عشق مین بدگمانی ضرور
جو میرے مرنیکی جب تک سنائی | مجھے سے بیٹھے جو اور سے دل لگاؤ
کہ شاید مین جیتا پھر آیا رہان | ہوئی غیر کی بس مین تم میری جان
یہ سنتے ہی جی سے گذر جاؤنگا | یقین جان لو موت مر جاؤن گا
ذرا دھیان میرا رہے آپکو | نہ سننا کوئی کچھ کہے آپکو

یہ خط ہے مرا میرے دلبر کے نام
ہوا ختم نامہ یہان والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لآلی حمد و جواہر ثنا شایستہ زیبندہ درگاہ کبریا خداوند واجب التعظیم جل شانہ

[illegible]

۱۶۷

[illegible]

مجنون عشق لیلای سخن ازیطن ما در بشهر اد آورده بود بالآخر سوای شاعری در سر افتاد

و اکثر اوقات مراثی و سلام و رباعیات و غزلهای سوا انها و جمل الکم بنین ابا

عبد الله الحسین منظوم میکرد و تخلص و قاسم و بیشتر گوهرهای بهای غزلیات

سحر بیان بیان در سلک نظم انتظام میداد و دیوان ضخیم مرتب داده بود از بسکه حسن

خلیق که در فن مرثیه گوئی عدیل و نظیر ندارند شغل شاعری شنید بعد چندی

سید موصوف روانه فرخ آباد شدند و راقم اثیم بتاریخ نهم رجب سنه ۱۲ هجری از

شیخ آباد بدار الخلافه لکهنو گردید از حسن اتفاقات با جناب آقای نظم دیگر زبده شعرا

عالم خلاق المعانی سنگ سخندانی غواص بحار کمال فارس مضمار سحر حلال صیرفی و بازار

بلاغت محک عیار فصاحت چکیده قلم اعجاز رقمش را اگر منقار قلم گویم سیاست و نزاکت

طبع و قادش را اگر یوسف و قت خوانم زیباست ابلغ البلغا و افصح الفصحا جناب خواجه

حیدر علی صاحب متخلص بآتش مد ظله العالی ملاقات اتفاق افتاد بصد شوق و کمال ذوق

استدعای تلمذ بخدمت فیض موهبت شان نمودم از روی مهربانی ها و اقتضای حسن اخلاق

که سجیه مرضیه شیوه سنیه ذات با برکات است عرض آثم مقبول گردید انتظام زمره

شاگردان عقیدت گزین و حلقه بگوشان ارادت آئین گشته استفاده غزل گوئی از جناب

معزی الیه حاصل کرده میکنم و تخلص خود که اسم با مسمی یافتم حسب ارشاد جناب مخدومی زبده

قرار دادم و اجزای سابقه که مثل یوسف عزیز میداشتم روبروی اخوان بان بالتمام در چاه

انداختم و آنچه از ابتدای شاگردی جناب مخدومی لغایته آخر ماه رجب سنه ۱۲ هجری رطب و

یابس موزون کردم و جمل کلیات هذا نموده موسوم به گلدسته عشق ساختم التماس

بخدمت منصفان با تمکین آنکه اگر بمقتضای بشری خطائی رفته باشد از و جل سخیا بدرستی آن پردازند که

هیچ نفس بشر خالی از خطا نبوده و این مجموعه حسن زمره راید عامی خیر یاد فرمایند فقط

دیوان ثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اک جہان دیوانہ اوس لٹ تا کا ہو گیا
ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہو گیا

آپ کو کھویا اگر جویا خدا کا ہو گیا
راز جب منکشف فقر و فنا کا ہو گیا

ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہی کبھی
عرض کرتے ہین گو بے موقع التجا کا ہو گیا

خاک ہمکو عشق مین مرتے ہین عاشق سیکڑون
سنکھیا کا عالم اس جب بقا کا ہو گیا

کیا اثر پھیلا ہی میری نالۂ جانسوز کا
شعلۂ آتش ہر اک جھونکا ہوا کا ہو گیا

حائل نظارۂ دیدار کیا ہوگی نقاب
دور پردہ جبکہ تری شرم و حیا کا ہو گیا

اوس نگاہ تیر سے دل ہو گیا جب ہم جدا
میرے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا

سجدۂ عاشق سے اوٹ جھکگیا جہل عدا
مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہو گیا

حور کو نظر ہوا جو جنت مین کیا خوش آ گئے
اور پرگشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا

بت پرستی مین جو آئی ہے بت کافری پر
نالۂ ناقوس مین عالم لگا کا ہو گیا

یاد آیا جو معشوقہ نہین ہی حسن الفتین
قحط ... مہر و وفا کا ہو گیا

نالہ ... جب پہلو سے نکلے
حیلۂ معقول صاحب کو جفا کا ہو گیا

پانچ اوس شوخ کو بنگلی اوڑنے لگا
باد پا اوس ترک کے نیچے ہوا کا ہو گیا

خار جس ہوتی ہین پیدا جسکی ہی شور گل
کیا چمن مین اختلاف آب ہوا کا ہو گیا

ہے یہی عالم تو ہی یار کا تو دیکھنا
کچھ دلوں میں جو قدر بلا کا ہو گیا

١٦٩

غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا
کریگا کون پھر کیا صلاح ترے عارضہ دل کا
سبھی وقت نگہ تیرا معالجہ دل کا
ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے یا الٰہی خیر
طریق عشق میں پیش آئی مرحلہ کیا کیا
تنک رہا ہی پھر نہیں تو نسے مہلت میں
فسردگی ہی طبیعت کو عہد طفلی سے
گرانہ کوہ الم سینہ پر خ ما انصاف
وفور ضبط سے دم گھٹ کر آ گیا لب پہ
کہا تو کرتے ہو تم پر سے جیسے اتنی نہیں
صفائی بخشا ہی آئینہ پر یہی نقوش کو
نوا ہی چند سے ہیں گوش آشنا جگر
جہر آیا جاتا ہی شغل عشق سے ہی دو
دو روزہ زندگی میں جانے کیا ہی تنگ
نجات مجلسہ حشر سے نیازی گا
تعلق کا ہی وہی عالم وصال ہو کر زوقا
سبیل عشق کا سالک ہو جسے پائے
بر نگ غنچہ پژمردہ ہے عرصہ
بجز خدا نہیں کرتا رجوع بندی سے

سنو تو عرض کروں تم سے ماجرا دل کا
بہت قریب جگر سے ہی فاصلہ دل کا
کہ جہاں کسل نظر آتا ہی عارضہ دل کا
کہیں نہ طول کھینچا ہی عارضہ دل کا
معین ہوا در پہ نا صبر ہا خدا دل کا
مسیح قابل نشتر ہے آبلا دل کا
تمام شباب میں بھی مجکو ولولا دل کا
حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا
گر زبان پہ آیا نہیں گلا دل کا
کرو تم آج کروں میں معاوضہ دل کا
کریگی صورت شاہد مقابلا دل کا
خوش آئیگا نہ او نہیں مزہ غنا دل کا
کبھی کبھی کلا جو باقی ہے مشغلا دل کا
مجھے ہلاک کیا اسنے مہو ہوا دل کا
پڑیگا سامنا اک روز شکوہ دل کا
مری سمجھ میں نہیں آتا مدعا دل کا
لگا رکھا تھے ٹھہری یہ رہنما دل کا
عجب بحال کیا تو نے مبتلا دل کا
کیا ہی تجربہ مشکل میں بارہا دل کا

[illegible]

۱۷۱

بزم غم شبیر میں جو چشم سے نکلے | ہر اشک کو تسبیح کا اک دانہ سمجھنا
جو دل کہ بھرا ہو محبت سے جہانکی | اوس دل کو دلا یار کا کاشانہ سمجھنا
نامہ جو لکھا ہی اوسی رکہ چھوڑیو صاحب | وہ خط غلامی سے ہے نوشتانہ سمجھنا
کھاؤں ہوں پہونکوں جو تری کعبی میں اوتیح | ناقوس بغل میں ہے مصلانہ سمجھنا
دیدار دکھا دیجیے غش آئیں تو آئیں | عاشق ہو نہیں عاشق مجھی موسی نہ سمجھنا
رکھنا نہ توقع دل ناداں تو کسی سے | اسوقت میں اپنوں کو بھی بیگانہ سمجھنا
حاصل نہیں سمجھانے سے ناصح تو سمجھ تو | کیا سمجھے بھلا یہ دل دیوانہ سمجھنا
بہکا ہوا عاشق نظر آجاے جو کوئی | اوس چشم فسوں ساز کا دیوانہ سمجھنا
چاہوں تو نکل جاؤں ابھی پیچ سے تیری | او بہا مجھے اور زلف چلیپانہ سمجھنا
سرکٹ کی جو قدموں پہ گری راہ وفا میں | یہ بھی مرد ہمت مردانہ سمجھنا
صحت تری ممکن نہیں میں مرکہ دل بیمار | یہ گورکن آیا ہے مسیحانہ سمجھنا
ہر حال میں جو رند ہوں تم خوش ہو کہ ناگہ | شیدا ہوں مجھے عاشق شیدانہ سمجھنا
پلوا دی جو بیہوش زبا دیکھ مرا ظرف | ساقی جو بہک جاؤں تو دیوانہ سمجھنا
آجای کوئی ڈھیر اگر پاؤں کے نیچے | ای شمع رہو مرقد پروانہ سمجھنا
دیکھو کسی چہرے پہ جو گیسو کوئی بلدار | افعی ہی اوسے زلف چلیپانہ سمجھنا
چاہے اگر رتبہ عالی کا جہان میں | اونا سے بھی خود کو کبھی اعلانہ سمجھنا

ای رند نہ ٹکنا کبھی ارباب ورع پاس
مل بیٹھنا اون سے جسے رندانہ سمجھنا

دل کس سے لگاؤں کہیں دلبر نہیں ملتا | کیا ظلم سہوں کوئی ستمگر نہیں ملتا

[illegible]

مزا دل سے اڑا جاتا ہے لطف زندگانی کا | [illegible] بہار آتا ہے عالم جوانی کا
برنگ فصل گل مہمان ہے موسم جوانی کا | پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا
گزشتہ سال کے حسن شباب ایسا تھا [illegible] | [illegible] عالم ہے جوانی کا
حقیقت میں جو ہے ہم قول [illegible] | [illegible] لن ترانی کا
تری جلوت سرا جیسے بنایا خانۂ دل کو | [illegible] پاسبانی کا
کبھی سے وقت خواب افسانہ الفت سنا | [illegible] اس کہانی کا
ہنسی سے گالیاں تیری [illegible] | [illegible] بدزبانی کا
قد بالا دکھائی اپنا وہ گلشن میں [illegible] | [illegible] آستانی کا
رہا افسانہ عشق و محبت نا تمام [illegible] | کیا [illegible] اس کہانی کا
نہیں ہے شاخ گل میں جس [illegible] | [illegible] روضۂ رضوانی کا
جدا ہو تو ہمیں [illegible] | [illegible] بیانی کا
دل مضطر کو وحشت [illegible] | [illegible] نشانی کا
پس [illegible] آئی [illegible] کہانی | [illegible] زبانی کا
عیادت کو وہ آتے [illegible] | [illegible] ناتوانی کا
[illegible] | [illegible] کا
اور [illegible] | [illegible] جوانی کا
زباں [illegible] | عنایت کا توجہ کی نظر کا مہربانی کا
فراق یار میں [illegible] کیا [illegible] | جلن [illegible] پانی کا
کہلا [illegible] وصل [illegible] | فراق یار [illegible] ناتوانی کا

[illegible]

کارخانے جتنے ہیں دنیا کے سب ہیں بے ثبات
آنکھ سے جو آج دیکھا کل وہ افسانہ ہوا

ہنستے ہنستے دل لگی کے واسطے ناپا جو آج
سرو کا قد اوسکی قامت کا تماشا نا ہوا

یوسف مہر محبت کیسا ارزان بک گیا
نقد دل قیمت ہوئی اک بوسہ بیعانہ ہوا

جلکر اونسے جان دی یہ نالہ کرکے رہ گئی
عشق بلبل پر بھی فائق عشق پروانہ ہوا

عشق زندان کی خطا پر قتل جو مجکو کیا
اسلیے شمشیر قاتل میں ہی دندانہ ہوا

پینے جانا کاسہ سر ہے کسی مے خوار کا
وار گونہ دست ساقی میں جو پیمانہ ہوا

قطرہ بادہ ہی بادہ خوار رو دو رو اعظ چکا
مدرسے کھودیکے تعمیر میخانہ ہوا

رند ہوں رند ازل سے ہوں میں وارفتہ مزاج
اسلیے طور سخن بھی اپنا رندانہ ہوا

آج شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا
گھبرا کے یہ دم آج نکل جائے تو اچھا

اودہان حزین جاتا ہے اکدن تجھے اغیار
اب جان تو بہتر ہے کہ کل جائے تو اچھا

جھکوا دیا شعف تو قاتل کے قدم پر
ملوا اگر اوسکی ادا کل جائے تو اچھا

بہتر نہیں یہ صورت جانان کا تصور
دل اوسکی ہٹے سے بہل جائے تو اچھا

اک سل ہے کلیجے پہ نہیں سیخ بدن میں
چھاتی کا پہاڑ آہ یہ ٹل جائے تو اچھا

دیوانہ عشق شہر کی گلیوں میں ہے برباد
مجنون کسی جنگل کو نکل جائے تو اچھا

اوس آتش دل پہ جو لگی نہیں اشک بہا دی
یہ جان تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا

مرنا نہ دیں گے ارادے میں ہی خدا لطف
اتر دریہ اگر مجکو نگل جائے تو اچھا

رکھنا ہی دشوار یہ جب آئی تو آئی
ایسے میں طبیعت جو سنبھل جائے تو اچھا

یار اشعار اشہر سے اوٹھا دی ابھی یار رو
وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا

۱۷۳

[illegible]

۱۷۴

خیر سیجانہ کسی سے مرا جرا او ٹھا
زہد و تقوی سے بیچارہ رندین گہبرا او ٹھا
شکر کر قیدی صیاد کہ ہوتی ہے رہا
بان ہار ہوے نالون نے جو پیہم شب ہجر
یارہا مین نے کیا ہو کس طرح سے کھینچا
طرفوا کہتی ہے ملک سانہ رہے تالب کو
قیس بیچارہ مری لیلی کی سواری آئی
جوش وحشت مین جو دریا کی طرف جا نکلا
ہجر کی شب جو تری گرمیان یاد آئین مجھے
تاب نظارۂ دیدار نہ لاؤ گے کلیم
نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم
ضعف اسی کہتی ہین سینوں سے لبون تک آتے
کوچۂ یار سی جب گہر کو چلا مین اپنے

اوسنے کاندھا دیا اگر تو جنازا اوٹھا
پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اوٹھا
آب و دانا تیرا او بلبل شیدا اوٹھا
مست ہاتھی کی طرح چرخ بھی جھلا اوٹھا
جس کمان کا کبھی سیتم سے نہ چلا
دھوم سے کشتۂ قاتل کا جنازا اوٹھا
دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اوٹھا
قد آدم مری تعظیم کو مینڈھا اوٹھا
منہ سے نکلا دھوان ویسے وہ شعلا اوٹھا
پردہ ہی پڑ جاینگے آنکھوں پہ جو پردہ اوٹھا
آتش طور نہ بھڑکی نہ وہ شعلا اوٹھا
سو جگہ راہ مین نالا ہر ابیٹھا اوٹھا
دل پکڑ بیٹھ گیا درد اکیلا اوٹھا

صحبت شعر و سخن ہو گئی برہم اے رند
بعد آتش نہ نظر ایک بھی اوستاد آیا

کہ لگی کٹ گئی کیون سرو چمن او ٹھری
روکے بیساختہ سر پیٹ لیا شیرین نے
فرقت عالم ارواح گوارا تھی کسے
میرے مردے کی قسم یہ تو بتا دو یارو

آج کیا باغ مین وہ غیرت شمشاد
آ گئے پرویز کے جب تیشۂ فرہاد
مین تو مجبور ہوں عالم ایجاد
بعد مردن بھی کسی کو مین کبھی یاد

[illegible]

مطلقا آثار الفت جبکہ کچھ پیدا نہ تھے
عقل حیران ہے یہ درد لا دوا کیونکر ہوا

عشق ہو جانیکا باعث پوچھتے ہیں لوگ سب
کیا سبب انکو بتاؤں کیا ہوا کیونکر ہوا

گر نہیں خون شہیدان جا بجا آپ ہیں شریک
چھپ چھپا اس شوخ پر رنگ حنا کیونکر ہوا

ہو لکر بھی ہیں نہیں لایا زبان پر حرف عشق
راز الفت یا الٰہی برملا کیونکر ہوا

سیکھتے ہیں جنید سے خادم ہے وہ بیت اللہ کا
رند تھا مرد قلندر یار سے کیونکر ہوا

کون ہے نائب محمد کا سوائے بوتراب
کسکو یہ رتبہ دیا حق نے ورای بوتراب

ہے یہ اکسیر خالص خاکپائی بوتراب
پادشاہ ہفت کشور ہے گدائے بوتراب

ہو بلا شک مرتضیٰ حاجت روا مشکل کشا
کل ہے سارے مرسلوں نے التجائے بوتراب

ہے علی کا علم ہے لاریب بیشک فرمان حق
ہو مشیت ہے خدا کی ہو رضائے بوتراب

کیون نکرتی اپنا نائب یون نگر جانی نبی
کیا ہمسر ہے نہاں تھا القائے بوتراب

سدیکھ سوئے شب ہجرت نبی کے فرش پر
دل یہ کسکا اور جگر کسکا سوائے بوتراب

تھا طریق یہ نہیں جو عین جنگ میں کی شتاب
ذوالفقار آئی فلک سے یہ سزائے بوتراب

کیا نشتر ہو سکے مداحی شیر خدا
حق نے کی قرآن میں مدح و ثنائے بوتراب

نور سے اللہ کے پیدا ہوئے تھے بارہ امام
ہیں علی سے ہند میں فیض تک پہنچا ہے بوتراب

مثل قنبر میں بھی شیدا ہوں علی کے نام کا
جان و دل سے ہوں غلام باوفائے بوتراب

گرمی خورشید محشر جب جلائیگی مجھے
جب پناہ ہونگا حشر کو زیر لوائے بوتراب

مارڈالا ہے فلک نے دیکھ صدمے پیس کر
اور زمین غضنفری مجکو سرای بوتراب

ہمسری کا وہ کریں دعوی جنہیں فہم و تمیز
جنکو قنبر سے نہو رتبہ جہ جانئے بوتراب

[illegible]

کبھی عدم کو سبکدوش رہ و صورت بار | نہیں رہا یہ گلی جسم کیتلی کی طرح

تمام عمر ہے سبکی نظارہ بازی میں | رہا میں حیرتِ حسن آئینے کی طرح

کبھی نہ نالۂ دل گور میں بھی بعد فنا | ہر استخوان سے صدا نکلی بانسری کی طرح

جمال دوست کا گر ہے مشاہدہ منظور | صفا کرے آئینۂ دل کو آرسی کی طرح

نہ کام آئیں گے ہم عرض مدعا کو سے | دہن میں گور کے زباں میں سوسن کلی کی طرح

ہوا یہ جائیگا مر دا بھی شکل جوہر پاک | وہاں وہ شہ ہونگا میں پری کی طرح

کہو نہیں جان لی اوس غیرت پری ہو گیا | جو دو گھڑی نہ ٹکی پاس آدمی کی طرح

ولہ

کچھ فقط ہم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد | عشقبازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد

اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہ ہے | کون اوٹھائیگا تیرے جور و جفا میرے بعد

بعد مجنوں کے میں دیوانہ گیا صحرا کو | پھر نہ آیا کوئی زنجیر ہلا میرے بعد

کون اون شانوں سے ہر وقت کریگا سیدا | خوب الجھا کی تہ زلف دوتا میرے بعد

سب نکل جائیگا دعوائے خدائی دل سے | تبدل کہنے لگو گے بخدا میرے بعد

چادر گل کی میں امید رکھوں تجھ سے کیا | فاتحہ تک تو نہ مرقد پہ پڑھا میرے بعد

مجھکو مر جانیکا اپنے نہیں غم ہے ای یار | کون دیکھوگا تیرے ناز و ادا میرے بعد

نغمہ سنجی کا مزا میری ہی دم سے ہے فقط | رو رہیگی بلبل بی برگ و نوا میرے بعد

نہیں کہتا کوئی مر دی یہ بھی رونیوالا | بیکسی اپنا دکھائیگی مزا میرے بعد

سر پہ ہو جائیگا صد دم برنگ اکسیر | گھس لگا تیکو ملگی نہ حنا میرے بعد

یاد رکھیو گا ہمیں تک ہیں یہ سارے عزیز | پھول جاؤ گے یہ سب مہر و ادا میرے بعد

١٧٧

رقصہ رفتہ غنچہ و گل پر تصرف کرتی ہے
دفن ہے یاں کونسا دیوانہ بہر دل عزیز
ہے خزانکو بھی الفت ایسی ہے میں یاد ہے جون
دیدنی ویرانی گلشن ہوئی ہے کس لیے
ہیں تو مجنون ازل جون سیر کیا ہر کو ہر
چشم عبرت بین ہو یک اس باغ کی نیرنگیان
یاشر بھر ایک دیوانہ نظر آتا نہیں
ہر گدا یان ہے اگر خرامان کونسا رشک چمن
بادہ خوار و چھوڑ دو گھر فصل گل ہے چار دن
چھوڑ لیں ہر غم چمن سب اپنی اپنی جھیبے
چشم بردہ منتظر بیٹھے ہیں مرغان قفس
یاد آتا ہے قفس میں لطف گلگشت چمن
گل کھلو ہیں ہر طرف تو چھیو کر شاد ہو
باغ سے ہوتا ہے راہی تا فلہ کا قافلہ
کہاتی ہیں گل چمن کر چلا کسی محبوب کا
آمد آمد اوس گل رعنا کی ہے گلزار میں
کر کنت سیتاب ہے ہو چنیں بھگنو نہیں
اک نہ اک دیوانہ ہوجاتا ہے سر کو پھوڑ کر
داغ سو اتن کو دی یا سر کو دو جوش جنون

رنگ اپنا پھیلی گلشن میں جماتی ہے بہار
باغ میں ہر سال آ کر خاک اوڑاتی ہے بہار
سیر کو گلشن میں جب تشریف لاتی ہے بہار
جای بلبل غنچہ کو نغمے سناتی ہے بہار
ہوشیاروں کو بھی دیوانہ بناتی ہے بہار
ہر برس آ کر ہمیں غافل بناتی ہے بہار
حیف ہے اک ہر برس کیا مفت جاتی ہے بہار
دیدہ نرگس سے جو آنکھیں چراتی ہے بہار
چار ہو سب بیٹھ نہیں ہو رہ جاتی ہے بہار
وہ بیری گلشن میں بیٹھی آج گاتی ہے بہار
برگ گل شاید چمن سے لیکر آتی ہے بہار
داغ دیتی ہے جگر پر دل جلاتی ہے بہار
یار بن مجکو تو بلبل پھاڑ کھاتی ہے بہار
غنچہ و گل ساتھ لیکر اپنے جاتی ہے بہار
ہر برس اک داغ تازہ دیکے جاتی ہے بہار
صورت گل ہر برس کب سماتی ہے بہار
اپنی صنعت کی جو باغ آ کر جتلاتی ہے بہار
ہر برس آ کر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار
دیکھیو اک ہر برس کیا گل کھلاتی ہے بہار

کہاں سنگو افسانۂ قیس و لیلے
گیا وہ زمانہ وہ لوگ اوٹھ گئے سب
شنیدیم نام و نشانش ندیدیم
ہوا رشک لیلی کی فرقت میں مجنون
مری جان تب سے مرتا ہون تجھ پر
عبث خلق کہتا ہے تو خوف گر نادان
رہ عشق نے جو قدرت حق تو دیکھو

عبث کرتے ہو حال میں کر سابق
نہ معشوق ویسے ہی اب نہ عاشق
جو عشاق ہیں معدوم یا برافق
مرا حال اور قیس کا ہے مطابق
نہ ہے چاند سے منہ کا عاشق ہوں لائق
کیا ایک کو ایک پر اوس نے فائق
جو کمتر میں پڑتے تھے انشائی فائق

دعا ہے یہی اور یہی ہے تمنا
نجف میں ہو جا کے یہ بندہ عاشق

پڑتی ہے آ کو جان پر آخر بلاے دل
غصہ ہے غم ہے خون جگر ہے غذاے دل
یارب سا طرح کوئی اوسکا ستاے دل
آ نو دے میری جان کسی پر جو آئے دل
پھر کچھ بغیر کس کی تمنا کرے بشر
آیا کسے پسند فرقت میں جب قرار
کرتا ہے اشک آتش ہجران کا تو ضبط
تو دیکھا بار ہنس کے گلے سے اگر لگے
جو کچھ سلوک تو کیے اس غریب سے
اب تک تو ان صبر دکھ کو جلد دے

یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
کہاں اشتیاق جانی کہ ہو مشتاق ہے دل
ناحق عشق کسی کا جو کوئی دکھاے دل
کچھ مشتعل ہو شیر جو آخر برائے دل
تو آرزوئے جان ہے تو مدعاے دل
لیٹا رہا میں ہاتھ کو سینے دباے دل
ایسی لگی ہوئی کہو کیونکر بجھاے دل
سینے میں جو ہیں تو نہ پہلا سماے دل
کیونکہ ہو وفا تیا تو یہی تھی سزاے دل
رکھتی ہیں کیا ثبات میں ہم کیا سواے دل

اشکون کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے گیا
اے رند دیکھ لو یہ ہوئی انتہائی دل

وہ لطف دہر کی جس پہ نگاہ کرتے ہین — جو ذرہ ہو تو اوسے رشک ماہ کرتے ہین
عبث وہ ایسے جانب نگاہ کرتے ہین — مین لٹ چکا ہون مجھے کیون تباہ کرتے ہین
تمہاری دید کے پیاسے ہی خانہ ویرانی — تمہاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین
پھری جو کم نہین جی پہ لطف حسینون کے — حلال کرتے ہین یہ پا نگاہ کرتے ہین
ہزار شکر رسائی ہوئی یہ جیب تک — خدا کی جا ہان تو اب سے یہ راہ کرتے ہین
کہا لگا عشق محبت کسی کو کیسا پیار — جو قول ہارے ہین اوسکا نباہ کرتے ہین
ہلین گے لوح و قلم عرش تھرائے گا — ترے چلے یہ ہوا اب ال سے آہ کرتے ہین
جو بھی ہو وہ ستی یہ شکست ہین سب — تمہاری نالشین اب داد خواہ کرتے ہین
ملال زندگی مین جو محبت مین ترے بیٹھا یا — جگر بھی اونکو جو تجھ سے نباہ کرتے ہین
تو رہی ہو رہبر وا ماندگان کہین اے شوق — یہ بھولے بھٹکے تجھے خضر راہ کرتے ہین
سزا دے یہان گے عاشق کو خون ناحق کا — عبث وہ قتل مجھے بیگناہ کرتے ہین
مرے طرف سے بھی لین اے ہو کچھ — ادھر سے بھی وہ گذر گاہ گاہ کرتے ہین
قصور اوسکو سمجھتے ہین تجھکو کیا غلط — تو اب سکتے ہین ہم کیا گناہ کرتے ہین
وہ ایک خط بھی نہ لکھے گا ہم عبث قاصد — وفور شوق سے وہ قصر سیاہ کرتے ہین
فراق یار نے ہشیار کردیا ہم کو — وہ بے خبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین
غرور حسن سے اصلا خدا کا خوف نہین — جو ہم سے بھی جا نہ تجھ وہ کبھی نگاہ کرتے ہین
شب فراق مین جس سے تو نالہ رک نہ سکا — وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین

حسین بگڑی تو بگڑیں کبھی ملال نہیں
غضب ہے ان کا یہی کچھ قہر ذوالجلال نہیں

سوئیں ہیں صورت ہمراہ ایک خیال نہیں
تمہارا کعبہ ابرو سے بلال نہیں

تپ فراق سے باقی بدن میں حال نہیں
وصال ہی سہی ہوئی اگر وصال نہیں

ہزاروں ٹھوکریں کھاتا ہے کاسہ گدائی
اٹھا لی کیا کسے دی تیری ایسی چال نہیں

شہا نشین ہی کافی جواب کو بدلے
دقیق ایسا نکیرین کا سوال نہیں

جھک دی عیش کی شمع پھر چراغ
اگر ہے مشک گران بیع کا تو کال نہیں

اولچہ کی بالی کی مچھلی پڑی پیٹھ پہ ہے
وہ زلف کیا ہے اگر مچھلیوں کا جال نہیں

خدا کی بخشش ہی ہے جو رکھے ہیں ظاہر عیب
نہیں تو آدمی کا کچھ احتمال نہیں

وصال عاشق تازہ ہو تمہیں کو ارزانی
حسین اور بہت ہیں جہاں میں کال نہیں

دیا طلاق مرے حیدر نے زال دنیا کو
کسی طرح سے یہ بیوہ مجھے حلال نہیں

جو دیکھ لے اوسے اجب ہے شک کا سجدہ
ظہور جلوۂ حق ہے نرا جمال نہیں

بنایا صانع عالم نے سیر چشم مجھے
مری نظر میں تو قارون کا گنج و مال نہیں

یہ ڈھونڈھی گر سیان میں بنا زمین کی آج
ہماری ایک بھی ہندسی بول چال نہیں

بہ داغ مہر علی ہے وہ نیر اعظم
حسن آفتاب کو حشر تک زوال نہیں

یہ سب ہے عشق کی معجز نمائی فرہاد
پہاڑ تیشے سے کاٹا تو کچھ کمال نہیں

ہم ابتدا ہی سے سمجھے تھے ہوگا انجام
نتیجہ عشق کو آغاز کا مآل نہیں

کرو ثبوت نہ آزردگی مری جانب
تمہیں کو رنج ہے مجھ سے مجھے ملال نہیں

خدا کی شان ہے حور و پری میں شاید ہو
مگر بشر میں تو یہ حسن بے مثال نہیں

سدا الہی حسد از عنون ل کو ہے
یہ ساز وہ ہے کہ محتاج گوشمال نہیں

[illegible]

182

یہ صوفی جو حد سے واقف نہ قول نہ حال
کبھی منزل مقصود تک نہ پہونچیگا
زمین سے عرش تلک جا کے عرش سے تا فرش
نگاہ بد سے ہے محفوظ خط عارض یار

یہ حال ہے کسی محفل میں جا ل قال نہیں
مثال جادہ جو اس میں پایمال نہیں
بجز بشیر یہ فرشتے کی بھی مجال نہیں
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہیں

پڑا وہ الفت گیسو سے آپ اپنی ہی ربند
پڑی بلا میں پھنسے ہو تمہیں خیال نہیں

قدم شہر باٹے دہر جہر کی مجال نہیں
بچا ئی ہر ذرہ دیو کی مجال نہیں
نہی ہی جیسی کہ دلدار سے ہر آغوش
کرے ہم جو بھی دنیا سے بانٹ کتنا ہو
لہو شہید محبت کا رنگ لائیگا
میں اک پہر میں تو رکھ دونگا تو کر صیاد
تونگروں کو مبارک ہو زینت دنیا
حباب وار ہوں آمادہ فنا ہر دم
جو رکھی تو تو سر ہوں تیری بالین پہ
غبار ہی سنگ بنا کی چشم دنیا

کتنا ہم شیر کی بھی مثال نہیں
خدنگ تیر کش ستم کی بھی زوال نہیں
فلا سے سیہ ہوں کتنا خلا مجال نہیں
مری طریق میں تنہا خوری حلال نہیں
اڑا دو چشم کو پنہیں تم شیدہ گلال نہیں
بنا ہی دو رنگا فولاد کا تو جال نہیں
ہماری کلی تو ہی شیشہ جو نشان نہیں
سنا ہی حال مجھی کیا وصال نہیں
دلی نہ چھین میں بار درد امکان نہیں
مجھے تو سبزہ نہ نہ لائی ہی ملال نہیں

[illegible]

آنکھ بدلی کسلئی ایسی ہوی ہی بیدید کیون
مقتضا تیری جہالت کا ہی لیتا ہی جو اثر
اوس پیہ یکو مال کی خواہش ہے مین مرد فقیر
ہی دم آخر مرا اسن سلے وصیت آنکر
خاک پا اوس غیرت خورشید کی چہری ملے
باندہون پشتارا اگن ہونکا تنکو پڑیہ سی
سانس لینی کا کسی یارا ہی فرط ضعف سے
ہی یہ از صندل اگر ہاتہ آ سی خاک پای یار
حسن حیرت زا سی تیری تپایان بہر گئین
صبح لیجاتا ہی رقعہ شام کو لاتا ہی پہیر
ہنستے ہنستے کھول دیتا ہی اگر جوڑا کبھی

اپنی ہمچشمون سی ہی اب تو نظر ملتی نہین
روکی جو تیغ قضا ایسی سپر ملتی نہین
کیا کرون لوح طلسم گنج زر ملتی نہین
اتنی مہلت کیا تجہی او حیلہ گر ملتی نہین
تجکو چارو ہی کالف کیا او ثمر ملتی نہین
بار ہواری لو ہنگام سفر ملتی نہین
حال دل کچھ کہتی قدرت اسقدر ملتی نہین
سر ٹکیتا ہون در دادر و سر ملتی نہین
اب پلک سی ہی پلک دو و پہر ملتی نہین
یار کی ڈیوڑہی تجہی کیا نامہ بر ملتی نہین
ایسی چھپ جاتی ہی یا لو نہین کمر ملتی نہین

رند ہی سرکار عالی مین قدیمی جان نثار
کب اوسی خلعت مین شمشیر و سپر ملتی نہین

مبتدای حسن کامل کی خبر ملتی نہین
عیسیٰ او عاسی نفس تجکو خبر ملتی نہین
مین تو کیا ہون ہوش کا فونکو تری ہین دقتین
مرغ دل بیتاب ہی کیونکر صبر کرا جائے کو
[illegible]
سرکشی کی گلشن ہستی مین چلتی ہی ہوا

ہی دہن غائب تمہارا او کمر ملتی نہین
نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہین
شانہ مین حیران ہین اوسکی کمر ملتی نہین
دام گیسو سی رہائی عمر بہر ملتی نہین
[illegible] ملتی نہین
اس چمن مین جہاں کے شاخ بارور ملتی نہین

١٨٣

[illegible]

چاہیے انسان کو بھی پاس عقل آبرو | یاد رکھی جا کی پھر آب گہر ملتی نہیں
ناوک مژگان کی دلبر وہ جراحت کر گئے | چشم سوزن کو بھی جو اوسکا بخیہ گر ملتی نہیں
سرو قد کا ہے مونہ ہر شقیق داغدار | ڈہونڈہی تو اک انگوٹھی بی شجر ملتی نہیں
مثل عنقا اکثر ونکا نام سنتے ہیں یہان | کہتے ہین اکسیر کو دنیا مین پر ملتی نہیں
یکقلم خالی ہوا مرغان خوش الحان سی باغ | نام کو بھی بلبل بی بال و پر ملتی نہیں
دلمین اوسکی گھر کرے تاثیر کچھ اپنی کہاں | کیون اثر سی جا کی آہ پر اثر ملتی نہیں
کیون سلیمان آپکی جلسے مین کسیا رہتے ہی روز | وہ پری اک رات مجکو اپنے گہر ملتی نہیں
وار اوسکی تیغ کی بڑہ بڑہ کی سب سینے پہ رو | اس سے بڑہ کر کوئی فولادی سپر ملتی نہیں
سر کفن باندہے کفن مین کوئی قاتل کو چلا | راہ آنیکی تجہی اوسوت گر ملتی نہیں
گہر مین بیٹھے سی بر آتی ہے کوئی امید دل | جب تلک انسان سی ولی در بدر ملتی نہیں
اب تلک سر ہے بندہ باندہ چکا قتل پہ | کیا کرے قاتل کو خود اپنی کمر ملتی نہیں
مشغلہ یہ شغل مین فریادی ہین نامرادی | داد انکی کس لیے ادا گر ملتی نہیں
ایسے وہ جیتون تمہاری ہے یہ الفت کی نگاہ | جسکو آنکھیں ڈھونڈتی ہین وہ نظر ملتی نہیں
ایک قاصد روز کرتا ہون نئے قاصد روانہ | نامہ بر جاتا ہے جو اوسکی خبر ملتی نہیں
کیسے دربار کسکا روز دان بڑہا سے ہے | رہگذر راہین کسی اونکی نظر ملتی نہیں
بہجکی شب ماتمین لیکر چراغ ماہتاب | ڈہونڈتا پہرتا ہون گردون پہ سحر ملتی نہیں
پارہ ہای شیشۂ دل مین بہری ہا الماس تا | کسکی سہ پارون دکان شیشہ گر ملتی نہیں
فصد کسکی لیجیے کس طرح نشتر مجہے | رگ تہی سودائی کی وہ دو دو سہیر ملتی نہیں
بے سر و سامان واتہ ہو گیا تبلا و رند | کوچ ہے اور فرصت سازِ سفر ملتی نہیں

۱۸۵

سمجھی بازیچہ ہستی کو جو ہیں نقش فنا
کھیل لڑکوں کا سمجھتے ہیں وہ مرجانے کو

رزق عہدہ اوڑ کی سہو سمجھا ہی جو تقدیر کا ہو
پردے ہی میں ہی رزاق لیے دانے کو

میری سو نخل تمنا کو ہرا کر دے گا
خاک میں جسنے کہ سبز کیا دانے کو

آفریں آفریں سبحہ بدست کے ہے بیجہ پہ
مرحبا مرحبا ساقی ترے پیمانے کو

ہر طرف پھیل گیا فیض صبح عالم میں
نہیں مہر و محبت تو قسم کھانے کو

مرگیا منتظری میں تری او وعدہ خلاف
موت آئی ملک الموت ترے آنے کو

رہ نما عشق صنم کا ہو تو انشاء اللہ
کعبہ اللہ سے سیر کر چلیں بتخانے کو

عقل کامل پہ شرف پائی [illegible] ہوش خوب
وہ پری آئی اگر بیڑیاں پہنانے کو

حیف ہے جیسی کی ہمت میں چلو دنیا سے
تا ابد کوئی بھی آیا نہ وہ سمجھانے کو

کیوں فلک کاسہ سر کر کے کہا ہیں اونگے
دیکھ سکتے ہو ان آنکھوں سے جو پیمانے کو

رحم دل ہوں کبھی دیکھ سکونگا یہ ظلم
متصل ہی بلبل کے [illegible] شمع سے پروانے کو

شان خلاق رزاق تو دیکھ [illegible]
لے اوڑا وہم [illegible] میں تا سکے پروانے کو

یا جو پہنچیگا ہوا آگ میں جا کر وہ بھی
بیٹھا [illegible] ہمسر کا نہ پروانے کو

ہوگی کیونکر وصل [illegible] ساقی
اور [illegible] لگ گئی [illegible] کو

تازہ ہو لیلی و مجنوں کی [illegible]
[illegible] اسی عشق کا افسانہ کرو

[illegible] ہی محتاج کی [illegible]
شمع کو گردش [illegible] پروانے کو

آہ [illegible] مرشد [illegible] حضرت عشق
دونوں [illegible] جاتے ہی جگر کھانے کو

آب اور خاک میں طاقت نہیں [illegible] کرنے کی
توشہ [illegible] ملتی نہ اگر دانے کو

بعد مردن ہی [illegible] عاشق [illegible] کام
شمع [illegible] ہمیں پروانے کو

[illegible]

لاحاصل و بیفائدہ ہی تیری شفقت
خس پوش کیا سبزۂ خط نے مری یوسف

صد حیف ہوا اوٹھا کے تیرا و شام غریبی
جلوے ہین یہی تیرے لوائے روشنی طبع

طفلی سے جوانی نے تصرف جو کیا ہے
طعل شب فرقت تری لفو کو خدا دے

پا ئینگا نہ دو گز سے کفن اور زیادہ
لو فیض ہوا جاہ ذقن اور زیادہ

یاد آنے لگی صبح وطن اور زیادہ
چمکیگا ابھی میرا سخن اور زیادہ

گدرا گیا کافر کا بدن اور زیادہ
پیدا ہون خم پیچ و شکن اور زیادہ

پوشیدہ کیا جسقدر احباب سے اے رند
مشہور ہوا میرا سخن اور زیادہ

کیون مجھ پہ ہے اوس حسن خداداد کی آنکھ
مژدہ کنج قفس تجھکو مبارک بلبل

دم آخر ہی جو آتا ہے تو آجا یک دم نہ
گل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا ہوا

سپھوڑ ڈالون ہین ہوائے رخ و قد دلدار
آج کل سے نہین منظور نظر شہر اوپن

جو شفقت کبھی ہم پہ نہی رہتا پانی
شوخ حسن ہی نے کیا سحر کا عالم پیدا

اڑ گئی نیند مری زہر ہی سنکر شب کو
مرض ہجر نے اسد جہ کیا زار و نحیف

کس طرح دیدہ مرغ سے دیکھائی مثال

جو کسی شکل ہی کا فر کی پری زاد کی آنکھ
آج پڑتی نہی پری طرح صیاد کی آنکھ

نیند جو تلی ہے مری عاشق ناشاد کی آنکھ
دیکھا نرگس کو چمن مین تو تری یاد کی آنکھ

ہو جو مائل کبھی دید گل و شمشاد کی آنکھ
عہد طفلی سے تری محبت تو صیاد کی آنکھ

کس کہ پیستی تری شیرین پہ تہی فرہاد کی آنکھ
کام لاکھون نہین کرتا اوس ستم ایجاد کی آنکھ

نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آنکھ
ڈھونڈتی پھرتی ہے مجھکو مرے ہمزاد کی آنکھ

اڑتی ہے سی سواسرخ ہے جلاد کی آنکھ

آویزہ گوش یار کا اوسکو بناؤنگا
آجائیگا جو کوئی دُرِ شاہوار ہاتہ

آتی ہین یاد پائی نگارین جو یار کے
ناچار ملنے لگتا ہون بے اختیار ہاتہ

کیلا کرو ہلاتے ہین شب ہجر ہزار
آیا مگر نہ اونکی گیسوی یار ہاتہ

شانہ کی طرح اسکو بہی لیکا سا پڑ گیا
جاتا ہے سوی لعبا دلی اختیار ہاتہ

میری خطا ہے انکو عبث باندہتی ہین آپ
تقصیر وار ہین جو کہ تقصیر وار ہاتہ

ہوتی ہے میری لاش جو سطح زمین ہر
مردا در ون قبر ہین فرار ہاتہ

کا پہین اگر نو رعشہ پیری سجا نہو
چاک کفن کی سیلو ہین بیقرار ہاتہ

ایدی ست دل جو کہتا ہے کرتے ہین یہی
مجبور ہین جہاں تو نہ اختیار ہاتہ

مولا مری محمد نے اوٹہا یا ہی سر بہت
اک چوٹ دوا ودہر بہی نہ ذوالفقار ہاتہ

سرگرم چاک جیب رہے کوچہ گرد ہین
قابو مین پاؤن تہی نہین نہ کنار ہاتہ

خلوت سرا ہی پائی نہی رند ایسی عمر بہر
مر کر لگا ہے گوشہ کنج مزار ہاتہ

منہ ندیا انکو اتو صورت دیکہ لی
دیکہ لی اوسکی جو طلعت دیکہ لی

شکل بدلی اور صورت ہو گئی
اک نظر جسنے وہ صورت دیکہ لی

ایک بت سجدہ نہین کرتا ہے
بس خدایا تیری قدرت دیکہ لی

ہو عیان حال سگ اصحاب کہف
جانور کی آدمیت دیکہ لی

چار دن بہی تو نہ تم سی ...
آپکی صاحب سلامت دیکہ لی

جانتی تہی ہم نہ ایذا ...
وہ بہی صاحب کی مروت دیکہ لی

گہبرا تی ہین اب لگا ...
چار دن چشم عنایت دیکہ لی

۱۸۸

ایک سی ہین ایک سی لاکہ تک	صف شکن مرد جری کیواسطے
غم تو اسد رجہ کیا دل مین ہجوم	جانہین ہی خبری کیواسطے
اور کیا ہو یار کی آنکہونسی کام	خلق ہین جادوگری کیواسطے
یاد رکہنا شرط اور منشور ہے	آدمیت آدمی کے واسطے
رنج واندوہ وملال ودرد وغم	صدمے ہین یہ آدمی کیواسطے
سنرہ مدفن اوگا تہا کیون فلک	آہون کی کیا جری کیواسطے
لٹ گئے وہ اک ذرا سی بات مین	بیٹہو نہ روٹہو اک گہڑی کیواسطے
جی نہ گہبرائے ترا بے مشغلے	عشق کرلے دل لگی کیواسطے
کیا مجھے پیدا کیا ہے اے خدا	ان بتون کی بندگی کیواسطے
بیکسی میرے لیے پیدا ہوئی	مین بنا ہون بیکسی کیواسطے
بولا مرغ نامہ بر کو دیکہ کے	سزا اے ایلچی کیواسطے
دیکہنی مین جان اٹکی ہے مری	ہاے کس چنبیلی کلی کیواسطے
ارباب بلادت محبوب ہے	کیا شرف ہے آدمی کیواسطے
مرقد بتیرہ مین کافی ہے مجھے	داغ سودا روشنی کیواسطے
کیجیے ہر دم محبت تن پروری	اے اجل کس زندگی کیواسطے
خامہ قدرت لکہ رہین وہ سمین	راستی ہے کجی کیواسطے

خستہ کیون رنجکو بیٹہا ہو
یا الٰہی یہ رنج بنی کیواسطے

برباد نہ جائیگی یہ فریاد ہماری	کوئی تو سنے گا دل ناشاد ہماری

رندانہ کلام اپنا پسند آتا ہے اسے رند
اکثر غزلیں پڑھتے ہیں آزاد ہماری

جھوم جھوم آتی ہے گھنگھور گھٹا ساونکی
صورت ابر ہوا پر ہے مزاج اے ساقی
خون عشاق میں ہر سینے لگی گندھنے لگی
کو کو اک سمت پپیہا کہیں پی پی کرے شور
لہلہانے لگے جنگل ہوے پھر کھیت ہرے
اوس سے بالیدہ ہوا اشجار کہلائے جو بیگل
فرقت یار میں یوں لگتی ہے اشکوں کی جھڑی
دیکھو کالی گھٹا ہجر میں رلوائے گی
پھول لالہ کو بھی منہ میں یہ شوخ ہے رنگ

ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی ہے ہوا ساونکی
لے اڑی مجھکو بھی ہوش ربا ساونکی
رنگ لاتی تری یاد تو بھیں چھا ساونکی
مور چلاتے ہیں رُت آتی ہے کیا ساونکی
روپ دکھلانے لگی نشو و نما ساونکی
کم نہیں باد بہاری سے ہوا ساونکی
زور سے جیسے برستی ہے گھٹا ساونکی
جان پر کسکی ہو نازل یہ بلا ساونکی
کیا رچی ہاتھوں میں اوس گلکے حنا ساونکی

کان میں دیس کی آواز چلی آتی ہے رند
تانیں لیتی ہے کوئی حور لقا ساونکی

سائل ہوں اے کریم تو دے ذوالمنن مجھے
جوش جنوں میں ہے یہ وبال بدن مجھے
آخر ہوا نصیب نہ گور و کفن مجھے
دندان ٹھہائیں نقش لب سرخ یار پر
وحشی جو بھی ہیں کسی شہری غزال کا
ہر نفس میری فکر میں ہیں فکر نفس میں

عشق علی رہے حسین و حسن مجھے
کیا بہا رتو نہ کہا ہے مرا پیرہن مجھے
مارا تقضائی کرکے غریب الوطن مجھے
دکھلائیں گندہ کر کے عقیق یمن مجھے
آنکھیں دکھائی آئے ہیں جنگلی ہرن مجھے
بیر ہرن کرتا کتا ہوں راہزن مجھے

۱۸۹

اور یار کا دیار میں یار کو اہل وطن سے
ہے یار سر پھرا دیتی گلگشت بوستان
ماتوں کی نہ سازوار ہوا ہے چمن سے
ہوتی فنا کے بعد بھی وبال ازدیش
روز اسکے آنکھ جاتی ہیں دزد کفن سے
واقف ہیں اتنا نہیں سر از غریب
ثابت ہوئی کہ رہتا ما دہن سے
نجبر سا ہر ایک سی لپٹا ہے ڈنک کی

[illegible]

[illegible]

حیران ہی سے ہے ہجک رہی ہے	نرگس کس گل کو تک رہی ہے
آئی ہے بہار غنچے چٹکے	کیا پھولوں کی بو مہک رہی ہے
مینہ نے پہ مینہ برس رہا ہے	بجلی کیسی چمک رہی ہے
باقی ہے ابھی اثر جلن کا	سودا تو گیا ہے جھک رہی ہے
پوچھو نہ جلن کا دل کی احوال	اک آگ بڑی دہک رہی ہے
نرگس کو تو آنکھ اوٹھا کے دیکھو	کس یاس سے تم کو تک رہی ہے
لیلی مجنون کا رٹتی ہے نام	دیوانی ہوئی ہے بک رہی ہے
پیغام بہار آن پہونچا	بلبل کیا کیا چہک رہی ہے
مژگان کا جو دل میں ہے تصور	اک پھانس بڑی کھٹک رہی ہے
ہوجائیگا رام رفتہ رفتہ	وحشت تو ابھی جھجک رہی ہے
باقی جو یہ جان ناتوان ہے	کیا رندوں میں بھی سسک رہی ہے
آنے کی ترے ہی منتظر ہے	اے موت کہاں تو تھک رہی ہے
کیا شوخ ہے وہ سنہری رنگت	کندن کی طرح دمک رہی ہے
روئے رنگین عرق فشاں ہے	شبنم گل سے ٹپک رہی ہے

ہم رند ہیں بزم اپنی کس رات
بے جام و می و گزک رہی ہے

خاموش اے عشق کو بلبل لیے ہوئے	گل مست تو چمن میں پیالہ پیے ہوئے
امسال فصل گل میں وہ پھر چاک کر گئے	اگلے برس کے تھے جو گریبان سیے ہوئے
ہم بھی ہوا میں اک گل نوخیز حسن کے	برسوں پھر رہے ہیں چاک گریبان کیے ہوئے

[illegible]

ذرا دیکھ عبرت سے سوتے ہیں غافل
ہزاروں ہیں سونے کفن کیسے کیسے

تجھے دیکھکر جو کری اپنی بھولے
چکارے نے ہیں ہرن کیسے کیسے

کسی کے نہ سنتے چٹہا راہ بہر میں
رہے گہاٹ میں راہزن کیسے کیسے

خدائی بناتے تری گیسوؤں میں
خم پیچ و چین و شکن کیسے کیسے

عدم جاکے ہستی کی یاد آئیگی کیا
اوٹھاتی ہیں رنج و محن کیسے کیسے

ہمیں بھی کبھی عشق کو دلو رستے
دکھاتی ہے دیوانی پن کیسے کیسے

نہ کی آہ بھی سوز میں اللہ رے ضبط
جلے میرے داغ بدن کیسے کیسے

نہ رنگت ہے تیری سی بو ہے نہ تیری
ہزاروں ہیں یاں گلبدن کیسے کیسے

کہلے بند ہے اون گوری گوری ذرا روں کے
یہ بیچ بندا اور نور تن کیسے کیسے

جلا میں نہ کیوں غول صحرا میں تم بن
ہوئی یاں غریب الوطن کیسے کیسے

دکھاتی ہیں دیوانے جب رو بروِ حشت
تڑاتی ہیں طوق و رسن کیسے کیسے

جہاں گل تھا اک خار بھی اب نہیں ہے
اُجاڑا ہے خزاں نے چمن کیسے کیسے

نہ ہمسنگ تیری ہو یاقوت لب کے
ہوئی زرد لعل یمن کیسے کیسے

لڑیں سب سے وحشی لگا ہو کی آنکھیں
چٹے ہیں یہ جنگلی ہرن کیسے کیسے

ملے تھے ہمیں رند کل اتفاقاً
رہے ذکر شعر و سخن کیسے کیسے

خبر بھی تیری بیمار فرقت کو تب ہے
بشدت قلق ہے نہایت تعب ہے

مریض محبت ترا جان بلب ہے
تجاہل ستم ہے تغافل غضب ہے

وہ آفت ہے آفت ہے آفت ہے آفت
غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب ہے

۹۱

ہے وصل و ہجر آدمی کی رسم
بسے لوگ سکتے ہیں شاہ خراسان
وہ سب شہدا ابن امیر عرب ہے
غلام اور سلطان ہوں اُسی کو نرگا ساقی
بھی رند ہو اور میرا لقب ہے
یہ رفتار گفتار اللہ رے
کرے ساتھ کس کس سے شیرین زبانی

مسیحا کی ہے اژدر آنکھ سیدھی
مسیحا اب یہ بیمار اللہ رکھے

پڑا ہے بنا عشق بازی کا لپکا
تجھے او دل زار اللہ رکھے

وہ زلف سیہ دیکھ کہتے ہیں عاشق
بلا میں گرفتار اللہ رکھے

رہے گرم بازار حسن و محبت
یہ جنس اور خریدار اللہ رکھے

مسیحا بھی بیمار الفت ہے تیرا
تجھے چشم بیمار اللہ رکھے

رہے شوق آنکھوں کو حسن بتان کا
مجھے محو دیدار اللہ رکھے

پھلے پھولے ہر فصل میں یا الٰہی
شگفتہ یہ گلزار اللہ رکھے

پھبے ہو بری طرح رند و ہمیں واعظ
یہ جبہ یہ دستار اللہ رکھے

یہی تو وسیلہ ہے اک مغفرت کا
ہمیشہ گنہگار اللہ رکھے

غنیمت ہے ایسے برے وقت میں زند
یہ دربار سرکار اللہ رکھے

غزل مشاعرہ واجد علی پادشاہ

وقار شانہ ذوی الاقتدار دیکھ چکے
ظہور قدرت پروردگار دیکھ چکے

نقاب کھول کے روئے نگار دیکھ چکے
کچھ ایک بار نہیں لاکھ بار دیکھ چکے

جہاں کی بخشش عمر روزگار دیکھ چکے
جو دیکھنا تھا سو پروردگار دیکھ چکے

وہ جیتے جی ہے ایذا سے نزع کی آگاہ
جو صدمہ تیری شب انتظار دیکھ چکے

خدا کیواسطے اب چھوڑ جسم خاکی کو
اذیتیں بہت او جان زار دیکھ چکے

جنون نے خوب دکھائی بہار جیب کنار
ہوا میں اڑتی ہوئی تار تار دیکھ چکے

وہ قول جھر کر دیتے ہیں لیتے ہیں اقرار
تری طرف کو دل بیقرار دیکھ چکے

یقین ہوا ہے انکرین یہ قتل میں تاخیر
نسان چھپا کر وہ خنجر کی دھار دیکھ چکے

کلاہ کج کو ہٹا کر دکھا دیا ابرو
قسم علی کی کھینچی ذوالفقار دیکھ چکے

۱۹۲

[illegible]

سمٹ کو لے گئی میت فرشتۂ نقال
عزیز کنول کے مزار دیکھ چکے

نصیر بھی مترصد نگاہ لطف کا ہے
ادھر بھی رند مرا شہر یار دیکھ چکے

دروغ شہر ہے سب اقرار یار دیکھ چکے
تری صداقت گفتار یار دیکھ چکے

فریب دیتا ہے ہر بار یار دیکھ چکے
نہیں تو ایک کا بھی بار بار دیکھ چکے

نگاہ کج سے بھلا جسنے عمر بھر دیکھا
وہ سیدھی آنکھ سے سو ہزار دیکھ چکے

رہی ہے کس سے نہاں یار کی تجلی حسن
کچھ اک نہیں نہیں ہم سی ہزار دیکھ چکے

دلا جو عشق میں صدمے دیے ہیں یا دیہیں
تری فتور بھی اونا بکار دیکھ چکے

سوال حسرت دیدار سن کے فرمایا
یہ دل لگی نہیں بس ایک بار دیکھ چکے

ثبوت جرم یہ اندیشہ کیا رہا باقی
رحیم جب سے تجھے تقصیر وار دیکھ چکے

یہ بار کفر تو ایمان سے بھی سنگین ہے
گلے میں ڈالکر زنار یار دیکھ چکے

وہ راز کونسا ہے ہمسے جو رہا ہے نہاں
سبھی پر تیرے کردار یار دیکھ چکے

بجا نہ طعنہ زنی کا مقام یوسف پر
تجھے بھی ہم سر بازار یار دیکھ چکے

گران ہے اپنی تو ہمت پہ بار احسان بھی
اوٹھا کے دوش پہ یہ بار یار دیکھ چکے

سب عمر جاگ کر تری حسرت میں کھوئی ہے
او موت کیا تو مر گئی بس نیند سوئی ہے

جان حزیں یقین ہوا دل کھوئی ہے
یا خضر آپ ہی تو یہ کشتی ڈبوئی ہے

یاں نکو کون عمر کو ضائع کرے عبث
تم غور سے تو دیکھو ہمارا بھی کوئی ہے

رویا جو میں تو یار کے دلکا مٹا غبار
شبنم نے گرد عارض گل آکے دھوئی ہے

[illegible]

۱۹۴

شراب میں جو سبھی میں بادہ خوار ہو کے چلے
مدام بیٹھے رہے پھول جیسے پھول سے چلے

اوڑا تو رند جو صحرا کو خاک ہو کے چلے
حلا کو مشغلیں جارو لطف سے غول سے چلے

نہ بدلی چال کو اپنی فلک کی تا ساعت
عبث ہیں آلہی کرے اس گھڑی کی چال چلے

وہ ساتھ رکھتے ہیں اسطرح مجمع عشاق
صحابہ ساتھ لیے جسطرح رسول سے چلے

عبث ہے گردش افلاک کو سہے صدمے
اسی ہنڈولے میں کچھ روز روز ہم بھی جھول چلے

لگے نہ تالو سے خنجر مع پیچ تن دم بھر
زبان جب تلک ہے نائب رسول چلے

نکلے گھر سے اگر جا بہ دشت وحشت کو
خضر سے پہلی ہدایت کو اپنی عمل چلے

زبان حال سے کہتا ہے اپنی ہر اک گل
شگفتہ آئے تھے اس باغ سے ملول چلے

یقین ہے کہ زمین پر گرے وہ جگر آہین
فلک جو چار قدم تو مری شمول سے چلے

خیال یار کا خود رفتگی نتیجہ ہے
جو یاد آگئی اوسکی تو خود کو بھول چلے

یہ خوف جانکا ایسی سکیت ہے ہر دم
تباکی باہرہ تھا تل کہیں نہ بھول چلے

پہونچکو یان کوئی ابتک پھر انہیں مجرم
فقیر ہے درد دولت سے جھول چلے

نہوگا شاعر کامل بغیر علم عروض
نہ کار فیع زمانے میں بے اصول چلے

بس اب تعلقہ دہر سے علاقہ کیا
جو جمع اپنی تھی سب کر کے وصول چلے

ہوئی تمہارے تصور میں بیخودی طاری
تمہاری یاد میں عشاق سب کو بھول چلے

سنی جو بیشتر اوسمیں صفت حبیبی کی
قبول ہے مجکو جیسے بھی نا قبول چلے

ضرور جاہے گلشن میں شغل بادہ کشی
ملی نہ جبین اگر ساقیا تو پھول سے چلے

یہ کیا سمائی طبیعت میں قبلہ و کعبہ
زرا سی عمر میں ایسے خباب پھول چلے

فراق یار میں جب فکر شعر کو بیٹھے
ردیف یاد رہی قافیہ کو بھول چلے

ہمہ سود و زیان داریم ما نہ فکر کالا لے
جنون تیری کلفت بد و ہیچ دنیا سے فراغت ہے

تصور کر کے کعبے کا صنم خانے میں ساجد ہوں
بظاہر بت پرستی ہے حقیقت میں عبادت ہے

تیا بتی حسن کی ہے دو لٹے ہیں اپنے عمیں ہم
بلا تشبیہ وہ چہرہ بھی خورشید قیامت ہے

دم آخر تصور ہے یہ بس وحشی مزاجوں کا
غزالی نبض ہے میری تو آہو کی عشرت ہے

گل تازہ شگفتہ ہو تو ہیں مضمون رنگیں سے
زمین شعر میں مجھکو چمن بندی کی خدمت ہے

غلط فہمی ہے یہ کہنا کہ دنیا میں ہیں محبا
خدائی ایک کو یاں دوسرے پر دی فضیلت ہے

حبابم بر سر موج زبیبا دم چہ می پرسی
فقط سجہ جہاں میں نہ غافل دم کی مہلت ہے

بدلے کروٹیں ہر دم کہاں تاب و طاقت ہے
گھٹا زور جوانی ناتوانی تیری شدت ہے

ہوا ہیجان سودا پھر وہی پھر زور وحشت ہے
بہار آئی چلو صحرا کو ہم لو اب سے رخصت ہے

ملاقاتیں جو تھیں یاروں سے سب ترک الفت ہے
چھٹی آوارہ گردی ہم ہیں اور کنج عزلت ہے

چمن میں پرورش پائی گلستانکی لا دست ہے
سنا بلبل بھی ہے مست گل میں قیامت ہے

ہوا ثابت جدائی سے تن و جانکی دم آخر
وصال عاشق و معشوق کا انجام فرقت ہے

وہ سیاہ رنگی نوائی اور نقاہت خزاں تک تھی
بہار آئی رہی طاقت ہی پھر زور وحشت ہے

کمر باندھی ہوا اس نازک میانکے قتل پر بھی
خوشا طالع زہے تقدیر آہ سعادت ہے

مصیبت ہجر کی جسکو سناتا ہوں وہ روتا ہے
مرا احوال بھی اک شب بھی بجا رقت ہے

بڑھانا اسقدر ربط و محبت کا نہیں اچھا
تمہارا کچھ نہ جائیگا مری قسمیں قباحت ہے

جنون فصل گل میں ہیچ رہا ہے وحشت و
گریبان میں نہیں جسکو سمجھنا طوق لعنت ہے

تمنا یار کے دیدار کی ہے تا دم آخر
دلیل آرزو مندی نگاہ چشم حسرت ہے

زبان اردو شاعری کلید قفل جنت ہے
تعلی شاعری میں وہ کرین اندر سنے ہو
چمنستان میں معنی فصاحت با غرت ہے
نادر دہی غرض ہی کہ مطلب استعارے
میں عاشق تن تا زن شفق یاوہ گوئی میری عادت ہے
ہر دم یہی خیال یہی آرزو رہے

سنکر اذیت شب فرقت دیا جواب
ہان مہربان سنا ہی سنا ہے سہی سہی
پہونچے اگر تو گہی سے کہنچون زبان کو
ہے قول جو بات جو منہ سے کہی کہی
ہائے کبھی ایک بات کری گر کہی کہی
زمانے مین وہ مرتا ایک ہے

مے کا خمیر ہوگیا اپنا کہ مثل جسم
واعظ چمن ہی شغل کباب و شراب ہو
جو چیز ہو یہی جوش عشق کو تری ہی آدم یارہ
فرقت مین ہی تصور کاکل کے فیض سے
ہو جاتی جسم روح سی خالی حباب وار
ساکت نہ آدمی ہو کبھی ذکر خیر سے
ہون گرچہ اس خجستہ لو شوق جمال مین
حد سے زیادہ جبر کو نہ پاسیگا کچھ
تشنیع و طعن بادہ پرستان سے فائدہ
کیونکہ یہ او لجہی تار نفس ہر نفس کے ساتھ
شکل حدوث خدا سے دعا مانگ او ٹھا کے ہاتھ
لازم ہو فصل گل مین ہین و لمون ہاتھ نہ بند
گلچین عجب ہے تیری اس ظلم و جور پر
واعظ بہت ہو انکو تو پابندی نماز
جو یا تھا جسکا مجہ مین وہ گل بوین نہان رہا
ابرو کی یاد جب ہی ہو بہولون یقین ہے
ہم سی بہی کسی گل رعنا کو شوق مین
جو دل کی حسرتین ہین وہ کیونکر نکالیے
طرز زمانہ رند بہت اب بگڑ گئی

اک عمر لا محی مین گزری تا گلو رہے
فردوس مین بہی تو حکم گلو و اشر بورہے
مین ہون تو دور جہا نہین مری جان تو رہے
تصویر یار آٹھ پہر روبرو رہے
مے سی اگر بہرا نہ شکم تا گلو رہے
گویا زبان ہو تو تری گفتگو رہے
اس شش جہت مین آنکو نظر چار سو رہے
آشنا لحاظ تمکو دم گفتگو رہے
رندون سی شیخ شہر یہ گفتگو رہے
ہر دم جو یار و دلبر مجبور سو رہے
بحر جہان مین مثل گہر آبرو رہے
دنیا مین جام بائین مین ہر دم سبو رہے
مجھکو خدا نہ کبھی چمن مین جو تو رہے
آزاد و نکو لیے تو نہ قید وضو رہے
پوشیدہ جس روش کسی غنچے مین بو رہے
ہر دم اگر نہ دم خنجر گلو رہے
برباد مثل باد صبا کو بکو رہے
ہر وقت بد مزاج جو وہ تند خو رہے
بہر حسین تشنہ گلو آبرو رہے

[illegible]

جھل فقر کا ہے عجائب مقام
یہان مسند و بوریا ایک ہے

کہان اوسکے آگے کیکا فروغ
وہ خورشید و مہ لقا ایک ہے

فضیلت ملی ایک کو ایک پر
غرض ایک ہی یان سوا ایک ہے

بیگانہ کاوش ہے مژگان کر دل
گذشتہ بہت آبلا ایک ہے

جفا کار و ساز کا ذب عجیل
مین تنگ ہون وہ بیوفا ایک ہے

ہے انبوہ عشاق عیسیٰ کے گھر
مریض اتنے دار الشفا ایک ہے

نہین بچتا دونون کا مارا ہوا
تری زلف اور اژدہا ایک ہے

نہ آیا تو اوس زلف کے پیچ مین
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہے

ہزارون شہید محبت ہین دفن
گلی اوس کی اور کربلا ایک ہے

ہر اک درد کا ہی دوا وہ لب
مرض سیکڑون ہین دوا ایک ہے

دوئی کو نہ دی دل مین غافل جگہ
زبان ایک ہی اور خدا ایک ہے

کہو گر کچھ تو سنو گے بھی رند
ہنسی ہین تو شاہ و گدا ایک ہے

بچ کے کدہر کو جائیگا بہرام گور سے
لاکھون نکل گئی ہے یہ بہرام گور سے

غافل نہ بیٹھنا کہین ہندکو چور سے
سے چلے اوتار لیگا تری پور پور سے

بوتل ہی دو آتشہ کی بے خنکے لا ہتو
ساقی بہار آئی ہے برق و رعد شور سے

اللہ رے جوش بادہ حسن شباب کی
مستی ٹپک رہی ہے تری پور پور سے

رخ اس طرف ہی گوشہ ابرو یار کا
کھینچا ہی اس کمان کو الفت کے زور سے

شکرانہ یون ہزار شہیدان کو ای مسیح
مردے کفن کو پھاڑ کے نکلین کے گور سے

[illegible]

۱۹۷

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رہے دلکو ارمان سب دل میں حیف
نکلنے نہ پائے کہ مرتے ہو چلے

ترا ہو شہ یاد کا سب کھو دیا
نہ میری جوانی نہ وہ ولولے

گرا کوئی لیکر دل مضطرب
ہزاروں ہیں آنکھ لگے زلزلے

سیہ کاریوں میں کٹی عمر سب
قلم کی طرح سر کے بل گو چلے

محبت بتوں کی یہ دل چھوڑ دے
کسی طرح چھاتی سے پتھر ٹلے

شکایت کا موقع تھا وصل میں
کہ تھی رات تھوڑی بہت تھو گلے

کوئی دم میں ہے نقش ہستی فنا
کہ ہر دم بیان ہے تیرا او باولے

کنار لحد میں پڑے ہیں وہ آج
جو آغوش مادر میں تھے کل پلے

گلا تیغ قاتل سے رگڑا کیا
نہ جھجکا ذرا واہ رے منچلے

نہ لایا کوئی شمع و گل گور پہ
لحد میں بھی داغ محبت جلے

چلے باغ ہستی سے ہم نامراد
کسی رت میں اک گل نہ پھولے پھلے

ازل سے ہیں عشاق ذبح حسن
جو مانند ماہی کے کٹے ہیں گلے

جو فریاد میری ہی آ نکلے وہاں
زمیں ہو گی محشر کی اوپر تلے

جو ابرو کی ہو نگہ اشارے ہوئے ہیں
ہر اک جان لاکھوں کٹیں کٹ گلے

کیے چاک ناوک پلک یار کی
ابھی دل کے پھوڑے نہیں آبلے

سرا میں نہ غافل ہو یا نہ ہو کر
چلو ساتھ والو چلو ہم چلے

رہے ہے سرا جسم مثالی صبح
بلا سے یہ پتلا سڑے یا گلے

یہ سب عمر میں فتنہ انگیز ہے
ہزاروں ہی اٹھتے ہیں یاں غلغلے

نظر بھر کے پھر دیکھ لوں شکل یار
جو آئی ہوئی میری دم بھر ٹلے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بوسہ مانگا جو شب وصل تو بلا نہ سکا
دلکی بیتابی سو ٹانکو مرے سب ٹوٹ گئے
لو تو جائیگا خط شوق مگر یہ شک ہے
اسکی کیا کرین الجوع نہ چلائین اگر
آفت کرتی ہیں طوفان ہی وہ شوخ ظریف
سمجھا ہمدم تری محرم کا نہوگا کوئی
دست صنعت سے نہ ہو اوسکا اگر حسابت
شاعری کے لیے لازم ہے بلا زم نہ چھٹے

کہیں ایسا نہو سر زلف کی تو کر باندہی
یہی جراح کہو زخم پہ کیونکر باندہی
آشیان بام پہ اوسکی کبوتر باندہی
ہو کہ ہین جسکہ تئی ہیٹ پہ پہر باندہی
تو تیا تازہ کوئی اور نہ پہر باندہی
بیشتر کہو لیو بندا ور اکثر باندہی
کیون ہوا اپنی ہوا اسکی نہ آزر باندہی
لعل لب کو تری تو دانتو نکو گوہر باندہی

باہر رفتار اگر ہو تو چلتا پہرتا
رند مرد آسا پڑا رستا ہون ہر باندہی

حیران نگر نہ گی کہ پریشان نہ کرینگے
غنچہ دہن تنگ کرو چاہو جہان تک
کیون تو ہمیں پینچ کے فرقت میں آپ ہی
ہر وقت کرو نیکا سبب کچھ نہیں کہلتا
مجنون نگا ستانا ہمیں منظور نہیں ہے
لکہیگا ادس مصحف عارض پہ خط سبز
دیوانون سے کہہ دو کہ چلی باد بہاری
گل باغ میں ہی چار طرف زاغ و زغن کا
گہرائیگی تربت میں ہی روح ہوائی [illegible]

کیا کیا وہ نہ وگیسوے پیچان نہ کرینگے
ہم صورت گل چاک گریبان نہ کرینگے
اندیا تو سے دیدہ گریان نہ کرینگے
طوفان تو یہ دیدہ گریان نہ کرینگے
او وحشت اس قصد بیابان نہ کرینگے
زنگار سے کیا جدول قرآن نہ کرینگے
کیا ابکے برس چاک گریبان نہ کرینگے
اب چہوڑ مرغان چمن الحان نہ کرینگے
مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نہ کرینگے

[illegible]

[illegible]

وارستہ ہیں لیکن بخدا ہم تو آزاد
شاعر وہ نہیں پیر تو ہیں قدرت ہی خدا کی

تسبیح نہیں پاس مصلا نہیں رکھتے
جو بات ہی کرنیکا سلیقا نہیں رکھتے

گو نرگس و گل نام کو اچھے ہیں پہ ہوں رند
گوش شنوا دیدہ بینا نہیں رکھتے

دیدہ گلزار جہان کیون نکرین سیر تو ہے
زندہ و جاوید نہیں بسکہ دو ہو شب خیر تو ہے
خوش جو چمن تھا ہی کیون صبح بہار تھا کا
نہ بسر ہوئیگی پی نشہ قدح خوار و نکی
آشنا صحبت کسنا وہ ہیں سب
زندہ و جاوید کو بکھیر ہیں بھلا کون پہچے
مرغ دل مرغ ہم یار پہ صدقے کر ڈال
جیسے اڑتی ہی سنی ہے خبر قتل سفیر
ساقیا چند گھڑی ہو کی قدح خوار و نمین
دور گذر رہتا ہی اور ہوگا نہ قدر امکان

اک دن جانا ہی یہیں جانا تمہا با بخیر تو ہے
دونوں گھر ایک ہیں کعبہ نہ سہی دیر تو ہے
وصف انسان ہیں صحبت طیر تو ہے
ہو اگر یہ کی منادی یہی فلک سیر تو ہے
تو بھی اس آگ کو دریا کو اگر سیر تو ہے
سبکو معلوم ہی ان لوگوں میں اک بیر تو ہے
وہ بھلی صحبت جانکی عمل طیر تو ہے
پوچھتا پھرتا ہوں اک ایک سی کیون خیر تو ہے
صرف ... اگر ہوں عمل خیر تو ہے
آخر کار یہ پابوش ... سن خیر تو ہے

کر لیے رند تو سب قافیہ گو کی نہ چھٹا
انگریزی نگر اک تا ... غیر تو ہے

محتسب بلا نوش کو تکلیف سی کیا کی ساقی
بھر کے پلوا تا نہیں اک پیالی ساقی
تونے کیا آتش حل کردہ پلا دی ساقی

بھر دی جلو میں جو تقدیر میں پا لی ساقی
ساری میں مانگتا ہوں تو نے یہ آدھی ساقی
سہوں ڈالا ہی جگر آگ لگا دی ساقی

ایک ... پیالی ساقی
اور پلوا دو جو ... ہیں باقی ساقی
... ہیں ... باقی ساقی
... ہاتھ ... کن
... ہوں ... ساقی
... چھپتا نہیں جام
... جانی ساقی
... ہم ... ہوئی سے
... اٹھالی ساقی
... کن

جو پیے گا نہ شراب آج وہ مجرم ہوگا
کوئی کل سے تو کردے یہ منادی ساقی

اور وہی مجھکو پلادیگا تو بدمستی میں
سب منادی لگا میں یہاں لالی ساقی

ہرن پواکی کلیجا مرا ٹھنڈا کردے
آب انگور سے تو آگ لگادے ساقی

تیرا ہی چاہے تو پلوادے کوئی جام شراب
ہاتھ پھیلا نیکا بندہ نہیں عادی ساقی

نفس گرم کی تاثیر ہو ساغر سے
شعلہ نفط کی مانند اڑا دے ساقی

اور تو حشر میں سب رند گل ول سے نکلیں
جام کوثر کی تمنا ہے باقی ساقی

جام بھر بھر کے مجھے ہوش رہا دے ساقی
آج اتنی تجھے توفیق خدا دے ساقی

خم کا خم لاکے مرے منہ سے لگا دے ساقی
بعد مدت کے تو مجھے آج جھکا دے ساقی

منہ سے لگتے ہی مرے ہوش اڑا دے ساقی
ایسی تو بل کوئی خنکر مجھے لادے ساقی

دخل کیا میرے سکنے کا وہ ہو جا خط ف
ایک رحمت جو برائے کا پلا دے ساقی

اسکی رحمت پہ نظر کر کے بقصد حسنہ
میں تو پی جاؤں اگر مجھکو پلا دے ساقی

دم نکلتا ہے مرا پنبہ مینا لیکر
چند قطرے تو مرے منہ میں چوا دے ساقی

عالم آب میں سیر گل و لالہ دیکھوں
پھر کے ساغر مے گلرنگ کا لادے ساقی

ایک دو جام کی خاطر یہ جرا مجھ سے آنکہ
عین مستی میں تو مجھکو نہ دغا دے ساقی

آج کل آئی ہیں ساقی کوثر تجھ پر
آج اگر میری لگی کو تو بجھا دے ساقی

کیا ہے ہم رندوں کو بلوایا ہے جن جنکو شراب
ساقی نہیں سکا سلا دے ساقی

بیگ رنگ انہو کلیجا ہے جلا جاتا ہے
بط مے جلد مجھے بھو کے لادے ساقی

وہ قدح کش ہوں فقط سے میں پینا کی شراب
پھر تھوڑا سا مجھے کہو کے لادے ساقی

بزم محرم کی رہی آنکو کسی ہوگی
ایک اک بال میں افشاں نہ رکھنا ہوگا
چوٹی جب ادھر سے آکے عطر میں بسی ہوگی
زلف کا ہوا سانپ نہ لیتا ہوگا
اور یہی اور کے ناگن مجھے ڈستی ہوگی
دیکھ جب جاہو عاشق دل صد چاک لیے
پیوند خط زمین وہ ان کی نگہ ستی ہوگی
دیکھ عشق و محبت کے جوانی تک میں
پھر جنون ہوگا ہجران نہ ستی ہوگی

کیونکر بجہاؤن دیدۂ گریان سی آگ کو
میری نظر مین لمعتی اندہیرا لگی
دل جل بجہا نہ ہستا کر جاگ کو بہی جائیگی
سوچو تو تاب کہان اگر جو بہا کبہی
مجہسی بہی بال کی نہ ہو وہ لعنت سا لگی
ہر چند یار وصال مگر جاتا ہی شوق
تصویر یار گہر مین رہی جا بجا لگی
لازم ہی اب تو تجہکو عیادت دم اخیر
ہان چپکی تڑپی مریض کو او بیوفا لگی
افراط حسن مین نظر آتی ہی کچھ کمی

[illegible]

نہ کبھی عرش ہمین آیا وہ ہوت ہوش ازل
غفلت ایسی تجہی پر مری ہستی ہوگی

آتش سحر سی جل سینکی سوا جو عاشق
لاش اٹہ سکی نہ مدفن بھی پہلستی ہوگی

کون کہتا ہی کہ ہو جائیگی ارزانی حسن
کبھی بازار مین یہ جنس نہ سستی ہوگی

کیون نہ بازیچہ دنیا کو کہین نقش فنا
ایکدن جانتے ہین نیست یہ ہستی ہوگی

بعد مردن جو کوئی غور سی دیکہیگا کبھی
بیکسی اپنی ہی مرقد پہ برستی ہوگی

بادہ خوار وہی جان کر اپنا بھی آیا ہوگا
شیشے کی طرح سی حلق مین پہنستی ہوگی

آزمالیجی جب جا ہی وہ عاشق ہون
اف نہین کرنیکا گر آگ برستی ہوگی

دل جگر دونون ہی مشتاق ہین تیغ نظر کی
سینہ پر کہاونگا جو ضرب تبر بستی ہوگی

جلوہ حق ہی عیان حسن بتون سی واعظ
حق پرستی تو نہین حسن پرستی ہوگی

یا علی کہکی لحد مین جو لگا رونگا رند
ٹوٹ جائیگی اگر گور بہی دہستی ہوگی

ٹیسین کہتی ہین دل کی دوا بارہا لگی
کوسا تہا کسنی کسکی اسی بد دعا لگی

دل کیون نہ ہو وہ زلف سیہ خوشنما لگی
بیٹہی بٹہای جان کو پیچھے بلا لگی

خاطر سی تیری کہ گئی سب آشنا لگی
اوپت جہا نہین ایک نہ بولا خدا لگی

فرقت کی رات آنکہ نہ دم بہر ذرا لگی
کیسی بری گہڑی تہی جو آنکہ اچینا لگی

پڑ جائیگا کہین کسی عاشق کا کوستا
مر جائینگی جوان اگر بد دعا لگی

میری سوا کہ ایک ہی عالم مین کی لیسبر
ہر اک شجر کو بانج جہانکی ہوا لگی

ماشاءاللہ آج تو اسپند سی کیجی
پوشاک صندلی ہمین کیا خوشنما لگی

سرگوشیان جو ہین کہین خاک نہ بیسبب
پہرتی ہی ساتہ ساتہ گلو کو صبا لگی

[illegible]

فسردگی نے یہ خاموش کر دیا مجکو
کہو تو گویا کہ ٹانکو مرے دہن کو لگے

جنھو نمین پیرہن اپنا اوڑا چکا پر سے
جو ایک تار بہی باقی ہو تو کفن کو لگے

رواج سرمہ یہی ہے تو کیا عجب اسکا
جو جو شمع کا بہی تا کنی لگن کو لگے

ملا تا شہر نویسی آنکھ سے یہ صحرائی
مین کیسا شاد ہون کوئی اگر سخن کو لگے

کیا تھا گلبدنوں سے مقابلہ شاید
تہا جو خوب سو نسرین و یاسمن کو لگے

ہر ایک فصل مین ہوئی ہیلو ہو سرسبز
نظر کسی کی الہی نہ اس چمن کو لگے

ستم فراق نے کہایا ہے مجکو کس طرح
نمنا تہا نہ تو کیونکر مرے بدن کو لگے

طلائی نقرئی ہتیار ہوتی ہین صیقل
وہ اور اب تو جلا دینے بانکپن کو لگے

لگائیں کہوٹ نہ قتار ہین کہین نظر نہ
بڑا غضب ہے جو ہٹا تری چلن کو لگے

عمل ہو الب لعلین یار کا وان بہی
خراج جا ہیے اجا صل بہن کو لگے

یہی دعا ہے ہماری الہی سانپ ڈسے
جو دست غیر تری زلف پر شکن کو لگے

نمود سبزہ خط سے یہی ہے اندیشہ
مبادا داغ تمہاری یہ ذقن کو لگے

وہ زلف رخ پہ رہی دیر تک تو ہوا دہ سیر
جہان سیاہ ہو عرصہ اگر گہن کو لگے

مٹہ گئی ڈہل کر نسخہ خوش دینا
کہا جوان کوئی ایسی تجنیہ زن کو لگے

مین جو صفت لعل لب یار اور پٹہکی کرون
برا نہ گر کسی باشندہ یمن کو لگے

لبی کنار مین خسرو کو شاد سے شیرین
جو بہی ہو تیشہ بہی کوہکن کو لگے

کیا تھا گیسو مشکین یار سے دعوی
مزا ہی کیم اگر نافہ ختن کو لگے

خطا اوسکو چہرہ انور کا یاد آتا ہے
جو دیکھتا ہون کبہی چاند مین گہن کو لگے

برنگ غنچہ سوسن کبود ہوتا ہے
جو چوٹ ہو لگی بہی میری گلبدن کو لگے

گر پڑے اوسکے آستانے سے

ہم کہان اور کہان قفس صیاد
ہا ئی مجبور آب و دانے سے
حیلہ جوئی تو کر رہی ہے اجل
دیکہون آتی ہے کس بہانے سے
او فلک دل تہا گوشوارہ عرش
کیا ملا خاک مین ملانے سے
ہو گیا ہے نفاق عالم گیر
اتفاق اوٹہ گیا زمانے سے

٢٠٣

آنے ہو رنج کرکے جاتی ہو | تم نہ آیا کرو اس آنے سے
ہیں بہایم بصورت انسان | آدمی اٹھ گئے زمانے سے
شب فرقت نے دم یہ بند کیا | رہ گئی سانس آنے جانے سے
ہوگی آخر وبال ہو کے کمر | زلف کھینچی ہوئی جو شانے سے
یا تو غالب ہیں آ گئی تھی | اب بچکی ہے رنج جانے سے
آہ آتش فشاں جو کرتا ہوں | آگ جھڑتی ہے آشیانے سے

جسقدر ہو ضرور ملتا ہے
رند کو غیب کے خزانے سے

تم عیادت کو لیے رند کی آتی ہی رہے | لو مسیحا ہو وہ جانسے جاتی ہی رہے
تمکو رخصت نہ ملی شوخی یاں عجلت کی | تم رہی کام میں ہم کام سے جاتی ہی رہے
یاں کفن قطع ہوا گور بھی تیار ہوئی | گھر میں بیٹھے ہوئے زیور وہ بڑھاتی ہی رہے
یاں لحد میں ہمیں فرشتوں سے سوال اور جواب | جو مسیح باتیں وہ گھر بیٹھے بناتی ہی رہے
مر کے ہو خاک ہوئے یہ اسی سے ہوئے | انسے رشتے وہ عزیزوں سے نہ ناتی ہی رہے
تھی خود رفتگی یار کے پیوستانی تھی | وہ چلے ہی گئے ہم آپ میں آتی ہی رہے

ولہ

ساقی پہونچ تو ہاتھ پیالے غرور بھرے ہوئے | بر سینگے خوب اٹھی ہیں بادل بھرے ہوئے
مرغان باغ بیٹھے ہیں تجھ بن بھرے ہوئے | نرگس کھڑی ہے آنکھ میں آنسو بھرے ہوئے
کچھ غم نہیں جو فیض سے خالی ہوا حباب | ہیں اوس کریم کے خزانے بھرے ہوئے
سر جنگ روزگار سے غافل ہیں وہ ہنوز | پھرتے کلاہ کج ہیں جو سر میں بھرے ہوئے

وعدۂ وصل تھا جو بعد زوال — یہ جو فرقت کی دو پہر نہ ڈھلی

ذوالفقار علی ہے میری زبان — رکتے واسطے نہیں یہ ابتو چلی

دل بشر فردہ کا یہ حال ہے اب — جیسے مرجھا گئی ہو کوئی کلی

یا علی کہہ کے مار دشمن کو — زور بازو سمجھ تو نام علی

ہے زبان منہ میں نام کو گویا — بات نکلی کبھی مری نہ بھلی

یہ بلا سخت وبا ہے مشکل میں

اب مدد کیجیے یا علی ولی

متفرقات

گلگشت کو جو آئی وہ رشک بہار باغ — بلبل چلیں جلو میں گل زسوار باغ

عابد یوسف سے کہیں ہو وصال یعقوب — عجب ہے فرقت فرزند میں حال یعقوب

تو قفت کا نہیں ہو راہ کی خستگی باعث — تاثل کا ہوتی ہے اس راہ میں زندگی باعث

نہان نظر سے نہو جو یا پری کی طرح — دکھا و حسن کے جلوؤں کو آدمی کی طرح

اک آن میں وہ زلف دوتا لگئی دلکو — کیا حال کہوں وہ کیا بلا لگئی دل کو

جنگل میں بلا وحشت خالی نے کھینچا — تھکرائی ہوئی فندق پا لگئی دلکو

عقدہ وہ کھولا کہ ذوقت یمین تھی تدبیر کو — جا ہی منہدی لگا ناخن تقدیر کو

دیکھنا کس کشمکش میں پڑ گئی ہے میری جان — تیر کو کھینچتا ہے دل دل کھینچتا ہے تیر کو

بو کو گل سے ہی سوا ہے خلش خار پسند — طبع ہے روز ازل سے مری دشوار پسند

شیخ جی شکل برہمن کے سر ہی ایک گھڑی — بت وہ ہے جسکو کریں کافر و دیندار پسند

گردون کشاکش ہجر مین نالے ہر دم
مدعا پوچھو نہ تم راز و نیاز عشق کا
کب غرض ہے فقر کے ہو ہین جو واقف یاد کا
بوالہوس کی طبع سے آنا موافق ہے محال
شیشہ ہو کہین جا نا کیا ہین کا شراب
وہ بادہ نوش ہون پابند دُرد صاف نہین
وہ بادہ خوار ہون رہتی کیفیت جس سے ٹپکتے
نالا نہ کسا کہ مرزنہ و یکدست
رنجش ترا سی ہو نہ کہین مہربان دراز
کہین تو کیا سے تو پوچھو نہ صیاد کا ہی یاد
خلق خدا کو ہول ہین اس سحر افسون
لازم ہے نذر حضرت سلامت ہیچ کے دو
بلبل ہماری سامنے خوش تھی نگر
جو کہ کیفیت شراب مین ہین
وصف شیطان مین جو ہین واعظ
چین ابر بہشت مین ممکن نہین اصلا کی
لب خشک مین ہمارے تشنہ ذو ہو گیا ہے
کی طرح جو کے بادل آ گئی
طولوں کی گھری مسافت تیز نامہ لائے

عمری نا سی عاقبت شہنشاہ نہین ہے
حال کچھ کہتا نہین یہ ماجرا کچھ اور ہے
حظ مند اور لطف ہو پایا کچھ اور ہے
سبزہ مین عشق کی آب و ہوا کچھ اور ہے
کبھی نہ پیاس مین پانی پیا سوائی شراب
شہو شراب کہ کافی ہے ہم کو ٹالی شراب
ہو سری خاک سے مینا جام اپنی شراب
کیا کیا گھر سے سمنے گر نہ یکیب
ہین ہم سخن نہین ہوں جو تم ہو زبان دراز
وہ شاخ ٹوٹا ہوں یہی آشیان دراز
ظالم کی رہتی کرتو نا و آسمان دراز
منزل ہے کٹکی سنتے ہین ابھی کاروان دراز
بس بس زیادہ گوئی نکر او زبان دراز
قند مین ہین نہ وہ گلاب مین ہین
سب وہی خصلتین خواب مین ہین
سو تا ہوگی تو سمجھونگا مسیحا آئے
اب دل نشین ہمارا اک درد ہو گیا ہے
نفتی وقت کا فتوی ہے کہ اونچل آئے
پیک ہو ترے سبا ند و لیو شل آئے

٢٠٦

پہر نہ جاؤ طور کی جانب کو مشتاق جمال
ایک ہی ہی ایک علی پہول اس گلزار کا
گہر میں بیٹہی سیر کرتے ہیں سواد شام کی
حصول دل کا کبہی مدعا نہیں ہوتا
اثر وہ کہا تینگی کیا سوختہ دلونکے اشک
نکر ریاضت بیہودہ غیر جنس کے ساتہ
دلکو یون رو نہ ہی حرام اوس کا فر گراہ کا
کبہی سے یکسان کیا رتبہ دل آگاہ کا
مثال عشق کی اس کو تیلو میں پل جائین
سنا کرین جو بلک کر کراہٹ میرا
غبون میں نزا ریون پر زند ہی ابہی آتہا
مقام خوف ہی زلفو نسے الہذر مانگو
بیساختہ ڈہونڈہینگی تری انجمن انکہین
کس حسرت دیدار میں دم نکلا ہی یا رب
بیکار بنائی نہیں صناع ازل نے
یا وہ نظر مہر ہی پہنچتی کل تک
سر پہ تجہے بہلائینگی اسے غیرت گلزار
زندہ کرو مردہ کو عنایات تمہاری
حسن لو وہ فقیری بات جاتی ہے

انکے لطف ہوئی اگر اوس تنکا جلوا دیکہتے
مثل نرگس چشم نا بینا ہی پر کیا دیکہتے
روز و شب جو ہیں تری آنکہونکا سرا دیکہتے
حضور قلب جو وقت دعا نہیں ہوتا
بہٹا ہوا کبہی جدا نا ہیرا نہیں ہوتا
جو غیر ہے وہ کبہی آشنا نہیں ہوتا
حسب روش ہی شکر کرین کہا ہی پیر زادہ کا
شکر ہی معبود کا احسان شکر کا
کہیں شتاب زمین آسمان ٹل جائین
دل اہل درد کے سینوں میں کیوں نہ ل جائین
جو بار ون دہرتی کے تنگ پہاڑ جل جائین
یہ سانپ وہ نہیں جو کیا نشے کل جائین
جب گورین کہو لونگا میں پہ نقش انکہین
پہر آئی ہوئی ہین حرمی نہ نقش انکہین
گوش و سرو پہی لب کا مردہ ہین انکہین
اب آج ملا نہیں اہل وطن انکہین
رستہ میں بچہا ئینگی تیری دردر ان انکہین
کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات تمہاری
بات کہتے ہین رات جاتی ہے

٢٠٩

او قیس جو چمن لیتا ہے گیا منہ کو لپیٹے
غالب جو ہوئی کفر پہ اب الفت اسلام
وا تا حشر نہ بہیر کرے عقدۂ لاحل
صاف تیلا گئی عالم کو صفائی برسات
ہیں پانی کے لیے ساری خدائی برسات
او گئی سب چمن ہستی غدار کے پھول
زندگی خاتمہ میں تو ہوا تیر یکا قاتل
کیا فقط زندوں کو شوق ہے کہ لگ جاتا ہے آج
او لٹی پھرے فرشتے جواب و سوال کے
کھاتا ہے واب واب کو انتہیں سقدر
منزدی بہی راہ عشق کر مجکو تمہید میں
پہونچایوں پھر کے آبلہ پا کی حیا گلین
پھر اک لالہ کتنا مشابہ ہے پھر سے
ہر برگ خشک سرخ ہے گل کے عذار سے
ہے حوصلہ تو آکے نواسنجیاں کرے
شیوں ارسطو ہو بدست افلاطون سے
سب غیر نگاہ ہیں فقط آشنا ہمیں
اب غیر رنگ لائی ہیں [illegible] پیش نیز
عجیب ہیں [illegible] ساتر وصف ہیں

دو دیکھیے غبار او ٹھا ہے صحرا کی طرف سے
رخ پھیر گیا کعبہ کو کلیسا کی طرف سے
جس وقت مدد ہو ہے مولا کی طرف سے
یہ نہ ثابت ہوا آئی کہ نہ آئی برسات
تو نے کیا اپنی برس خاک اوڑائی برسات
رفتہ دو بار کا جب علم ہوا دو چار کے پھول
آج شہادت آئین اوس [illegible] دیدار کے پھول
دست صوفی میں ہے ساقی قدح [illegible] تنگ ہو آج
گویا جو ہیں لگو ہیں آنکھیں نکال کے
تنگ ہے اور دل میں زبان سوال کے
دل میں جس ہو [illegible] کانٹے نکال کے
بیٹھے ہیں خار خشک زبان میں نکال کے
عاشق ہیں ہم تو زندہ اسی لال چاہ کے
آئی خزان چمن میں جو کس بہار سے
بلبل تو کیا ہیں [illegible] ہیں ہزار سے
اک گردش ساغر میں [illegible] گون ہے
ہستوں کے گرچہ [illegible] کی ہوا ہمیں
لائی تمھی عیش باغ [illegible] ہمیں
[illegible] صفت کس کی [illegible] وصف ہیں

۲۰۹

ناچار کشد دست مسیحا ز علاجم	آخر چہ کند کس مرضی را کہ دوا نیست
دشمن بہ ازان دوست کہ در سعی نکوشد	بیکار بود ناخن اگر عقدہ کشا نیست
مغتنم ہی جانیوالے دل اسے جو حال ہی	سال آیندہ نہوگا یہ بہی جو امسال ہے
پی لاکہ بار ساقی کی لاکہ بار توبہ	پس کرچکا ہیں توبہ ہزار توبہ
حسرت ائی تازہ اسیران قفس آتی ہی	دہوم سی فصل بہار اب کی برس آتی ہے
کہدو اسی گور حسرت قاتل قریب ہے	مرجای پہڑ پہڑ اسکے یہ بسمل قریب ہے
دور اوسکو جاننا یہ فراست سی ہی بعید	وہ شاہ رگ سی بہی تری غافل قریب ہے

رہی فقیر از اتفاقات مطلعی در بحر تازہ تالیف نمودہ بنابر صحت بخدمت ناسخ مرحوم فرستاد در جواب نوشت از قراین معلوم میشود کہ بحر نو از قوت فکر و طبع رسا پیدا گشتہ ارکان کامل مع وافر را بکار بردہ اضمار و عصب را آوردہ اند وگرنہ از دوائر خارج ہست مستفعلن از متفاعلن با ضمار و مفاعیلن از مفاعلتن بعصب گرفتہ مستفعلن و مفاعیلن کردہ اند سبحان اللہ مطلع این ست

مدت ہوی نہیں کہا دلدار کو قیامت ہے	تدبیر کچہ نہیں بنتی کیا موت بد آفت ہے
مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن	مستفعلن مفاعیلن مستفعلن مفاعیلن
موافقت ہیں عناصر کی گر نفاق نہوتا	فراق روح کا قالب سے اتفاق نہوتا
دردر گلی گلی کے پہرانی سے فائدہ	تجکو فلک ہمارے ستانی سے فائدہ
جز گریہ خرمی مری تقدیر میں نہیں	طفلی سی رو رہی ہیں ہنسانی سے فائدہ
جلتی جی تمنی بات نکی ہنسکے ایک دن	اب مر گئی یہ اشک بہانی سے فائدہ

قصیده در مدح وزیر الممالک نواب علی نقی خان بہادر

حیلہ بازار جہان گشتم و عالم دیدم — ہست ازان ہمہ علیحدہ مگر آدم دیدم
نہ کہا رشک مسیحا اوسی ہر بار آنکہین — پہیر لیگا کوئی دم مین تیرا بیمار آنکہین
صورت آباد سی جاتی ہین طلبگار وصال — حق بیہہ رکہتی نہین کا فر و دیندار آنکہین
اوس حیا دار سی ہی شغل نظارہ بازی — نکری عکس سی آئینی مین چار آنکہین

قطعہ در مدح امجد علی شاہ بہادر

سلطان ابو الظفر بہادر — خاقان ابو الظفر بہادر
من بعد خدا رحیم و عادل — ہے شان ابو الظفر بہادر
احکام قضا کے ہے مطابق — فرمان ابو الظفر بہادر
مقدا دو حذیفہ سی ہی کامل — ایمان ابو الظفر بہادر
ہے صوم صلوٰۃ پر ازل سی — میلان ابو الظفر بہادر
ناغہ ہو جا ہے ذکر کیا ہے — قرآن ابو الظفر بہادر
مانند سحاب در فشان ہے — دامان ابو الظفر بہادر
سنتا ہون جسے وہ کہہ رہا ہے — قربان ابو الظفر بہادر
ہوگا نہ کوئی ہوا جہان مین — ہم شان ابو الظفر بہادر
خسرو کو نصیب تہا نہ جم کو — سامان ابو الظفر بہادر
عالی ہے مثال قصر جنت — ایوان ابو الظفر بہادر
زیبا ہے لقب جو پای رضوان — دربان ابو الظفر بہادر
روشن رہین نور معرفت سے — چشمان ابو الظفر بہادر
رکہتا ہے فوق عارفون پر — عرفان ابو الظفر بہادر

210

جھونکی لیتا ہی سر اک نخل گلستان اسطرح
جسطرح کہاتا ہو لغزش کہین پا مخمور

غنچہ کرتا ہی تبسم کہین گل ہنستا ہی
آنجو اک طرف دیکہو تو ہی پر شور

جوشش فصل بہاری سی تعجب کیا ہی
روغن گل عوض شہد اگر دے زنبور

گرم بازاری گل ہو گئی ہی اس زیبو
اہل دنیا کی ہی گل ہو گئی ہی شمع شعور

[illegible] زمین [illegible] ہی تو اسمین ای رند
تازہ مضمون کی اک تازہ غزل کر مسطور

غزل

دیکھی کیا [illegible] کہین بیت غیرت حور
حسن گل پر ہو ہر بلبل شیدا مغرور

[illegible] بار سی گذرے جو کبھی باد صبا
نکہت گل سی مشام دل بلبل ہو [illegible]

[illegible] عشق
حشر کی روز ہی اوٹھی جو لحد سے مخمور

[illegible] دل کو [illegible] گرفتار کیا
لیکہ صبا دکا تہا مری رسا فہم و شعور

[illegible]
شست نازک ہی شیشہ کہین ہو جانہ چور

[illegible] جام شراب
نوش اسطرح کا کہلاتا ہی پیش زنبور

[illegible]
شیشہ جس رنگ مئی ناب سی ہووے معمور

[illegible]
ہو کی حیران لگا کہنے کہ اے رب غفور

[illegible]
استفادہ زینت و عشرت سی چمن ہی [illegible]

[illegible] کہا پیر خرد نے غافل
اوسکا اینکا ارادہ ہی یہان جسکی حضور

[illegible]
بات کرنیکا نہین وائل سحبان کو شعور

[illegible]
[illegible] ایسا کہ ہر علم پر کہتا ہی شعور

[illegible] سعدی ظہیر
افتخار فصحا شمع بلاغت کا نور

۲۱۱

ہی بجا منتظم الملک جو پایا ہی خطاب	ہو گیا سارا جہان عدل و کرم سی معمور
تو سزاوار ثنا کی ہے کہی تیری ثنا	اور کچہ مجکو قصیدی سی نہین ہی منظور
کر قبول اسکو طفیل نبی و آل نبی	مانگتا ہون یہ دعا تجہسے مین ای رب غفور

شاد و خرم رہی یہ فضل سی تیرے جبتک
می عشرت سی یہ مینای فلک ہے معمور

مخمس غزل خود حسب الارشاد امجد علی شاہ بہادر مرحوم

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد	بہلا وہ خاک کہی حال بوستان صیاد
عبث عبث تو نہو مجہسی بدگمان صیاد	کہلی ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد

مین ماجرای چمن کیا کرون بیان صیاد

۲

خراب تہا مری ہمراہ سایہ سان صیاد	چمن مین تہا کبہی مین بن مین واں صیاد
غرضکہ ساتہ ہی پہونچا جہان تہان صیاد	جہان گیا مین گیا دام لیکی وان صیاد

پہر اتلاش مین میری کہان کہان صیاد

۳

تنگ کر دیا دنیا کی کارخانے نے	بٹہا یا خاک مذلت پہ سر اوٹہانے نے
پہنسا یا لا کی کہان حیف اس زمانے نے	دکہایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے

وگرنہ دام کہان مین کہان صیاد

۴

کچہ اور مجکو شکایت نہین ہے یہ گلا	بہار کیا کہ خزان مین چہواتہ اک تنکا
عبث یہ داد ستم ایجاد کیون غضب ٹوٹا	اوجاڑا موسم گل ہی مین آشیان میرا

الہی ٹوٹ پڑی تجہ پہ آسمان صیاد

۱۱
ہین وہ ہون تا لی گلزار ہو مری دم	اور اپنی نغمہ سرائی ہین ہوش بلبل کے
ابہی نہین ہی ستمگار میری قدر تجہے	کریگا یاد مری زمزمونکو بعد مرے
ہون چند روز تری گہر مین مہمان صیاد	

۱۲
عزیز رکہتی ہین سینوا ساغرل کو	بغیر گل نہین کچھ رام وچین بلبل کو
صد آفرین ہی مری صبر اور تحمل کو	کہ جہانکتا نہین جا کی قفس سی ہی گل کو
ہوئی تمام مری جانب سی بدگمان صیاد	

۱۳
مرا خیال تری دلمین کب گذرتا ہے	کبہی زبان نہ لونگا مین تجہ خدا سی ڈرتا ہے
غرض کہ میری ہلاکت پہ تو ہی مرتا ہے	پر فینکو کہولدی ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لیکے مین اوڑجاونگا کہان صیاد	

۱۴
ہین وہ ہون صحن گلستان مین تہا مرا بستر	چمن کی سیر میسر تہی مجکو آٹہ پہر
پہنسونگا دام مین اگر مجہکو نتہی یہ خبر	الہی دیکہی صحبت برا ہو کیونکر
زبان دراز ہون مین اور بد زبان صیاد	

۱۵
ادہر ہی تاک مین لپہانکی تری سنبل	ادہر ہی دام بچہایا ہی محبت گل
پہنسا ہی لینی کی ہی فکر جا بجا بالکل	نکالیو نہ قدم آشیانسی اری بلبل
لگائی بیٹہی ہین ہندی جہان تہان صیاد	

۱۶
اگرچہ میری ہی کی سنی خانہ بربادی	مگر کبہی نہ کسی روز مین ہوا شاکی
برا ہو ظلم پہ جلاد نی کمر باندہی	چمن مین رکہا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کری یونہین ہوجای بی نشان صیاد	

۱۷
وہ عندلیب ہون جس کا ہی ہمسر سخن الحان	ہزار بار گیا بند نطق طوطی کا

٢١٤

۳
حسن کا رتبہ تعالی کا نہ گہٹاؤ صاحب
اہل بینش کی نظر سے نہ گراؤ صاحب
عیب اس چاند سے منہ کو نہ لگاؤ صاحب
داغ دل سی رخ روشن پہ لگاؤ صاحب
مہر کو آتش شیشہ نہ دکہاؤ صاحب

ساقی سیمین بر پروانہ بناؤ صاحب

شمع عارض کی طرح جسم دکھاؤ صاحب

بیخودی چہائی ہی ایسی کہ نہین تن کا بچا
مصرع قد نے تمہاری مجھے دیوانہ کیا

سنشنشر کیون نہ ہو خمسہ حواسون کا بہلا
بیت ابرو سے مجھے ولولہ عشق ہوا

چیدہ اشعار جو دیوان مین ہون لاؤ صاحب

آنکھین ہوئین جو بری آنکہ سی تمکو دیکھی
مہی باریک کمر ہی یہ مبادا سے لچکے

رکھی خالق تمہین محفوظ نگاہ بد سے
کہین بار نظر بد نہ نزاکت پہ پڑے

بال کی اوٹ مین جاتا ہو تو جاؤ صاحب

جسکو دیکھو نظر آتا ہی وہ آشفتہ دماغ
قدر انداز جو تھی گل ہو گیا اون سبکی چراغ

کون ایسا ہی اس بستی سی ہی کسکو فراغ
تیر مژگان سی تری ہو گئے گی دیدہ داغ

باغ عالم مین نہ کانٹو لسی رولاؤ صاحب

دل گرفتہ جو ہون انکو تو توڑا نہ کرو
ٹہنیکی باغ مین آن کی چھوڑا نہ کرو

نظر چشم عنایات کو موڑا نہ کرو
طفل غنچہ کی تو یون کان مروڑا نہ کرو

خندہ زن ہو کی گلستان کو ہنساؤ صاحب

متبسم نے نوازا یہ اگرچہ ہتی ہو
خیر بہتر ہی مگر عرض ہماری بہی سنو

کرو بیدار کسی فتنہ خوابیدہ کو
خواب خرگوش ہی انکو نہ قلیلو نکو چھیڑو

چشم خوابیدہ کو آہو کی جگاؤ صاحب

ہمکو معلوم ہوا ہی یہی منظور جناب
گرمیان ہین نہ کیون گل ہو جل ہنگر کباب

شکل انسان کی حیوان ہی نہ جانہ خراب
چال لڑوا چکو اب اسا منی پیتی ہو شراب

کبک کو آگ کا کہانا نہ سکہاؤ صاحب

کسلیے اتنی ہو سہمی ہو کیون ہو مضطر
چہلکی تم اتنی نظر باز نہ سہی جاؤ گی کدہر

ولہ

عید رمضان ہو واہ کیا روز سعید
عالم مین ہین خرمی کی آثار پدید

اللہ وزیر ہند کو رکھے شاد
ہر شب ہو شب برات ہر روز ہو عید

قطعہ تاریخ وفات والد ماجدم غفران مآب سراج الدولہ مرزا غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ

چون غیاث الدین محمد خان شہیر
والد مرحوم من غفران مآب

رفت از دنیا سوی دار البقا
نوحہ کردم در عزای آنجناب

در جہان ماتم بصد رنج و تعب
فکر کردم با دل و جان کباب

سال تاریخ وفا نقش یافتم
در زمین پنہان شدہ ہی آفتاب

۱۲۴۹

قطعہ تاریخ حسن علی بیگ اکبرآبادی صنعت صوری و معنوی

آہ ہمنام حسن آن عاشق نام علی
چون تاریخ نہم ماہ محرم جان سپرد

سال تاریخ وفاتش را بجستم از خرد
یکہزار و دو صد و پنجاہ و سہ ہجری شمرد

۱۲۵۳

قطعہ تاریخ مبارک باغ امین الدولہ بہادر

وزیر ہند دستور معظم
کہ قاصر مدح مین جسکی قلم ہے

کریم با مروت اسکی ہے ذات
وہ بحر جود ہے ابر کرم ہے

بنایا ہے مبارک باغ اوسنے
بہار باغ ہستی جس سے کم ہے

۲۱۵

قطعہ تاریخ وفات عباس مرزا

قطعہ تاریخ تولد فرزند امجد علی شاہ بہادر

۱۲۶۱

دیا حق نے فرزند دلبند اوسکو
ولادت ہوئی باسعادت یہی ہے
ہوئی فکر تاریخ مولود لازم
مری طبع وقت کفالت یہی ہے
الست اسکے اقبال کا بولا ہاتف
گل گلستان وزارت یہی ہے ۱۲۶۲

ملا خلعت فاخرہ ہر شجر کو	جسے دیکہیے ہے وہ نکہرا ہوا آج
سبب مجہ کہلتا نہین کچہ بہی تک	یہ سامان کیا بار الہا ہوا آج
یکایک یہ مژدہ دیا خرمی نے	تو غمگین ہے کیون رند بیٹہا ہوا آج
چل اوٹہ جلد دربار جا نذر لیکر	کہ اسباب عشرت مہیا ہوا آج
مبارک سلامت کا غل ہر طرف ہے	شہنشاہ عالم کے بیٹا ہوا آج
اوسی کی تو ہین قدم کا ہی باعث	جو رنگ زمانہ ہے بدلا ہوا آج
لکہہ اک قطعہ تاریخ کا تہنیت مین	جو مقصود ہے تیرے دل کا ہوا آج
یہ سنکر بے فکر سال ولادت	مین آمادہ جان سے سراپا ہوا آج
سر دل سی ہاتف نے فوراً صدا دی	خوش اقبال و مسعود پیدا ہوا آج ۱۲۶۲

قطعہ تاریخ تقرر وزارت بنام مدار الدولہ بہادر

نواب علی نقی جو ہے خان دلیر	منظور نگاہ پادشاہ عالم
تاریخ بتائی اوسکی یہ ہاتف نے	کہ رند کہ اب ہے وہ وزیر اعظم ۱۲۶۳

تاریخ کتاب انبہ پرشاد

مدت سے اب تک جہان مین	اکثر ہوے ہین استاد ہندی
کسنے زاد المعاد ایسی لکہی	جیسے ہوئی ہے بنیاد ہندی
فکر تاریخ تہی مجکو اے رند	بہاتا ہے ازبس ایجاد ہندی
ہاتف پکارا واحد بڑہا کر	تصنیف انبہ پرشاد ہندی ۱۲۶۵